

1821.1

۱۱۴
اِنْ مِنْ سَلَامٍ وَاِنَّهُ اِلَيْهِمُ الرُّجُوعُ

الحمد لله والشكر له وبن كوان ميت اقرب من ستر شريف پاز خاتق و مساف المسمي به

اكرم الله
الراجح للمحافل



الراجح للمحافل

و لا اله الا الله

مترجمه حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب دہلوی باہا غلام مصوفیہ کرام غلام احمد خان بک

بمطبع مسکریں دہلی طبع شد

مختصر فہرست کتب خانہ تجارتي مولوی غلام احمد خان صاحب بریل تہجہ کتب تصوف مالک طبع سلمہ بریلی

اس کتب خانہ میں مصنف بے بہائی قرآن مجید پر رقم ملی فنی خرد و ترجمہ درجہ اولیٰ تفسیر کتب حدیث۔ فقہ عرف غرہ خلق وغیرہ کتب و ادبیات
ہر اقسام کی موجود ہیں۔ شائقین کو فہرست کلاں طلب کر کے بھیجی جاتی ہے۔ علی الخصوص اس کتب خانہ میں کتب تصوف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود
ہے اس طرح کے سادہ صفحات میں وہ چند کتابیں بھی کیاتی ہیں جو طلبہ نے چاہے اور جو مطالعہ کی کتب بھی قسم کی موجود ہیں ان سب
کتابوں اور جس قسم کی کتابیں آپ کو مطلوب ہوں اور انکی فہرست مولوی غلام احمد خان بریل تہجہ کتب تصوف مقام ملی سے کیجیے۔

<p>تہجہ بریلی - ترجمہ القم الرانی والفیض الرحانی - محفوظ مبارک حضرت غوث الاظم محبوب جانی پیران پیر سنگھ لانا علی التتبع علی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہما بلدیہ کتاب ہے اس کتاب کے کلام و خط و نصاب صحیح ہیں جو آپ ہر جگہ کو جامع مسجد و جامعہ و اہل باطن (صاف خواندہ) میں اپنی افادہ خلق الشرف سے تھے اور کچھ اسلامی ہزار ادا خلی تائب اور کفار و کفران ہو جاتے تھے غوی اس کتاب کے دیکھنے پر ہر صوفی ہر روح و ہر صورت پر خوش نصیب خلق استفادہ ہے قیمت فی جلد ۷۰۰ القم الرانی والفیض الرحانی یہ کتاب متحاب سہول زاد کتاب تہجہ بریلی کی اصل ہے مسند حضرت سلطان الاولیاء علیہ السلام محبوب جانی غوث الاظم قدس سرہ اکثر باب کا مکتبہ و ستغنی ہونا چاہتے تھے کہ غناء کے فی فہرست غلطی کے اہل جلی کا نہ نہ صر سے منگوایا ہے غلطی و غلطی استفادہ ہو جاتے فی جلد ۱۰۰ مجموعہ طغوفات خواجگان چشتیہ و دوستان الشریعہ حضرت خیر نصیب امیر کتاب ہے اور کچھ غویہ کمال کا کلام ہے اسکے جامع اور صاحب محفوظہ ہنگامہ دین ہیں کچھ سب سے اس گھرستان میں نایابی کمزور ہو کر روشنی اسلام پہلی۔ یہ کتاب ان کے کلام کا جکاقل ان کے فعل سے ستغنی تھا اسکے جامع و مصنف بالترتیب خواجہ بزرگ علی اللہ مراد اول و لانا علیہ السلام میں الدین حسن نجوی ثم الامیری لانا علیہ السلام حضرت خواجہ قلی الدین بختیاری کا لکھی ہوئی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ جلی حضرت شیخ الشیخ الاسلام علی الدین گویا</p>	<p>ابو قحی رضی اللہ عنہ حضرت سلطان الشیخ نظام الدین اولیاء محبوب دہلوی قدس سرہ اور طوطی ہند میر خیر علی الدین بنی فیہ شرف علیہ السلوک لو کہ کلام ہر کچھ کے ملاحظہ سے قضا اسلامی میں ایک خاص رنگ پیدا ہوتی ہے جو طالب حق کی طلب فرید ہو جائے کیلئے اس شہر کوئی کتاب نہیں آپ ضرور طلب فرمادیں اور فائدہ اٹھائیں فی جلد ۱۰۰ قوائد القوال سار و محفوظ مبارک حضرت سلطان الشیخ محبوب العالین مولانا غلام الدین اولیاء محبوب جانی قدس سرہ لکھنؤ میں حضرت میر خیر الدین جلی فیضیات نظم و شریعہ و لاجن نجوی کو دیکھ تھے لیکن انصاف تجرید نہ کیا قیمت فی جلد ایک شہرہ ہوا الف لو کہ مکتوبات حضرت غوث القیوم شیخ نصیر الدین محمود طبرانی رضی اللہ عنہ آپ اپنے خلفاء اور مریدان با افتخار کو تحریر فرماتے تھے ہر ایک غور ملانی سیدہ اور حضرت موصوف قلوب و اسرار الہی سے معمور ہزاروں کی نہایت آسان قیمت فی جلد ۱۰۰ اصول السماع علی ہدیہ عبد اللہ اصلی صاحب حضرت سلطان الشیخ محبوب جانی رضی اللہ عنہ فی جلد ۱۰۰ مولانا غلام الدین ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہے کچھ طوطی ہار دنگ غلام میں شہرہ ہے یہ کتاب آپ کے ہر طوطی الدین غوث سے بکوشش غلام علی میر خیر الدین بکریا علیہ السلام کی عبارت کے پیران پیر میں ترجمہ کیا ہے سیدہ تصنیف غلام علی کی تفسیر اس کے کتابت و تصنیف کی اصل اس کا ساتھ غویہ قیمت ہر طوطی القوال حضرت طلب العلم علی عبد اللہ دوس گویا رحمۃ اللہ علیہ اس میں اساتذہ</p>
---	--

۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ

الحمد لله والمنته كدريس آوا ان هينت القرآن شريفه از حائق معارفه

شرح الخالص

الخالص

ترجمه حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب دینی بیست و نهم و صوفیا اکر ام قلام احمد خاں بریلوی

مطبع بریلوی دہلی ۱۳۰۰
درجہ بیس مطبوعہ شد



195

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الملك العلام والصلوة والسلام على رسوله محمد خيرا الانام صاحب الحوض والمقام
 على الله واصحابه الكرام واوليائه داعين الى دار السلام اما بعد يهيج مير حسن مجناب مصيبت
 احمد علي بن محمد علي عفي عنها بحكم مواخاة اسلامي برادران ديني کے واسطے تحفہ مرضیہ و ہدیہ پسندیدہ پیش
 کرتا ہے تاسلوک الى اللہ میں شیخ کامل اور تحصیل انفاق میں استاد شفیق ہو اور وہ نظر افادہ عام ترجمہ
 تحیر المجالس کتاب فارسی۔ لغظات حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چاند حلوی رحمہ اللہ کا جو کہ
 مجالس محدودہ میں آپکی زبان فیض ترجمان سے منکر آنکے خلیفہ نامی حضرت حمید شاعر معروف قلمند
 رحمہ اللہ نے شہرہ جبری میں بعبادت فارسی قلمبند کر کے بعد ملاحظہ جناب شیخ قدس سرہ نقل فرما کر دستور العمل
 مریداں صافق الارادت خاندان حشمت کا خصوصاً اور باقی صوفیہ کا عموماً مقرر کیا اسکے ملاحظہ سے احوال و
 افعال و اخلاق خواجگان علیہ الرحمۃ کے بخوبی ظاہر ہو جائیگی اور تمیز خوب زشت بہولت ہاتھ آئیگی کہ جو متر
 مخالف پیر ہو وہ ہرگز مرتبہ ارشاد کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ راہ زن سلوک ہے۔ گمراہ۔ اور گمراہ کو نہ والا پس جب تک
 قلب و جوارح ظاہر و باطن اعتقاد و عملاً قدم بقدم ان حضرات کرام کے نبیوں اللہ تعالیٰ سے دُورے اور
 اور خواجگان سے شرمائے۔ کہ سابق بنا و تصوف ترک مونیہ اور محبت الہی اور نفع رسانی پستی۔ اور اب تحصیل
 مال اور خود نہائی اور راحت طلبی پر الا ماشاء اللہ تعالیٰ کہ خاصان حق سے دنیا خالی نہیں اور اس کتاب
 میں قریب سو مجلسوں کے ہیں جملہ حکایات عجیبہ اور خواہ فیض سے حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے کتاب

انہار الانہار میں اسکا ذکر حالات جناب خواجہ موصوف میں لکھا ہے بنایت الہی ساٹھ سال کی جستجو کی بعد
یہ کتاب ملی اور امداد الہی سے ترجمہ تمام ہوا بعد اسکے تمام کے ترجمہ جوامع الکلم ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح
کیسور از رحمہ اللہ کا لکھا جاتا ہے پروردگار قدیم توفیق انعام غایت فرماوے مگر وہ کتاب طویل الذیل و قد
تیس سالینس خبر کے ہو و ما ذلک اللہ بغیر از و زمانہ اسکا سراج المہاس رکھا۔ اللہ تعالیٰ مجبور اور
سب برادران طریقت کو فائدہ مند کرے۔ اور ہمیشہ سلف سے آج تک عادت اللہ اس پر جاری ہے کہ ہر ماہ
میں بعض لوگوں کو مقبول فرما کر واسطے ہدایت مخلوق طالبان نوینا و فانیہ کے مقرر فرماتا ہے کہ موعظ و نصائح
سے لوگوں کو طرف تحصیل منجیات کے راغب کریں اور ملکات سے باز رکھیں اور بیانات لایحہ اور تالیفات
و ہنم سے بحکم۔ اذ علی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنۃ غربت عبادت اور اخلاق حسنہ کی
ولادیں اور ذکر حالات اولیاء کرام و علماء عظام اس باب میں مفید ترکہ بی شائبہ ریا اور خود غنائی ہے۔
جو بندہ خدا اس خدمت مرفیہ کے ادا پر آمادہ ہو کر اپنی اوقات غریہ اسیں صرف کرے تو بموجب

تعاون و اعلیٰ الذی و اللہ التقویٰ اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ع۔ بدی یا درمی یا قلمی یا قدمی۔ اس کے شریک
ہو کر اعانت میں حتی الامکان کوشش کرتے رہیں چونکہ ان دنوں تقدیر سے قعر اس خدمت سرسخت
و افادت کا بنام نامی مولانا صوفی علام احمد خاں صاحب بریاں خفی خشتی سلیمانی مترجم کتب تصوف
بن حضرت مولانا مولوی علام محمد خاں صاحب خشتی سلیمانی ساکن قصبہ جہاز مصافات دہلی واقع ہوا
اور اجزیریل اور ذکر جیل حاصل کیا۔ لہذا مجھ سے جو کچھ ہو سکا اپنے فکر سست اور فہم نادرست

سے انکی کوشش میں شریک ہوا۔ اللہ تعالیٰ انکی سعادت و مفاد میں

خیر و برکت دروز افزوں کرے اور اجر سے اس سلسلہ سعادت اور

عزت شائع طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

میں یرگاہ سرگرم رکھے۔

آمین



شروع ترجمہ کتاب طایبہ الجالس

سبحان اللہ والحمد للہ دلائلہ الا للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیمہ
مجلس اول سعادت پائوس کی حاصل ہوئی۔ اُس وقت خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بانی خیر نے واسطہ ایصال
 ثواب روح مطہر مولانا برہان الدین غریب کے رحمہ اللہ علیہ لکھنا پکڑ لوگوں کی دعوت کی تھی۔ اور انکا
 عرس تھا بعد اظہار اپنی زبان مبارک سے یوں فائزہ کی کہ واسطے روح پاک مولانا برہان الحق والدین کی دعا
 کرتی ہیں ہم یہ سنکر میں نے دلیس کہا نہ فقرار کے کیا خوب انلاق ہوتے ہیں مولانا برہان الدین رحمہ اللہ
 علیہ کو مدت ہوئی مکافات کی اور یہ انکی حکایت و کرامات کا کس شوق سے بیان فرماتے ہیں اور کیسے تعظیم
 سے نام لیکر دعا کرتے ہیں یہی زبرگوار رعایت محبت کھینچو ہیں کہ ہر سال ایک مدت سے انکا عرس فرماتا
 ہیں۔ بیشک اُنکو اپنے پیروم شد کی خدمت سے پورا فائدہ حاصل ہوا ہے۔ غرض جب بعد دعوت کے لوگ
 ترخصت ہوئے بندہ رو برو گیا۔ اور سب جھجکا کر عرض پر داز ہوا۔ کہ فدوی نے حال اپنی ملاقات کا مولانا
 برہان الدین سے اور ایک حکایت آپ کی جو زبان مبارک سے سُنی تھی قلم بند کر لی ہے فرمایا رو برو پڑھو یہ
 فرما کر احباب کی نصحت کو کھڑے ہوئے اور اُسی حال میں سُنتا چلا آپ کے بجانبے شیخ زین الدین نے
 عمدہ طور سے عرض کی کہ بڑی حکایت ہے حضرت خواجہ بیٹھ کر سنیں۔ جناب بیٹھ گئے۔ اور کہا پڑھو میں نے
 یہاں سے شروع کیا کہ مولانا برہان الدین سے میں نے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک بار مجھ کو خواجہ نظام الحق
 والدین رحمہ نے کلاہندین عنایت فرمائی تھی وہ میرے پاس سے جاتی رہی۔ مجھ کو اُس کا نہایت غم ہوا اور

دلیں سوچا کہ اس طال کو اپنے دوست مولانا محمود سے جا کر بیان کروں۔ غرض انہی خدمت میں حاضر ہو کر
 کلاہ گئے کا حال بیان کیا۔ اُس رات مولانا محمود کچھ کام میں تھی فرمایا جاؤ اس سے بہتر اور بیشتر نعمت ملے گی
 یلگی۔ میں نے اُنکے اس کہنے سے نیک فالی لی۔ اور مجھ کو یقین ہوا کہ میں جناب شیخ حضرت سلطان
 الاولیاء کی خدمت میں گیا تو جناب شیخ نے جائے نماز مجھ کو عنایت کی اور یہ اُس سے بہتر اور بہتر نعمت تھی
 کہ فقرائیں عطا و صلاح و جمعیت و برکت کی ہے۔ جب میں نے یہ حکایت تمام کی تو فرمایا کہ بعد بہت مدت کے
 یہ قصہ تم نے یاد دلایا اور خوشی آپ کے حال سے ظاہر ہوئی فرمایا ملاحظہ مولانا برہان الدین غریب کا لاؤ میں
 نے عرض کی کہ مولانا برہان الدین نے آپ کی عقیدت میرے دلیں ایسی جاوی ہے کہ بارہا مجھ کو خیال آتا ہے
 کہ ایسا بزرگ صاحب کشف و کرامات و صل الی اللہ صاحب ولایت جب آپ کی خدمت شریف سے استیلا
 کرے اور نعمت پاوے تو بزرگی آپ کی کس درجہ ہوگی پہریشہ مجھ کو دلیں ہی شوق رہتا تھا کہ خداوند امیں
 کب انہی قدم بوسی سے مستفیض ہوں گا۔ پھر مجھ سے فرمایا ہم جیکو قلندر کہیں یا صوفی۔ قلندر کیسے کہیں کہ تو
 طالب علم ہے۔ میں نے عرض کی ایجاب میں خدمت میں حضرت سلطان الاولیاء کے حاضر تھا۔ اور
 دسترخوان حضرت کے روبرو آراستہ کیا گیا تھا اور آپ نے اظہار فرمایا تھا درمیان کمانا نوش فرمائیے
 ایک روٹی توڑی نصف اپنے روبرو رکھی اور نصف میرے آگے میں نے اُسے لیکر اپنی آستین میں رکھ لی جب
 آپ کے پاس سے باہر آیا تو راہ میں چند قلندر ملے اور مجھ سے کہا اے شیخ زاوے ہکو کچھ دے میں نے کہا
 میرے پاس کچھ نہیں ہے قلندروں نے بہ شغف معلوم کیا اور کہا وہ نصف نان جو حضرت شیخ سے پائی
 ہے ہکو دے میں کم عمر تھا چیراں رہ گیا کہ انھوں نے کیسے جان لیا انہیں سے تو کوئی دہاں موجود نہ تھا بہ
 لاچار وہ نصف نان آستین سے نکال کر انکو دی قلندروں نے لیکر وہیں حلیہ خانہ میں کززد کیا بیٹے
 کیلکھڑی کے ہے بیٹہ گئے۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھالی۔ پیچھے سے میرے والد بھی خدمت شیخ سے نصبت
 ہو کر میرے پاس آئے۔ کہا وہ روٹی کھالی میں نے کہا قلندروں کو دیدی یہ سنگر غصہ ہوئے اور کہا کیوں
 وہ تو بڑی نعمت تھی وہیں سے پہر حضرت شیخ کی خدمت میں لوٹ گئے اور عرض مال کیا حضرت نے فرمایا
 مولانا تاج الدین خاں جمع رکھو یہ لڑکا تمہارا قلندر ہوگا تو حضرت کے اس ارشاد سے الطینان ہوا۔ مگر مجھے نصبت

شیخ نے قلندر فرمایا ہے تو آپ بھی قلندر ہی فرماویں جب جناب خواجہ نے یہ حکایت سنی تو فرمایا مجکو یہ معلوم نہ تھا کہ تم مرید میرے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے ہو آؤ بھلکیر ہوئیں اوٹھ کر نزدیک آیا اور خواجہ خوش ہو کر بھلکیر ہوئے وہ عجب وقت بکرت تھا۔

مجلس دوم - سعادت پائوس کی حاصل ہوئی بموجب ارشاد سابق کے میں نے ملاحظہ فرمایا بابر الدین کا پیش کیا۔ فرمایا اپنی تالیف میں یہ مقام نکالو میں نے اُس جگہ پہلے سے ورق نشانی توڑ رکھا تھا انکا روبرو کیا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے وہ حکایت تمام پڑھی اور پسند فرمائی پھر سرے سے میری تالیف کو نکال کر چند مقام پڑھے اور ہر بار فرماتے تھے درویش تم نے خوب لکھا ہے اور بہت عنایت فرمائی اسوقت میں نے عرض کی کہ مولانا برہان الدین بیشک درویش واصل الی اللہ تھے مگر آپ کی ذات عالی علم میں ابوغنیف وقت ہے اور زہد و عزم میں بجائے حضرت شیخ نظام الدین کے مجکو شوق ہے کہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ توفیق اسکی تمام تحریر کی دے عرض باعث تحریریں مجالس کا یہ تھا ۱۱ میں نے اسے شروع کیا اور مدت ایک سال میں کہ سات سو چہین تھے تمام کر کے خیر المجالس کا نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ کو بہت دلوں تک سلامت رکھے اور بندہ کو اتمام کی توفیق عنایت فرماوے واللہ رب العالمین۔

مجلس سوم - سعادت پائوس حاصل ہوئی اسوقت حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر ذکر قیامت میں مصروف تھے فرمایا یا روقیامت نزدیک آئی ہے اور اس بیان میں بشرہ مبارک سپید ہو گیا تھا اور سب حاضرین محو تھے اسی حال میں فرمایا کہ شیرینی یاروں کی واسطے لاؤ حاضرین کی خوف قیامت سے زندگی تلخ تھی شیرینی درمیان میں رکھتی رہی کیسکو خبر نہوئی خود خادم کو فرمایا ابھی شیرینی لیجا پھر لانا اسوقت ہکونہیں معلوم ہم آسمان پر ہیں یا زمین پر رات ہے یا دن۔ غرض کہ اسی خوف خشیت میں ایک امیر گذرا کوئی دم نہ مارتا تھا نہ کچھ بات کہتا تھا آخر ایک ملائے مصل میں آکر باوا بلند سلام علیک کی ہلکی آواز سے بعضے ہوش میں آئے بعضے اسی طرح یا قیامت میں مستغرق رہے حضرت خواجہ نے اُس ملائے باتیں کیں اور حال دریافت فرمایا عرض کی تمام دن دیوانخانہ میں حاضر رہتا ہوں اور احکام وغیرہ کے

اجار سے فرصت نہیں ہوتی میرے واسطے دعائے خیر فرماویں ارشاد ہوا کہ مخلوق سے نیکی کرنی لو
 محکمہ دیوانی میں رضا کچھ نقصان نہیں کرتا اسپر یہ حکایت فرمائی کہ ایک ویش بیابان میں جاتا تھا اس
 ایک بوڑھا اور درویش سے کہا جب تو اس شہر میں جائے فلاں محلہ میں عبداللہ صاحب کا گھر دریا
 کرنا اور اُس سے بلکہ سلام کہنا اور میری طرف سے کہنا کہ میری سلامتی ایمان کی واسطے دعا کرو مگر اگر
 بوڑھے نے اپنا نام نہ بتایا۔ غرض وہ درویش جب شہر میں گیا عبداللہ صاحب کا مکان پوچھا اور
 جا کر اُس سے بلا اور کہا مجھے راہ میں ایک بوڑھا ملا تھا۔ اُس نے کہدیا ہے کہ جب شہر میں پہنچے تو عبداللہ
 صاحب کے مکان پر جانا اور میرا سلام کہہ کر میرے حفظ ایمان کی واسطے اُس سے دعا کرانا یہ منکر عبداللہ
 صاحب نے اُس کے واسطے فاتحہ پڑھ کر دعا حفظ ایمان کی فرمائی اور درویش سے کہا اب تم جاؤ درویش نے کہا
 اے خواجہ مجھ سے یہ تو کہہ دو کہ وہ پیر مرد کون تھا عبداللہ نے کہا بھائی تو جا یہ مت تحقیق کر درویش نے حاضر
 کیا کہ مجھ کو اس کا نام ضرور بتائیے جب رد و کہہ بت ہوئی تو کہا وہ پیر مرد حضرت خضر علیہ السلام تھے درویش
 نے کہا مجھ سے بیابان میں بہت بوڑھے آدمی ملے ہیں آپ نے کیسے جانا کہ وہ خضر تھے بولا مجھے معلوم
 تھا کہ اس سے کیا بحث درویش نے کہا اے خواجہ کشف و کرامات اور نبرگی تو مقام شلخ کبار کا ہے کہ
 لباس میں کہ تم نوکری شاہی رکھتے ہو یہ کرامات و ولایت کیسی حاصل ہوئی۔ عبداللہ صاحب نے کہا
 جو کچھ ریاضت و عبادت شلخ گوشت خانقاہ میں کیا کرتے ہیں میں اسی کو چھو بازار اور گھر اور
 باغکھاہ شاہی میں پورا کرتا ہوں جب پہرات رہتی ہے اوٹھ کر وضو کرتا ہوں اور تلاوت قرآن و
 ذکر میں مشغول ہوتا ہوں جب صبح ہوتی پہر تازہ وضو کیا اور سنت فجر گھر پڑھ کر اولے فرض کو مسجد میں
 جاتا ہوں پہر وہاں سے آکر اور نصیلتے پقبلہ رو بیٹھ کر اور اوڑھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ آفتاب نکل
 آتا ہے تو اشرار پڑھ کر گہر آتا ہوں زبان میری کسی دم ذکر سے خالی نہیں رہتی اور گہر میں آکر پروردگار
 سے بجز وزاری یہ دعا کرتا ہوں کہ لے پروردگار میرے میں سلا تیرے کسی غیر کو نہ جانتا ہوں نہ دیکھتا
 ہوں گویا تیرے روبرو کھڑا ہوا ہوں اور تیری نظموں چلتا پھرتا ہوں اب ایک امیر کی خدمت کی واسطے
 کہراندہ تھا ہوں اور لے پروردگار ہر دم تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ جس کی دعا کوئی کام میرے امیر سے

پڑے تو مجھ کو اس قدر قوت عنایت فرمایا کہ زبان ہاتھ پاؤں اور نقد و مال سے اسکی حاجت پوری کروں پھر
 چاشت کی وقت بھر ہو کر گھر میں لوٹ آتا ہوں اور دوبارہ وضو کر کے نماز چاشت پڑھتا ہوں اور مراقبہ کرتا ہوں
 اور دوپہر کو قیلولہ کر کے اٹھتا ہوں اور وضو و سنت سے گھر میں فارغ ہو کر فرض ظہر جماعت سے مسجد میں جاتا
 ہوں پھر گھر اگر ذکر میں مشغول رہتا ہوں اور عصر و مغرب جا کر جماعت سے مسجد میں پڑھتا ہوں اور گھر
 میں اگر اتواہین وغیرہ نوافل عشاء تک ادا کرتا ہوں اور عشاء جماعت سے پڑھ کر نصف شب تک مراقبہ میں
 مشغول رہتا ہوں اب کہو مشائخ ایسے سوال کیا کرتے ہیں انکا کام بھی نماز و طیفہ روزہ دوم و قیام شب
 دائمی صائم رہتا ہوں غرض جو کچھ وہ گوشہ خانقاہ میں ذکر و عبادت یا مجاہدہ کرتے ہیں مجھ کو اللہ تعالیٰ مدد و
 توفیق سے وہ باتیں گھر میں بے شائبہ ریاضت میں پھر حضرت مخدوم نے بعد اتمام حکایت فرمایا کہ وہ دہلی
 بادشاہ اگرچہ کار دنیا میں رہتا تھا مگر اسکو مقام مشائخ ہلاکہ معاملہ نیک رکھتا تھا انداخل دنیا اسکو مضرت
 ہوا اور حضرت علیہ السلام سا کامل شخص واسطے خطایمان اور خاتمہ خیر ہونے کیے اس سے طالب فاتحہ اور دعا کا ہوا
 پھر حضرت خواجہ ذکر اللہ تعالیٰ بانی خیر نے فرمایا یا روہیں یہ نکتہ خیال کرنیکا ہے کہ حضرت خضر سے مراد کامل حفظ
 ایمان کی دعا چاہتے ہیں اور نہیں بناتے کہ خاتمہ کار کس حال پر ہونیوالا ہو خدا تعالیٰ جانے سعادت پر ہو یا
 فتنہ و بالذلت تفاوت پر ایسواسطے کہا گیا ہے کہ الامور معتبرۃ بلکھا ایتیم یعنی اعتبار خاتمہ کار کا ہر حال الیق
 اعتماد نہیں پہر ایک حکایت بیان فرمائی کہ کسی بادشاہ کا ایک ترکش بندہ منی قرآل تھا ہمیشہ اوقات طاعات
 میں مصروف کرتا اور جادو وغیرہ میں دلیر خست و چالاک رہتا اور وہ زمانہ سلطان العارفين خواجہ بانی ریاضی
 رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تھا موضع بٹھام پر کفار نے ہجوم کر کے محاصرہ کیا تھا اہل اسلام بٹھام کے تیار ہوئے اور
 انکی مدافعت کو نکلے وہ ترکش بند پہلے سب صدق نیت سے جنگ کھل کو نکلا اور خوب حملے مکر کر کر کو قیدی
 مسلمانوں کو کہ منکلوں پکڑ لیا تھا پھرایا اور بہت منکلوں کو ملا اور انکے لشکر کو بھگایا اور قبضائے آئی
 اس زد و غرو میں بہت زخم کھا کر شربت شہادت نوش کیا اس رات خواجہ بانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو خواب
 میں دیکھا کہ بہشت میں مرتع تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور عوران ہشتی اس کے روبرو صفا بستہ ایستادہ ہیں بانی
 رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو دیکھ کر خواب ہی میں یہ تمنا کی کہ بے پروردگار اس شخص کو یہ سعادت اور تہ عالی کہاں

سے ملا و آواز آئی اسے بازید یہ پاک مرد ہے دین اسلام کی واسطے لڑ کر راہ خدا میں شہید ہوا تو یہ مرتبہ جو تم نے اسکا دیکھا یہ اُسکے بہرائس سے ایک حصہ ہے پھر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالآخر نے یہ آیت پڑھی و قالوا فی سبیل اللہ من بعد یہ حدیث شریف بیان کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بد للمؤمن من جزاء عمل ینے کسی کو جزا عمل سے چارہ نہیں ہو اگر نیک کام کیا ہے اچھا عوض پاوے گا اور جو بد کیا ہو پاوے گا پھر آپ نے اس حدیث شریف کا شان نزول فرمایا کہ قصہ اس حدیث کا یوں ہو کہ ایک عورت حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی اور عرض کی میں نے آج خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہوئی ہے اور جس راہ میں میں جاتی ہوں وہ لگے دو راہ ہے ایک شانہ دھنی طرف گئی ہے دوسری بائیں طرف میں دھنی طرف کی راہ پر چلی وہاں اپنے باپ کو ایک حوض کے کنارہ کھڑا دیکھا کہ خود بھی اُس حوض سے پانی پیتا ہے اور غیر لوگوں کو بھی پلاتا ہے میں نے لگے بڑھ کر کہا یا ابی اَیْنُ امی اے پدر میری ماں کہاں ہے بولا ما لکھنے اَمَلْتُ یعنی وہ میرے پاس نہیں آئی میں وہاں سے لوٹ کر الٹی طرف کی راہ پر چلی دیکھا میری ماں ایک حوض پر کھڑی واعطشاہ واعطشاہ پکارتی ہے میں اُسکے پاس گئی اور کہا اور ماہر بان حوض تیرے روبرو پاس پانی کیوں نہیں پیتی بولی کیا کروں میرا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا میں نے بڑھ کر تھوڑا پانی لیا۔ اور ماں کے منہ میں ڈالا غیب سے یہ آواز منی قد یستین من سقاھا ینے سوکھ جائیو ہاتھ اُسکے پانی پلا نیوالے کا جب میں جا گئی تو ہاتھ میرے خشک و بیکار ہو گئے تھے اب اُسکی چارہ جوئی کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں حضرت عائشہ صدیقہ نے خواب اُس عورت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آنحضرت نے جناب صدیقہ سے فرمایا اُس عورت سے دریافت کرو کہ تیرا باپ کیسا آدمی تھا اور ماں کیسی تھی اُنکے کیا عمل تھے عورت نے کہا میرا باپ مروصلح تھا بہت خیرات کیا کرتا مگر میری اُسکے برعکس تھی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرما کر اُن دونوں کا ل آنحضرت کی خدمت شریف میں عرض کیا اُسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ لا بد للمؤمن من جزاء عملہ یعنی ضرور ہے انسان کو عوض سے اپنے عمل کے پھر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالآخر نے ہر موقوف اُسکے ایک اور حکایت فرمائی کہ ایک قاضی کسی شہر کا تھا ایک غریب اُسکے پاس محکمہ شریعت میں آیا اور فریاد کی کہ بادشاہ نے

میری زمین ملوکہ منصب کر کے اپنے محل شاہی میں داخل کر لی ہے اور اسپر مکان نبویا ہے قاضی نے پیادہ شریعت کو کہا یہ حکمنامہ لیجا اور بادشاہ کے پاس جا اس سے کہنا یہ حکم شریعت ہے وہ سنکر اسکی تعظیم کرے گا یا نہیں کرے گا اگر بادشاہ حکم شرع کی کچھ تعظیم نہ کرے تو حکمنامہ لپیٹ کر اُسکے آگے رکھ دینا اور کہنا قاضی نے کہا ہے خدمت قضا اور کسی کے سپرد فرماویں اور مجھ کو اس کام سے معاف فرماویں اور اگر تعظیم سے پیش آئے اور کہہ اڑا ہو کہ حکمنامہ لے تو کہنا اپنے ایک غریب کی زمین زبردور لیکر اپنے محل میں لپی لی ہے اور وہ محکمہ شرع میں فریادی ہو ہے خود حاضر ہو کر اس سے رو بکاری کر اور جواب دے یا مدعی کو راضی و خوشنود کر۔ اور راضی نامہ اُسکا میرے پاس ٹھکے میں بھیج اگر یہ سنکر بادشاہ یہاں نہ آوے یا مدعی کو راضی نہ کرے تو پھر اُسکو یہ حکمنامہ دینا اور کہنا قاضی نے کہا ہے میں استعفا چاہتا ہوں اور کیسکو قاضی کریں غرض محکمہ کے سپاہی نے وہ حکم لیا اور محل شاہی پر آکر بادشاہ کو اطلاع کرائی کہ علام شرع آیا ہے چوبداروں نے بادشاہ کو کھاکر مطلع کیا سنتے ہی بادشاہ نے اُسکو قصر شاہی میں بلوایا جب وہ آکر تخت کے روبرو کھڑا ہوا تو بادشاہ بسمی تخت سے اتر کر برابر اُسکے کھڑا ہوا اور کہا کیا کہتے ہو حکم شریعت بیان کرو پیادہ شرع نے کہا ایک غیب قاضی کے روبرو داد خواہ ہو ہے کہ بادشاہ نے میری زمین چھین کر زبردور اپنے محل میں لپی لی ہے اب شریعت میں چلکر یا اس سے رو بکاری کریں یا اسے بلو کر اُسے خوش کر کے رہی نامہ لیں اور قاضی کے پاس بھیجیں اور اگر نہ آپ رو بکاری کو جاویں نہ اُسکا راضی نامہ داخل کریں تو اور کو قاضی مقرر فرماویں وہ کل سے محکمہ جاوینگے بادشاہ نے کہا یہ جو قاضی نے کہا تھا کہ دیکھ وہ تعظیم حکمنامہ شریعت کرتا ہے یا نہیں تو تو نے دیکھ لیا کہ میں نے حکم شرع شریف کی کیسی تعظیم کی ہے اور یہ جو کہا ہے کہ مدعی کو بلا کر راضی کروں تو میرا اُسکو بلواتا ہوں اور جس طرح ہو سیکر راضی کرتا ہوں اور مجھ کو جو بلوایا ہے کہ میں خود محکمہ میں چلوں تو قاضی سے کہنا میں بھی حاضر ہو گا اور یہ جو کہا تھا کہ مثال قضا دیدینا کہ اور کو قاضی کروں۔ تو یہ حکمنامہ تو قاضی کے پاس لیجا اور کہنا یہ کام تمہارا ہے اور کو نہ یا جاوینگا۔ پھر بادشاہ نے اُس مدعی کو بلوایا۔ اور کہا کہ تو پاس قاضی کے کس واسطے گیا اگر میرے پاس آکر ناش کرتا تو میں تجھ پر ہرگز ظلم نہ ہونے دیتا۔ پھر بادشاہ نے اپنے لوگوں سے کہا اس شخص کے ساتھ جاؤ جہاں تک پہنچی زمین بتاتے وہاں تک میرا محل گرا دو اور

وہ زمین اُسکے قبضہ میں دید و اور راضی نامہ گواہی لکھوا لودعی یہ سنکر روبرو ہوا اور بجز و نیاز غرض کی کہ حضور
میں دعویٰ زمین سے دست بردار ہوا آپ محل کھودنے کا حکم فرماویں بادشاہ نے نہ مانا لوگوں سے کہا جا
سیرا محل گرا دو درویش نے دوبارہ عرض کی کہ آپ ایسا نہ فرماویں ورنہ میں اپنے آپ کو ہلاک کروں گا میں
برائے خدا آپ سے راضی اور خوش ہوا اب آپ بھی یہ حکم نہ دیں اور لشکر محل گرانے سے باز آئیں بادشاہ نے
پوچھا زمین تیری گئے گز تھی غریب نے کہا اتنے گز فرمایا اسے پیمائش کر کے فی گز دو اشرفی دو غرض
پیمائش کر کے اسقدر اشرفیاں اُسے دیں پھر کسے خلعت دیا اور عذر کیا پھر کہا اب مجھ پر تیرا کچھ حق نہیں
ساخوش ہوا تو غریب نے کہا میں بہت خوش ہوا بعد اُسکے بادشاہ سوار ہوا اور قاضی کے پاس آیا اُس
وقت قاضی حکمائے اور فتوے لکھ رہے تھے بادشاہ کی طرف کچھ ملتفت نہ ہوئے جب وہ لکھ چکے تو بادشاہ
کی تنظیم کی اور اپنے نصف حصے پر بادشاہ کو بٹھایا پھر قاضی نے پیالہ شربت کا سنگوایا اور خود پیکر بادشاہ
کو دیا۔ غرض کہ اُس بادشاہ نے سب حکم قاضی کے ماننے اعلام شرع کی تنظیم کی اور معنی کو راضی کیا اور خود
قاضی کے پاس بھی آیا میں نے عرض کی کیا اچھا قاضی تھا اور کیا اچھا اسکا حکم اور کیا خوب بادشاہ حضرت
مخدوم ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا یہ کام اور کوئی نہیں کر سکتا مگر وہ قاضی جو اپنے کام چھوڑنے پر آمادہ
ہو حضرت خواجہ نے یہ حکایت تمام ہی کی تھی کہ ایک شخص مشتاق ملازمت سلام کو آیا اپنے دریافت
فرمایا کہ تم کیا کام کرتے ہو عرض کی میں جو حصری ہوں اسی اثنا میں گفتگو عقیدہ میں آئی کہ بعض لوگو
فقر اسے عقیدہ نہیں ہوتا اسپر ایک قصہ بیان فرمایا کہ ایک بزرگ صاحب لایت تھے اور اُس
شہر میں ایک قاضی متعبد تھا شیخ کی کرامات دیکھتا مگر مرید نہ ہوتا ایک دن قاضی اُس بزرگ کے پاس بٹھا
تھا ایک جو حصری وٹاں آیا۔ اور ایک قیتی موتی بطور نذرانہ شیخ کے روبرو رکھا شیخ اُسے ہاتھ میں لیکر دیکھ
لگے اور قاضی سے پوچھا یہ کیا ہے قاضی نے کہا موتی ہے پھر شیخ نے وہ موتی ہاتھ میں لیکر قاضی کو دکھایا
کہا دیکھو یہ کیا ہے وہ موتی پانی ہو گیا تھا قاضی نے کہا پانی ہے پھر شیخ نے وہ قطرہ آب زمیں پر گرا دیا تھانی
کرامات دیکھ کو بھی مرید نہ ہوا اور شیخ سے کہا میں جب مرید ہوں گا کہ ہم تم ملکر ایک محل عبادت میں بیٹھیں قاضی
مجاہدی میں مضبوط تھا شیخ نے سنکر کہا مردوں کا پلہ بیٹھو گے باہر توں کا قاضی سنکر حیران ہوا کہ چلے نہ

کہیں کتابوں میں نہیں دیکھا۔ متعجب ہو کر پوچھا چلہ مردوں اور عورتوں کا کیا معنی شیخ نے کہا چلہ مردوں کا
 تو یہ ہوتا ہے کہ روز دو بکرے اور دو من کی روٹیاں کھاویں اور چالیسویں دن اُسے وضو سے جو پہلے
 دن کر کے چلے بیٹھے تھے باہر نکلیں اس عرصہ میں نہ کھانکھو نہ وضو نہ کیا کرے اور عورتوں کا چلہ یہ ہے کہ
 اقول دن غسل وضو کرے اور چلہ میں بیٹھ کر اتنے دنوں کو نہ کھاوے اور اُسے پہلے وضو سے باہر نکلتے مافی
 یہ سنکر حیران ہوا کہ البتہ ہو سیکے گا جو چالیس دن کچھ نہ کھاویں اور گردن اُسی وضو سے باہر نکلیں مگر میں نے
 کہہ رہا روز دو بکرے اور دو من کی روٹیاں کھاویں اور چلہ بھر تازے وضو کی حاجت فو شیخ نے کہا میں دو چکا
 چلہ کرتا ہوں اور قاضی سے کہامیہ دو حجرے خانقاہ میں غالی ہیں تم اسیں بیٹھو میں اسیں تمہارے برابر
 بیٹھتا ہوں اور مریدوں سے درستی سامان چالیس دن کا فرما دیا جب پہلا دن چلہ کا تمام ہوا اور وقت اظہار
 آیا مریدوں نے سالن دو بکروں کا اور دو من روٹیاں شیخ کے حجرے کے روبرو ملا کر رکھ دیں اور اسقدر
 عبد گانہ دروازے پر حجرہ قاضی کے اور ایک پرانے جلادیا جب بعد مغرب قاضی اور شیخ دونوں حجروں سے
 باہر نکلے اور کھانا کھانے لگے شیخ نے تو وہ دونوں بکرے اور دو من روٹیاں تمام کیں اور قاضی صاحب
 ریاضت کش تھے کبھی شلغم سیر نہ کھایا تھا دو روٹی کھا کر اُوٹھ کھڑا ہوا شیخ نے دیکھا کہ قاضی رہ گیا تو پاس
 قاضی کے آیا کہامیہ روٹیاں کو خالی نہ چھوڑنا چاہتے اور بیٹھ کر کھانا قاضی کا بھی کھالیا اور اپنے حجرہ میں اگر نماز
 غشا پڑھی اودھر قاضی کے شکم میں درد ہوا نماز غشا بحیلہ گذاری شیخ نے قاضی سے اگر کہا اسی نماز
 مکروہ ہے اُوٹھ چلے اپنا توڑ ڈال قاضی حجرے سے نکلا اور چلہ اپنا توڑا اور شیخ کے قدموں میں گر پڑا شیخ نے
 کہا میں نے جو خیر اپنے اوپر لازم کر لی ہے البتہ اُسکو پورا کرنا ضرور ہے ہر روز چار بکرے اور چار من کی روٹیاں
 شام کو دروازہ حجرے پر رکھ دیتے شیخ بعد مغرب نکلا وہ سب کھا لیتے جب میں روز اس طرح پورے
 ہوئے تو کہامیہ چلہ تمام ہوا پھر باہر آکر جس وضو سے کہ بیٹھے تھے باہر نکلے اور صبح میں تازہ وضو کی حاجت
 نہوئی یہ کرامت دیکھ کر قاضی مرید شیخ کا ہوا جب یہ حکایت کہ عجائب روزگار سے ہے تمام ہوئی حضرت
 خواجہ نے فرمایا کہ شربت و شیرینی لایوں جب خادم خانقاہ شربت و شیرینی میرے روبرو لایا۔ تو میں نے
 شربت پکیر یہ شعر پڑھا موسم گرما تھا اور حرارت نے بہت اثر کیا تھا ۛ

شعور

ایں شربت دلم را زنده کردی	خدایت شربت دیدار بخشد
---------------------------	-----------------------

مجلس چہارم۔ سعادت پائوس حاصل ہوئی حضرت خواجہ ذکریہ اللہ بالخیر نے تقویٰ کا بیان شروع کیا تھا یہ آیت شریف پڑھی یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاۃ فرمایا بعد نزول اس آیت کے صحابہ اگر آم غمگین ہوئے کحق تقویٰ کا پورا ادا کرنا کیسے کا مقدور نہیں سپریم دوسری آیت آئی کہ فاتقوا اللہ ما استطعتم بعضی علماء نے کہا ہے یہ آیت مانع پہلی آیت کی ہے اور بعضوں نے اسکو بین کہا ہے یعنی حق تقویٰ مفید ساتھ استطاعت کے ہے پھر ارشاد فرمایا حق تقویٰ یہ ہے ان یطاعوا ولا یصعبوا ان یشکروا لا یکفر وان تذکر ولا ینسئں پر یہ آیت شریف پڑھی ومن یتی اللہ یجعل الخیر ویرزقہ من حیث لا یحتسب اسکے شان نزول میں مفسرین نے دو قول بیان کئے ہیں اول یہ کہ عوف بن مالک انہی رضی اللہ عنہ آنحضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا لڑکا گم ہو گیا ہے سالم نام تجارت کو گیا تھا کھارے پکڑ لیگے آپ نے فرمایا اسے عوف جا پارسانی اختیار کر اور یہ بہت پڑھا کر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ للعزیم العظیمہ عوف بن مالک لوٹ گئے اور اس کے وظیفہ میں مشغول ہوئے درویشی اختیار کی ناگاہ ایک دن دیکھا کہ لڑکا انکھارے سات سو اونٹ اور مال بیٹھا نصیبت کے آیا۔ انھوں نے اس سے ملکر قصہ پوچھا اس نے کہا کافروں نے مجھ کو اپنے اونٹ چلنے پر مقرر کیا تھا اور مجھ پر اعتماد رکھتے تھے ہمیشہ بھگوانگلا اور تمام دن اونٹ چراتا شام کو اونٹ گھر لے آتا غرض جسد میں بھاگا ہوں اسدن آدمی رات کو باہر نکلا اور گلہ شتران میں اگر ایک تیز چلنے والے اونٹ پہ سوار ہوا اور باقیوں کی ہمارا ایک دوسرے کی دم سے باند ہیں اور طر یا اللہ تعالیٰ مجھ کو محفوظ سب یہاں جلد لے آیا عوف بن مالک بعد اسکے بنات آنحضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ جاکہ بنی مع غنائم کثیرہ قہل لی مباح یعنی میرا غزوہ بہت مال لیکر آیا ہے کیا وہ مجھ کو سماج ہے فرمایا آنحضرت نے اضع بہما تضع

جلاک لینے وہ غنیمت ہے اور جو قصر اپنے مال میں کرتا ہے اس میں بھی کر کے بعد یہ آیت نازل ہوئی
 ومن یتق الله یمجعل لہ مخرجاً ویزقہ من حیث یشاء لا یحتسب دوسرا قول اسکے شان نزول میں
 مفسر کا یہ ہے کہ ایک بار مدینہ منورہ میں قحط پڑا تھا غلہ نایاب ہوا اگر کوئی غلہ دیتا لیتا تو پوشیدہ یہ
 معاملہ کرتا اصل مدینہ سے حبیب کلبی ایک جوان تھا غلہ خریدنے کو گہرے باہر نکلا اور اونٹ پر سوار
 ایک نصرانی کے گہر کے روبرو سے نکلا اسکی عورت نہایت حسین تھی اس جوان خوبصورت کو دیکھ کر غلہ
 ہوئی اپنی لونڈی کو دوڑا کہ اس جوان کو اندر بلا لا اور کہہ دو کہ اگر غلہ لینے والا ہے تو اگر خریدے تو ٹنڈی آئی اور اسے کہا اگر غلہ
 لینا چاہتا ہے تو قیمت ہم سے اگر خریدے جوان یہ سن کر لوٹ آیا اور دروازہ کے اندر جا بیٹھا عورت نصرانیہ نے کہا بیٹا اگر
 میں غلہ بھرنا لوں گی بھوم ہوگا گہر کے اندر ایک حجر ہیں آبیٹھتا غلہ تولدوں جوان نے اونٹ باہر باندھ کر اندر ایک حجر پھینک
 جا بیٹھا عورت اسے پاس آئی اور لونڈی سے کہا جا کر باہر کا دروازہ بند کر آ لونڈی دروازہ میں قفل
 ڈال آئی عورت آراستہ ہو کر پاس آئی اور قسم و فجور میں اسکو آلودہ کرنا چاہا جوان یہ قصداً سکاوہ رفت
 کر کے اٹھا اور دروازے پر آیا دروازہ قفل دیکھا اپنا سر در پر بکھ کر حیران کہڑا ہو گیا عورت نے اگر کہا اٹھیں تو
 جوان حسین ہے اور میں بھی جوان شکل مصورت میں بے مثل گھر خالی خاوند سفر کو گیا ہے کہ ہم تم وصل
 سے خراٹھاویں اور عیش و عشرت کریں غلہ اور مال بہت ہے بے فکری سے چندے بسر ہوگی۔
 جب میرا خاوند آویگا تو تو اپنے گھر چلا جانا۔ جوان نے کہا اے ماجھ سے کوئی کام نافرمانی خدا کا نہ ہو
 گا۔ تب عورت نے کہا اگر میرا کہانہ مانے گا تو چھو کری کو حکم کرونگی کہ کوٹھے پر چڑھ کر پکڑے کہ لوگوں
 جوان مکر سے گھر میں گھس آیا ہے اور غم فساد رکھتا ہے کہ عصمت میں فرق ڈالے آخر یہ خبر تمہارے
 رسول تک پہنچگی اور تو تھام مدینہ میں نصیحت ہوگا۔ جوان نے کہا میری جان قربان یوں محمدی کے
 ہوا چھائیں دنیا میں رسوا ہوں گا نہ آخرت میں عورت نے کمائیں تجھ کو لونڈیوں سے پریشان کر لوگی
 ورنہ میرے رضانندی بن نظر کہ جوان نے کہا بوجہ سے سو کر مجھ سے ہرگز ایسا کام نہ ہوگا۔ عورت نے
 واسن جوان کا پڑ لیا جوان نے کہا صبر کر جب تیری یہی خوشی ہے تو مجھ کو ہائے ضرورت بلا کہ اول بل
 سے خارج ہوں بعد تیری طرد بلاؤں۔ عورت نے ایک چھرہ بتایا او طشت و آفتابہ وہاں سکھو لیا

جوان اُس سُجّرہ میں گیا اور پُچھری اپنی کمر سے نکال کر اپنا عضو تناسل کا ٹٹا چاہا پُچھری کٹھنل ہو گئی جان
نے لاپلا ہو کر ہاتھ دعا کو اٹھائے کہ خداوند ابو جیب کلبی کی قدرت میں تھا کر لیا۔ اب تیر فضل
و دستگیری کا اُمیدوار ہے فی الحال دیوار پھٹ گئی جیب اود ہر سے باہر نکلا کمر پاس اپنے اوٹ کے
آیا دیکھا غلّے سے بھرا ہوا کُڑا ہے سوار ہو کر اپنے گھر آیا اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا قصہ
عرض کیا اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ وَمُزِيقُ اللّٰهِ يَجْعَلُ لَهُ خُرْجًا وَ يَرْزُقُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
بعد اسکے فرمایا قول اول مشہور ہے مگر یہ دو سراقصہ بھی اس معنی میں آیا ہے اور بھی مناسب
تر ہے اِسو اسلے کہ تقویٰ کیا اور راہ نجات کی پائی اور جب باہر نکلا اُوٹ غلّے سے بھرا پایا بعد اسکے فرمایا
کہ بعد نزول اِس آیت کے آنحضرت نے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ وَاٰیةُ لِّاِخْذِ النَّاسِ بِمَا لَاحِظُهُمْ بِمَطْلَبِ
اسکے ایک اور حکایت فرمائی کہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد دولت میں ایک
شخص اُنکے پاس آیا اور حکومت کسی ملک کی طلب کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ
تو نے قرآن پڑھا ہے یا نہیں عرض کی اُس نے نہیں پڑھا فرمایا جا قرآن پڑھ آ کہ تجھ کو کسی ملک کا حاکم
کروں کہ حکم موافق قرآن کے کرنا ہوگا جب نہیں پڑھا تو حکم کیسے کریگا وہ گیا اور قرآن سیکھنے میں مشغول
ہوا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہ آیا بعد مدت ایک بار آپ راہ میں جاتے تھے
وہ شخص رو برو آیا اپنے فرمایا اے فلا نے ہم سے ملنا اُس نے عرض کی یا امیر المؤمنین آپ ایسے
نہیں کہ کوئی آپ سے ملنا ترک کرے مگر میں نے قرآن میں ایک ایسی آیت پائی ہے کہ اُس نے
مجھ کو اے عمر آپ سے بے پروا کر دیا ہے پوچھا وہ کونسی آیت ہے اسکو پڑھو اُس نے یہ آیت ومن
مِیقُ اللّٰهِ يَجْعَلُ لَهُ خُرْجًا وَ يَرْزُقُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ پھر فرمایا جو کوئی اِس آیت کو کسی نیت سے
پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کو دنیا کے غموں سے نجات دیگا اور رزق ایسی جگہ سے پہنچا دے گا کہ
گمان اُس کا نہ ہوگا۔ پھر ارشاد فرمایا ایک حق تقویٰ کا ہے کہ فرمایا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِ اَوَّلَیْکَ
حق عبادت کا کہ ماعبد نالک حق عبادتک اور ایک حق تلاوت قرآن کا ہے کہ تیلون حق تلاوت
وارو ہے اور ایک حق معرفت کا اگر مراد اِسی سے تو حیدلی جاوے تو یہ ہے کہ پہلے اُسکو سنا

وحدانیت کے جیسا کہ وہ ذات صفات میں یگانہ ہے اور اگر معرفت اسرار ربوبیت سے مراد لیجاوے تو اسکی حقیقت کی معرفت دشوار ہے اور آدمی اسکی معرفت میں مختلف المراتب ہیں فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مآقد روا اللہ حق قدرہ ای ماعرفوا اللہ حق معرفہ بندہ نے عرض کی کہ توحید میں معرفت شرک تضحیٰ کے دشوار ہے فرمایا ہو سکتا ہے کہ طالب صدق کو اللہ تعالیٰ حق توحید اپنا غایت کرے کہ شرک نخی سے محفوظ ہو۔ پنہا پنہا انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو غایت کرتا ہے مگر حق اسرار ربوبیت کا حاصل ہونا دشوار ہے کہ مآقد روا اللہ حق قدرہ۔ واللہ رب العالمین ۛ

مجلس چہم سعادت قدموس حاصل ہوئی بیان نیت کا فرما رہے تھے کہ بندہ پہنچا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تمام کاموں میں نیت خالص و رکا ہے میں نے عرض کی کہ خلوص نیت کسکو کہتے ہیں فرمایا جس کام کی نیت کرے اُس میں رضا مندی ذات پاک اللہ تعالیٰ کی ہو پھر فرمایا کہ جب بندہ میں امانت پیدا ہوتی ہے تو منشاء ارادت اُسکا ظاہر قلب ہو اگر تاہے یا باطن قلب یا لطیفہ سر پس اگر انا بت ساتھ خیر و لذت کے ہے تو جان لے کہ منشا اسکا ظاہر قلب ہے اور اگر شوق و ذوق سے ہے تو منشا اُسکا باطن قلب ہے اور اگر ساتھ ترک ماسوا اللہ کے ہے تو منشاء ارادت اُسکا تیر ہے ایک نے حاضرین سے سوال کیا کہ باطن قلب کا اولیاء کے سوا اور کو نہیں ہوتا خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اکثر عوام کو عبادت اور حالت سماع یا تذکرہ جیسا کہ اثنائیں ذوق شوق باطن قلب سے پیدا ہوتا ہے کہ کچھ حد اُسکے انداز کی نہیں لیکن ترک ماسوی اللہ کہ تیر ہے خاصہ اولیاء و انبیاء ہی کا ہے ترک ماسوائے اللہ عوام کا تہہ نہیں مگر نادریہ خواص کو تینوں صنفیں حاصل ہیں بعض یاروں نے سوال کیا کہ بعض اولیاء اللہ کو ایسا شغل اللہ تعالیٰ سے پیش آتا ہے کہ نماز بھی چھوڑ دیتے ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا کیسے لوگ پیشوائے طریقت نہیں ہوتے۔ اقتدا کیوں اسے نگہداشت شریعت کی واجب ہے پھر فرمایا کوئی مقام مقام نبوت سے برتر نہیں اور انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ سے ایسی مشغولی باطنی ہوتی تھی کہ اور کو نصیب نہیں مگر باوجود اسکے انکی مشغولی ظاہری میں سب موقوف نہ آتا تھا وہ ایک وقت میں اللہ تعالیٰ سے ایسی مشغولی سکتے تھے کہ وہ ایک وقت

انکا جملہ اوقات پر اولیاء کی شرف رکھتا ہے۔ سو جس قدر عبادت میں نقصان واقع ہوگا تو اسقدر انکی ولایت میں نقصان ہو جائیگا معاذ اللہ من ذلک پھر فرمایا۔ جب منہ نہایت کا رجوع بہ ہدایت ہے حسب قبل قرار کے کہ النہایۃ ہوالرجوع الی البدایتہ اسکے دو معنی ہیں اول یہ کہ جیسے سالک نے اول راہ حق میں قدم رکھ کر طاعات و عبادات کو اپنے اور پر لازم کر لیا ہے چلنے کے نہایت میں بھی ویسا ہی رہے دوسرے یہ کہ ویسا سالک پہلی مرفوع القلم تھا ویسا ہی نہایت میں مرفوع القلم ہو چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے ابناء دشمنین عتقاء اللہ تعالیٰ یعنی اُس کوئی گناہ نہ صادر ہو جس سے پکڑا جاوے اس پر حکایت حضرت خضید بعداوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الغزنی کی بیان کی کہ آپ ہر شب دوسو رکعتیں پڑھا کرتے تھے جس رات تنہا فرمایا اِس شب بھی دوسو رکعت نماز پوری کر کے علت کی پھر معنی استغراق مشغولی تھی میں یہ ایک اور قصہ بیان کیا کہ ایک بزرگ کا نام لیکر کہا اُس نے دعا کی کہ پروردگار مجھ کو اپنے کسی دوست سے بلا اللہ تعالیٰ نے اُسکے دلیں ڈالا کہ میرے دوست جنگل میں رہا کرتے ہیں نہ شہر میں وہ صحرایہ طرف گیا وہاں موسم شدت گرما میں دو پہر کیوقت ایک تنہا کو دیکھا کہ ایک سنگ گرم پر بڑھنے پا کھڑا ہوا ہے۔ آنکھیں آسمان کی طرف لگائے ہوئے ایسا فحو ہوا ہے کہ اسکو کچھ اپنی خبر نہیں۔ اُس درویش نے کہا دلیں کہ وہ ولی اللہ ہی ہوگا۔ پس اُسکے پاس گیا اور اُسکے قدموں پر اپنی آنکھیں ملیں اسکو کچھ خبر نہ تھی جب سرور تک قدموں سے ملتا رہا تو وہ ہوش میں آیا اور اُسکے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا بس کر دوست غیور ہے مبادا اسقدر مدت میں کہ تجھ سے مشغول ہوا ہوں غیرت فرما کر تجکو مجھ سے اور مجکو تجھ سے مشغول و آشنا کر دے اس بیان خواجہ نے لوگوں میں وہ ذوق پیدا کیا کہ سب نے سزین پر رکھ کر بے حد کریم وزاری کی اور اُس مجاہد میں ایک سے حاضرین سے نعرہ جانشور مارا پھر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالآخر نے ذکر میں اولیاء اللہ کے فرمایا کہ متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور ہے قولاً وفعلاً و ارادۃً ہر طرح سے متابعت حق تعالیٰ کی دلیں قرار پکڑے اس واسطے کہ محبت خدا بے متابعت حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاصل نہیں ہوتی اور یہ آیت پڑھی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ میں نے عرض کی دوسری اس آیت میں اللہ تعالیٰ لفظ یحبونہ کا سابق محبت بندہ سے فرماتا ہے کہ محبت خدا سابق ہے بہ نسبت محبت

بندہ کے اللہ تعالیٰ سے مجملہ مشائخ اُس طرف ہیں کہ محبت بندہ کی سابق چاہئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان
 کنتہم یحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ اس میں توفیق کس طرح ہو آپ نے افادہ فرمایا کہ آیات نشان
 کفار میں نازل ہوئی ہے کہ جب کہنے لگے نحن انباء اللہ و احبائہ تو آنحضرت علیہ السلام کو حکم ہوا کہ قل
 یا عمل ان کنتہم تذعنون محبت اللہ فاتبعونی فانی حبیب اللہ و الحبیث لا یعادی حبیب الحبیب لنتم
 عاد یتقونی فانتم اعداء اللہ تعالیٰ پھر فرمایا علامت محبت خدا کے بجا آوری الحکم اور پچاس نکرات قبائح
 شریعہ سے ہے من بعد ارشاد کیا محبت تین قسم ہے ایک اسلامی دوسری وہی جو نتیجہ کسب کا ہے
 تیسری محبت خاص ہے کہ غرہ اسکا ترک ماسوی اللہ ہے پھر فرمایا مقدمہ محبت کا میلان طبیعت اُس
 شے کی طرف ہوا کرتا ہے مثلاً ایک کافر مسلمان ہوا تو پہلے میلان خاطر اسکا طرف اسلام کے ہوگا محبت
 اسلامی ہونی بعد اس کے محبت وہی ہے اس واسطے کہ سو بہت نتیجہ رکھا سب کا ہے تو اول کسب چاہے
 کہ بعد اس کے محبت وہی ہونی اور یہ حاصل ہوتی ہی متابعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو
 ارشاد ہوا کہ ان کنتہم یحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ اور بعد ان دونوں کے مرتبہ محبت خاص کا ہے
 اور یہ نتیجہ جذبہ الہی کا ہوا کرتا ہے پھر فرمایا جذبہ من جذبات الرحمن یوازی اعمال الثقلین کہ تمہارا
 محبت کا ہے سو محبت اسلامی نصیب علوم کا ہے اور محبت موتی صدا برا کا اور محبت خاص بہرہ مقربان
 بارگاہ الہی کا واللہ رب العالمین

مجلس ششم - مساوت قدموں حاصل ہوئی میں اول بز کتاب خیر المجالس کا صاف کر کے
 ملاحظہ خواجہ کو لایا تھا خود ام نے مجھ سے لیکر خود مطالعہ فرمایا اور پسند فرما کر آفرین فرمائی اور مجالس رنگوں
 کی یاد رکھنے کے فوائد پر یہ حکایت فرمائی کہ مولانا حمید الدین ضریر رحمۃ اللہ علیہ شاگرد مولانا شمس الدین
 کر ویزی کے تھے جو مصنف بزدوی ہیں اور شمس الدین فقہ سرخسے شاگرد ہیں شمس اللہ ملوئی کے
 اور شمس الدین سرخسے اور تمام علمائے بخارا شاگرد مولانا شمس الدین کر ویزی کے ہیں پھر ابستہ
 حال مولانا حمید الدین ضریر کا بیان فرمایا کہ انھوں نے اپنے لڑکانی میں مان سے کہا کہ اے والدہ ہر مان
 چونکہ میں نابینا ہوں مجھ سے کچھ کام دنیا کا نہ ہو کے گا مجھ کو ایسی جگہ پہل جہاں میں قرآن شریف

یاد کروں انکے پڑوس میں ایک حافظ رشتہ تھا ماں انکو وہاں لیکتی اور حافظ سے کہا یہ میرا لڑکا کتا ہے کہ
مجلو ایسے شخص کے سپرد کر جو مجھ کو قرآن یاد کرادے لہذا تمہاری خدمت میں اسکو لائی ہوں کہ اللہ اسکو تسلیم
کراؤں حافظ نے قبول کیا اور پہلے دن اب ت ث پڑھائی جب مولانا حمید الدین ضریر نے حروف
تہجی یاد کر لئے تو الحمد و معوذتین سیکھے اور تھوڑے ہی دنوں میں ایک پارہ یاد کر لیا اور رفتہ رفتہ کم مدت میں
حافظ ہو گیا پھر ماں سے کہا میں نے قرآن تو یاد کر لیا اب مجھ کو کسی عالم کے پاس پھل کہ مسائل مناس
سیکھوں ماں اسکو ایک استاد عالم کے پاس لگیتی اور بولی اس میرے لڑکے نے قرآن یاد کر لیا ہے
اب مسائل نماز وغیرہ سیکھنا چاہتا ہے مائے اسکو مقدمہ صلوة شروع کرایا اس نے وہ بھی خیر فرما
میں یاد کر کے ماں سے کہا کہ جو کچھ اس استاد نے مجھ کو پڑھایا وہ سب میں نے یاد کر لیا اب جانتا
ہوں کہ یہ استاد زیادہ اس سے اور نہیں پڑھا سکتا مجھ کو کسی اور استاد کے پاس بھیجا مائے لوگوں
سے پوچھا اسکو کہاں لیجاؤ انھوں نے کہا بڑے مدرسہ میں لیجاؤ اُس وقت بنجارا کے ٹہرے
مدرسہ میں مولانا شمس الدین کرویزی مدرس تھے اور سب علماء بنجارا انکے درس میں آیا کرتے تھے
مولانا ممبر پریشیتے اور جماعت کو سبق پڑھاتے جب انھوں نے دیکھا کہ ایک عورت مدرسہ میں آئی ہے
نہایت شریفہ اسکو آگے لاؤ لوگ اسکو قریب لیگے پوچھا کیا کہتی ہے بولی اس لڑکے نے
قرآن یاد کر لیا اور مقدمہ لکھو یعنی پڑھ لیا ہے اب چاہتا ہے کہ کسی استاد کے پاس بیٹھوں لوگوں
نے آپ کی تعریف کی لہذا اسکو آپ کی خدمت میں لائی ہوں اللہ اسکو آپ کچھ سکھادیں۔ مولانا
شمس الدین کرویزی نے اسے منظر کیا اور کہا میں اسکی خبر گیری خود کروں گا پر اپنے شاگردوں سے
کہا کوئی آدمی بھیج کر اسکو روز اسکے گھر سے بلوایا کرو اور شام کو گھر تک پہنچا دیا کرو ویرسہ ماہی میں
ایک نیا جوڑا کپڑوں کا ملے اور ہر ہفتہ میں سر تراشی اور جامہ شوئی کا خرچ دیا جاوے تا یہ فارغ البال
پڑھنے میں مشغول ہو وہ شاگرد ہمیشہ حسب الحکم مولانا کے آدمی بھیج کر اسے بلواتے اور شام کو گھر پہنچا دیا
کرتے جب اہل روز مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولانا نے اسکو اجازت کی ایک کتاب دی اس نے
جلدی اسے تمام کی اور لوگوں کے سبق بہت خیال و غور سے سنا کرتا جب مولانا کے پاس میں گئے

وقت بیٹھتا تو دامن سامنے پھیلاتا تھا جب درس ہو جاتا تو دامن سمیٹ کر اپنے سینہ سے لگا لیتا۔ چند روز میں ایسا ہوا کہ جب لانا کوئی تقریر شروع کرتے تو یہ حمید الدین سریر اسکو تفصیل بتا کر دیتے آخر جب وقت رحلت مولانا کا قریب ہوا شاگردوں نے عرض کی کہ کیا کوئی خلیفہ مقرر فرما دیجئے جو آپ کی جگہ بیٹھے غرض کہ انکے بعد انھوں نے بہت کتابیں تصنیف کیں وہ سب علماء بنجارا بعد مولانا مرحوم کے شاگرد مولانا حمید الدین کے ہوئے بعد اسکے محسن ادب اور رعایت حق استاد می کا حال بیان کیا کہ جب اسکو گھر سے مدرسہ لایا کرتے تھے تو دورستے درمیان میں تھے ایک دور کا دو ستر قریب کلا بیجا نیوالا پوچھتا کہ کنسی راہ سے تم کو لے چلوں تو وہ دور کی راہ سے لے چلنے کو کتنا نزدیک کی راہ ہرگز نہ بانو گا۔ جب لوگ پوچھتے قریب کی راہ چھوڑ کر دور کی راہ کیوں جاتے ہو تو کہتے قریب کی راہ ایک شخص مخالف میرے استاد کا رہتا ہے اور اکثر اُنکو بُرا کہا کرتا ہے تو جس راہ میں بدگو میرے استاد کا ہوئیں وہ راہ کیوں چلوں غرض ادب مجلس استاد کا وہ تھا اور محبت یہ جب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ باتیر نے یہ حکایت تمام کی تو میں نے بھی روبرو خواجہ کے کہ استاد و مربی و مخدوم میری ہیں دامن پھیلا یا اور واسطے قوت حافظہ کے درخواست فائز کی اور دلیں نیت کی کہ موجب و معتقد حضرت خواجہ کا نہو گا اُسے محبت نکروں گا اور اسکی گلی۔

حضرت مبارک کا یہ رسم کہ یہ ہوتے ہوئے ہاتھ نہ دیکھو گا اسی عرصہ میں مولانا حمید الدین امام زادہ ملاقات مولائے سرب خواجہ سے ہوئے

متوجہ ہو کر پوچھا۔ کہ تمہارے بھائی اب بھی وعظ کیا کرتے ہیں عرض کی کہ ہاں کہتے ہیں فرمایا واعظ چاہتے مرد صالح تارک دنیا ہوا اور کسی کے در پر بنجاوے مخلوق سے طامع نہ ہو جو کچھ کہے خدا کیواسطے کہ نہ اپنے نفع کے خیال سے نہ اپنی شہرت کی غرض سے بعد اسکے یہ حکایت بیان فرمائی کہ مولانا رکن الدین امام زادہ کہ مصنف کتاب شرعیۃ الاسلام ہیں اور یہ کتاب علماء میں معتد اور معتبر ہو بنجارا میں پارسا اور صالح تارک دنیا تھے وعظ کیا کرتے تھے اساتذہ شہر انکے وعظ میں جمع ہوتے اور وہ ایسے نکات و فوائد بیان کرتے کہ کسی کان نے نہ سنا ہو اور وہ باتیں کسی کتاب میں نہ ہوئے اور قواعد علیہ سے مخالف بھی نہ ہوتیں ایک دن سب اساتذہ اور علماء نے جمع ہو کر ان سے پوچھا

کہ یہ باتیں تم کہاں سے کہتے ہو کہ ہکو نہ کسی کتاب میں ملتی ہیں نہ کتاب سے باہر ہوتی ہیں کہاں
 ریزہ چین تمہارے احسان کا ہوں یہ سب کچھ تمہارا دیا ہوا ہے علماء نے کہا خیر جو کچھ تم نے کہا اور
 بتایا ہکو معلوم ہے اور یہ کہنا تمہارا کفری اور حن ادب سے ہے۔ لیکن کچھ حقیقت اور تو کہو کہ جو
 کچھ بیان کرتے ہو ہم کہیں نہیں پاتے نہ کتاب کے مخالف ہوتی ہیں یہ کہاں سے کہتے ہو چونکہ یہ
 سب استاد اور بزرگ مولانا رکن الدین امام زادہ کے تھے اور مقرر اس بات کے ہوئے تو کہنا ضرور
 ہوا بعد پشش بسیار کے کہا کہ اے حضرات جب میں منبر پر غلطی کا ٹھیکتا ہوں تو ایک کاغذ سبز تحریر کا
 غیب سے میرے روبرو رکھ دیتے ہیں۔ میں اُسیں دیکھتا جاتا ہوں تب اُنکو یقین ہو اور لو بے ہم
 جب ہی کہتے تھے کہ یہ بیان طاقتِ انشِ انسانی سے خارج ہے پھر اُسکے مناسب ایک اور حکایت
 بیان فرمائی اور حضرت شیخ العالمین نظام الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ میں نے
 آپ کی زبانی سنا ہے کہ فرمایا ایک واعظ تھا اُسکے وعظ میں لوگوں کو وقت اور ذوق بہت ہو کرتا
 تھا اور اُسکے بیان بہت پسند کرتے تھے اور اُسکا کوئی وعظ نہ ہوتا تھا جس میں اکثر بندگانِ خدا
 تائب نہ ہوتے ہوں بہت لوگ اُسکے وعظ میں کپڑے پھاڑ کے مہیوش ہو جاتے وہ اتفاق
 سے زیارت کعبہ شریفہ، اسکو آگے لایا وہاں بھی لوگ مشتاق ہوئے کہ اُسکا بیان ایسا ہی مؤثر
 تھا جب حج اسلام ادا کر کے لوٹا تو لوگوں سنظر اور مشتاق تر ہوئے کہ بعد حج اثر لائے وعظ کا صد گونہ بڑھ
 گیا ہوگا جب آیا اور لوگوں نے وعظ سنا تو عشرِ عشر بھی اُس اثر کا نہ پایا۔ جو سابق تھا لوگ اُسکے
 پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ ہم نہایت تمہارے آنے کے مشتاق و منظر تھے کہ آپ آئیے
 اور اپنے وعظ سے ہکو ذوق و راحت بڑھائیے اب ہم سے آکر اپنے وعظ کا تو نسبت سابق کے
 دسواں حصہ بھی اُس اثر کا نہیں پایا یہ کس فعل کی شامت ہے واعظ نے کہا یار خداوند عالم
 الغیب خوب جانتا ہے کہ بیسے میں گیا اور آیا ہوں کوئی جرم گناہ مجھ سے نہیں ہوا ہے سوا
 ایک قصور کے اور میں نے جب ہی جان لیا تھا کہ عمدہ نعمت تجھ سے چھین لیا جائیگی اور ویسا ہی
 اور وہ خطایہ تھی کہ ایک نماز جماعت کی مجھ سے راہ میں فوت ہوئی کہ امام کے ساتھ ہو کر

جماعت سے محروم رہا یہ بے لطفی اسکی شامت سے ہے یہ کہہ کر حضرت خواجہ روئے اور حاضرین بھی ہنسنے لگے کہ سبب فوت ایک نماز باجماعت کے کہ وہ بھی وقت پر پڑھی مگر تنہا یہ خرابی واقع ہوئی اور قبولیت عام جاتی رہی جو لوگ بیچارے بالکل جماعت میں نہیں جاتے انٹرائی نمازیں قضا ہو جاتی ہیں اُن کا کیا حال ہوگا اور کتنی نعمتوں اور فوائد سے محروم رہتے ہونگے پھر مناسب اس کے ایک اور فائدہ بیان فرمایا اس باب میں کہ رعایت حفظ اوقات نماز بیگانہ کی بڑا کام ہے چنانچہ ایک بزرگ کے پاس لوگ بہت جایا کرتے تھے اور ہجوم خلق اسپر اسقدر ہوتا کہ باوجود اوپر بڑے شیوخ اُس وقت کے ازدحام اس کے پاس زیادہ تھا اُس نے دلیس خیال کیا کہ خداوند مجھ میں نہ کچھ طاعت ہے نہ عبادت جستہ اور بزرگوں کو ہے یہ ہجوم خلق کا میرے پاس کیا باعث اور اس قبولیت کا کیا سبب غیب سے آواز آئی کہ اس کا یہ سبب ہے کہ تو جماعت کے شامل ہوئے میں بہت کوشش کیا کرتا ہے اور ہر دم منتظر رہتا ہے کہ مبادا فوت نہ ہو جائے یہ بات ہم کو پسند آئی اور ہم نے اُس کے عوض تجکو یہ قبولیت عام عطا فرمائی والہم للہ علی ذلک *

مجلس ہفتم - سعادت خدمت حاصل ہوئی اکثر مُریان حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر جو علم و عمل میں کامل تھے حاضر ہوئے مجھ کو جس روز خدمت میں آنا ہوتا تھا اسکی شب کو نیند نہ آتی اس شوق میں کہ صبح کو مجلس خواجہ میں کہ از روئے علم مجلس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور از روئے سلوک فقر کے مجالس شائع طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حاضر ہونا ہے دیکھتے آپ کیا فوائد فرمادیں اور مجھ کو کیا کچھ ذوق و لطف ہوگا متبع اللہ للمسلمین بطول بقائہ عرض حضرت خواجہ نے ہر ایک یار و مُرید کو اُس کے مرتبہ سے ٹھہرایا بعد اُس کے بیان خواہ میں مشغول ہوئے اور فرمایا میں اس وقت اس فکر میں تھا کہ النور اخ الموت کے کیا منے ہیں یعنی خواب بہائی موت کا ہے پھر وجہ سنا اسکی فرمائی کہ جو خیالات انسان کو بیداری میں لاحق ہوتے ہیں جب سوتے ہیں تو وہی خیالات انکو پیش آتے ہیں اسی طرح جب مَرتا ہے تو جو کچھ حیات میں شغل رکھتا تھا اور جسکو چاہتا تھا وہ پیش آتا ہے جیسا ارشاد ہوا ہے مِمَّا تَعْبَثُونَ مِمَّا تَعْبَثُونَ وَ مِمَّا تَعْبَثُونَ مِمَّا تَعْبَثُونَ اگر خواست گار دنیا تھا تو دنیا کو

اسکی نظر میں آراستہ کر کے پیش کرتے ہیں اور اگر آخرت اور بہشت و جہنم و قصور سے محبت رکھتا تھا تو وہ اسکو دکھاتے ہیں پھر گریہ کر کے کہا اگر وہ نہ طالب دنیا تھا نہ سیم آخرت کا مال بلکہ کوکبہ کی فقط رضائے ذات پاک حق تعالیٰ کے تھے بعد موت شاہدہ حضرت غرت میں ہوگا پھر فرمایا جو کوئی کام نفع اپنے خواہش اور ہوائے نفس کے کرتا ہے تو اللہ اسکا وہی ہوائے نفس اسکا ہے اسپر یہ آیت پڑھے افریت من الخذلان اللہ ہواہ اور آہ سر و سینہ مبارک سے کھینچ کر کہا کہ جب مردہ کو قبر میں رکھتے ہیں اوٹھی اوپر ڈالتے ہیں تو منکر و نکیر آکر اسکو بٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ از سر نو اسکو زندہ کر دیتا ہے اور اس سے یہ تین سوال کرتے ہیں من ربک وما دینک ومن بنیت یعنی پروردگار تیرا کون ہے اور دین تیرا کیا ہے اور پیغمبر تیرا کون ہے اگر وہ مردہ مسلمان تھا اور اعمال شرعیہ بجالاتا تھا اور حالت ایمان و اسلام میں مرا تو جواب دیگا اللہ ربی و دینی الاسلام و نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے اُسے کیس گئے۔ عشت حمید امت حمید اور اسکی قبر میں دروازہ بہشت کی طرف کھول دیتے ہیں اور یہ حدیث پڑھی کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرة من حفرة الیزان اور اگر عیاض باللہ وہ شخص حیات میں مشغول دنیا تھا اور خداوند کریم سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا اور ناشائستہ کاموں میں مشغول رہتا تھا اور بے توشہ آخرت حامل کئے مرا تو جب منکر و نکیر آکر قبر میں تینوں یہ سوال کریں گے تو چونکہ امور دنیا و اہیات میں مشغول اور اسکے تحصیل میں حریص تھا۔ غافل پروردگار سے رہتا تھا تو حیران ہو کر چپ ہو جاویگا فرشتے یہ دیکھ کر کہیں گے عشت شقیامت شقی یعنی بد بخت جیا اور بد بخت پھر اسکی قبر میں ایک کنگی دو رخ کی طرف کھول دیتے ہیں اور اسکی طرف اشارہ ہو او حفرة من حفرة الیزان کا بعد فرمایا حب الدنیا راس کل خطیئة یعنی دنیا کی دوستی جسب لگنا ہوئی ہے پھر کہا جو دنیا میں رکھتا ہے دوستی دنیا کی اسکے دیس ہے اور اسکی یاد میں شب و روز سرگرداں رہتا ہے تو وہ بھی اہل دنیا سے ہے کہ ارشاد نبوی ہے حب الدنیا راس کل خطیئة محبت فعل دل کا ہے اور حب ہر چیز کی اسکے وجہ پر تقاضا کرتی ہے پھر مناسب ان فائدوں کے یہ حکایت فرمائی کہ فلان نام ایک بزرگ تھا خواب میں ایک جوان کو دیکھا کہ کرسی زر پر بہشت میں بیٹھا ہوا ہے اور اقسام نعمتوں کے اسکے روبرو رکھے ہیں

اور جو روعلمان دست بستہ رو برو کھڑے ہیں اُس نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کون جو انہی کو نبی ولی ہے یا نبی فرشتوں نے کہا اسکا نام مالک بن دینار ہے اُس نے دنیا میں طاعت و عبادت بہت کی تھی اور مقصود اسکا عورت و قصور و بخت تھی یہاں وہی پایا پھر وہ خواب دیکھنے والا یہ سنکر آگے چلا گیا دیکھتا ہے کہ ایک اور جوان اُسی بڑے مقام میں ہاتھ کمر پر رکھے مشاہدہ حق میں مگنی باندھے مست و حیران کھڑا ہے اُس نے پھر فرشتوں کو پوچھا کہ ولی ہے یا نبی جو ایسا درجہ بلند اور مقام عالی پایا ہے مگر اُسکے آگے کچھ کھانا پینا اور روعلمان نہ تھے فرشتوں نے کہا نبی نہیں ولی اللہ ہے معروف کمر نبی نام پوچھا اسکے لئے بہشت کی نعمتوں کو کس واسطے کوئی پیر نہیں اور نہ عورت و روعلمان رو برو کھڑے ہیں اور یہ ہاتھ کمر پر رکھے نظر اوپر کی طرف لگائے کھڑا ہے فرشتوں نے کہا اسکو دنیا میں تمناء و قصور کی تھی طاعت و عبادت خاص واسطے مشاہدہ ذات خداوند تعالیٰ کی کیا کرتا تھا سولب بھی مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ میں بے خبر ماسوائے سے کھڑا ہوا ہے اور عورت و قصور و طعام و شراب سے من و تو سے کچھ نہیں رکھتا خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالآخر نے جب یہ حکایت تلمذ فرمائی تو کہا یہ سب مثالیں اور نظیریں اُسی حدیث شریف کی ہیں جو سابق پڑھی گئی تھی کہ النور اخ الموت سننے والوں کو اس بیان و حکایت سے ذوق بے حد و اندازہ حاصل ہوا خلاصہ یہ کہ مالک بن دینار نے خدا سے دنیا نہ چاہی آخرت اور اسکا مطلب تھا وہاں وہی اُسکو حاصل ہوا بعد اُسکے یہ آیت پڑھی قل کل یعلم علی شاکلتہ یعنی عمل کرتا ہے موافق مذہب اور طریقہ اپنے کے اور بعض مفسرین نے کہا کہ معنی شاکلتہ کے یہ ہیں کہ بقدر رحمت اور طاقت اپنے کے پھر یہ رباعی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی *

رباعی

دو نوح بدر بہشت مرنیکا نرا	دو نوح راشہ را و قیصر و خاقان را
جانان مارا و جان ما جانان را	تبسیم فرشتہ را صفا مر انسان را

من بعد یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ابوالقاسم فارمدی جو ایک بار سفر میں تھے کسی شہر میں گئے ایک دولہانہ کو دیکھا کہ طوق گلے میں تھکڑی ہاتھوں میں بٹیری پائوں میں پہنے ایک شفا خانہ کے دروازے پر

بیٹھا ہوا ہے لہذا کو دیکھ کر کہا اسے مرد خراسانی میرے پاس آنحضرت ابو القاسم کے قریب گئے اُس نے کہا آج رات کو جب تو مشغول ہو تو یہ ایک پیغام میرا دوست سے کہہ دینا کہ میرا گناہ اُس قدر تھا کہ میں نے ایجاب کہا تھا کہ تجھ کو دوست رکھتا ہوں اُس پر طوق و تہکڑی بیڑی پہنی، مجھ کو تیری غرت و جلال کی قسم ہے کہ اگر بلا میں ہفت آسمان وزمینوں کی طوق و تہکڑی بیڑی بنا کر مجھ کو نہیں جکڑ دے تو بھی میری تیری محبت ان تکلیفوں سے میرے دل سے کم نہوگی اس بات کے اثر سے ذوق یاروں کے دل میں حاصل ہوا پھر اُس پر حضرت نے یہ مصرع پڑھا: عی بادل گفتم کہ جامہ عشق پہوش + بعد اسکے یہ اور حکایت فرمائی کہ حضرت ابو سعید بن ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں ایک رئیس تھا اور ایک فرزند رکھتا تھا ابو القاسم نام یہ لڑکا ایک عورت پر عاشق ہو گیا ایک رات اُس عورت نے اپنے عاشق امیر زادہ کو کھلا ہیجا کہ میں فلاں شب دہن بنکر بازیت و آرائش تیرے دروازہ کے لگے سے نکلوں گی سہراہ حاضر و مستعد رہنا وہ حسب وعدہ پہلی شب سے بیدار منتظر بیٹھا۔ اور زار زار روتا اور یہ شعر پڑھتا:

استعار

در دیدہ بجائے خواب آہست مرا	زیراکہ بدینت شتاب است مرا
گویند نجیب تا بخوابش بینی	لے بے خبراں چہ جائی خواب است مرا

آخر شب خواب نے اُس پر غلبہ کیا سو رہا صبح کے قریب ڈول اُس کا نکلا یہ خواب غفلت میں بے خبر ٹھہرا جب دن ہوا تو وہ دن حضرت ابو سعید بن ابی الخیر کے وعظ کا تھا لوگ اُن کا وعظ سننے کو جمع ہوئے وہ رئیس مع سپر بھی مغل و عظمیٰ گیا حضرت شیخ نے بیان شروع کیا ایک شخص نے حاضرین مغل و کھڑے ہو کر سوال کیا اسے شیخ علامت محبت کیا ہے حضرت نے فرمایا اسے سائل بھیجا۔ جب انتشار بیان میں دیا نے محبت جوش میں آویگا اُس وقت اس کا جواب دہنگا تھوڑی دیر میں شیخ کو حال و وجد پیدا ہوا اُنکا را اسے سائل اٹھ آگے اپنا سوال پیش کر اُس نے کھڑے ہو کر وہی سوال کیا کہ علامت محبت کیا ہے فرمایا علامت محبت یہ ہے کہ خواب و طعام و اموش ہو جائے اور اگر سو گیا تو اپنے مقصود سے محروم رہیگا جیسے یہ جان دیدار حبیب سے اپنے محروم رہا اور اس کہنے میں

انجنت سے اشارہ طرف اُس امیر زادہ ابوالقاسم کے کیا پھر شیخ نے فرمایا اسے وعدہ دیدار آخر شب کو
تھایہ شب بھر منتظر بیدار شعار پڑھتا رہا جب وقت وصل آیا سو رہا محروم رہا اور یہ مصرعہ پڑھ کر کہ رویدہ بجا
خواب آست مرا۔ اُس جوان سے کہا کہ ہاں اسکے لگے کیا مصرع ہے وہ جوان بیچارہ یہ سن کر بیہوش
گر پڑا شیخ یہ شعر پڑھتے ہوئے منبر سے اترے۔

درودیدہ بجائے خواب آست مرا	زیر کہ بدینت شتابت مرا
گویند غیب تا بخوابش بنی	اے بے خبراں چہ بجائی خواب آست مرا

اتفاقاً رئیس اُس روز کے وعظ کا باعث ہوا تھا اور دعوت کا طالع تیار تھا حضرت شیخ معتمد مٹیس
کے گہرائے حرارت زیادہ ہو گئی تھی رئیس نے اپنے فرزند سے کہا کہ کوزہ آب سر دئے قریب کھڑا رہ۔
جب حضرت پانی ناگیں پیش کرنا حضرت نے جب کو آما وہ خدمت فخر میں دیکھا اسکے باپ سے
فرمایا ابوالقاسم ہمارا نیک مرد ہوگا غرض وہ ابوالقاسم اپنے عہد میں بڑے بزرگ ہوئے پھر مناسب ان
باتوں کے یہ ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ ضیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شب مناجات
میں کہا یا اللہ آپ نے جو دو فرقوں کا ذکر فرمایا ہے کہ فریق فی الجنة و فریق فی السعیر میں ان دو
فرقوں میں کس فرقہ میں ہوں ہاتھ لے آواز دی تو فریق فی النہتہ میں سے ہے پھر دعا میں دوبارہ
عرض کی کہ آہی جب مجھ پر نظر کر م کی اور فرقہ ناجیہ میں سے کیا ہے تو یہ بھی تبادلا دے کہ مصاحب غیبی
میرا بہشت میں اہل دنیا سے کون ہوگا غیب سے آواز آئی کہ فلاں نام کلچروا ما و فلاں شہر کا بہشت
میں تیرا دوست و مصاحب ہوگا۔ بعد صبح حضرت ضیہ اُس شہر کی طرف روانہ ہوئے تاکہ اگر اُس
بہشتی سے ملاقات کریں اور اسکا حال و معاملہ باہمی دریافت فرمایں غرض اُس شہر میں جا کر دریافت
کیا کہ اس نام کا چروا کہاں رہتا ہے لوگوں نے کہا وہ ایک پہاڑ میں رہتا ہے اور بعد ہفتہ کے
شہر میں آتا ہے حضرت ضیہ اُس پہاڑ کی طرف گئے دیکھا چند شباباں باہم رہتے ہیں حضرت ضیہ وہاں
تین دن رہے تاکہ انکا معاملہ باہمی دیکھیں دیکھا وہ سب نماز پنجوقتہ جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔
جب وقت ہوتا ہے اذان کہتے ہیں ایک بڑھ کر امام بنتا ہے باقی مقتدی ہوتے ہیں۔ بعد اذان

جہاں

قرائن و سنن کے شبانی میں مشغول ہوتے ہیں اسکے سوا اور کچھ انکا عمل مجاہدہ اور طاعت کا نہیں حضرت
 جنید رحمۃ اللہ علیہ نے جاکر ان سے پوچھا کہ درمیان تمہارے یہ نام کس کا ہے ایک بولا میں ہوں فرمایا میرے
 پاس آجھ سے کچھ مصلحت کرنا ہے کہا بترو وہ انکے پاس آیا اور ایک جگہ باہم بیٹھے اور شبان سے کہا۔ تم
 مجھ کو پہچانتے ہو میں کون ہوں بولا نہیں انہوں نے کہا میں جنید ہوں جب چروا سے نام جنید کا سنا
 تنظیم کو اٹھا اور کہا کیا ارشاد ہے انھوں نے کہا میں تیرے پاس آیا ہوں شبان نے کہا مجھ سے آپ کی
 کیا ضرورت تھی فرمایا میں نے ایک رات اللہ تعالیٰ سے مناجات میں درخواست کی تھی کہ میں کس فرقہ
 سے ہوں آیا فریق فی الخبتہ سے یا فریق فی النار سے الہام ہوا کہ تو فریق فی الخبتہ سے ہی پہر میں نے عرض کی
 کہ جب مجھ کو اپنے کرم و فضل سے فرقہ ناجیہ میں شامل کیا ہے تو براہ کرم یہ بھی تبادا دے کہ بہشت میں میرا پارو
 مصاحب کون ہوگا آواز آئی وہاں تیرا ہمشین فلان نام فلا نے شہر کا ایک چروا اھا ہے۔ میں نے پھاہ
 جاکر ملوں اور مصاحب بستی کا معاملہ دیکھوں یہاں تین دن سے ہوں تم فقط نچو قہ نماز جماعت
 سے پڑھتے ہو اور کوئی کام سوا اسکے تمہیں نہیں معلوم ہوتا مگر یہ مرتبہ عالی قبولیت پروردگار کا جو تم نے پلایا
 ہے شاید تمہارے کسی معاملہ باطنی کے سبب ہوگا وہ مجھ سے بیان کرو کہ معاملہ باطنی تمہارا اللہ تعالیٰ
 سے کیا ہے چروا نے کہا اے خواجہ جنید میں ایک مرد جاہل عامی ہوں نہیں جانتا معاملہ کس کو کتھوں
 اور باطن کیا ہوتا ہے مگر البتہ مجھ میں دو خصلتیں ہیں ایک یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ ان سب پہاڑوں کو سونے کا
 کر دے اور میرے قبضہ تصرف میں ہوں اگر وہ سب میرے پاس سے جلتے رہیں تو مجھ کو کتنے نہوئے گا
 کچھ رنج و غم نہ ہوگا دوسرے یہ کہ اگر کوئی پہر چاکر ہو یا مجھ سے احسان و وفا کرے تو میں وہ چھاؤں فاعلی
 طرف سے نہیں جانتا بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہوں اور اسی کو فاعل مختار علی الاطلاق سمجھتا
 ہوں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے سنا کہ اے عزیز کل نیک خصلتوں کی تو یہی دونوں ہیں جنکی برکت
 سے تم کل بہشت میں میرے ہم نشین ہو گے پھر حضرت خواجہ نے گریہ فرمایا اور کہا یا رود دیکھو حضرت جنید
 رحمۃ اللہ علیہ بزرگ دریافت کرتا ہے کہ میں کون سے فرقہ سے ہوں معلوم خاتمہ کار ایسا ان پر ہوا تو فرمایا
 تعالیٰ شقاوت پر پھر فرمایا یہ محال ہے کہ مخلوق کیساتھ دنیا میں مشغول رہے اور طالب خدا بھی بنے

اور یہ میرا شعر زبان مبارک سے پڑا۔ شعر

در عشق چہ جائے خاندان مست
مجنون شود کوہ گیر و نجر و شوش

اور چند بار اسکو پڑھا سب کو ذوق و لذت پیدا ہوئی۔ پھر فرمایا وہ بھی کیا دل ہے جو بغیر خدا تعالیٰ کے آرام پائے اسپر یہ آیت شریفہ پڑھی اللہ اکبر لا یزالہ اللہ تطنن القلوب فرمایا بذكر اللہ جوار و مجرور ہے مقدم فعل پر صکر کا فائدہ دیتا ہے یعنی دلوں کو اطمینان نہیں ہوتا۔ مگر ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے پھر یہ مصرع پڑھا۔ جانان مارا و جان ما جانان را۔ واللہ رب العالمین *

مجلس ہشتم

سعادت پانہوس کی محل ہوئی ایک عزیز آیا اور خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ الخیر میں کہنے لگا کہ کہاں سے درست ہو کہ فرامیر و دف و نائے و رباب محفل میں ہوں اور صوفیہ نئی آواز پر رقص کریں اگر کوئی طریقت سے کرے تو چاہئے شریعت کے اندر رہے اور اگر شریعت سے گریگا تو کہاں جائیگا اور نجات کی کیا صورت ہوگی اول سماع ہی میں اختلاف ہے بعض علماء کے نزدیک کسی شہ طوں سے مبلح ہے وہ بھی اُسکے اہل کو گریہ فرامیر تو کسی کے نزدیک درست نہیں چونکہ گفتگو سماع اور اُسکے اہل میں تھی حضرت خواجہ نے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بادشاہ تھا اور اسکا ایک لڑکا لہذا اسکو چاہتا تھا شب و روز روبرو سے دور نہ ہونے دیتا ناگاہ وہ لڑکا بیمار ہو گیا اطباء و حکما بلاتے گئے ہر چند نبض و قارورہ دیکھا کچھ تشخیص مرض نہ ہوئی جو علاج کریں سب نے لاجواب ہو کر بے علمی اپنی ظاہر کی کہ جب مرض اور اسکا سبب دریافت ہو تو ہم علاج کیا کریں ماود ہر لڑکے نے کٹھا پینا بات چیت سب کچھ چھوڑ دیا سبھوت متحیر رہا کہ تا جب ہوش میں ہوتا تو اسقدر بیان کرتا کہ میرا دل جلا جاتا ہے پھر بیہوش ہو جاتا اور سوال کے اور کچھ نہ کہتا آخر اُس نے اس عارضہ میں انتقال کیا باؤشا نے کہا اسکا شکم چمک کر کے دیکھو اندر کیا مرض تھا کہ وہ بھی کہا کرتا تھا میرا دل جلا جاتا ہے ہر چند اطباء نے تحقیق کی مرض نہ پایا غرض کہ جب موافق حکم شکم چمکا تو اندر سے ایک تپن نکلا وہ حکما کو دکھا پا کہ یہ کیا بیماری ہے وہ بچہ کہنے یہ مرض کہیں طب میں نہیں دیکھا بادشاہ کو چونکہ وہ لڑکا بہت عزیز تھا لہذا حکم دیا کہ اس کو چہر کے دو انگوٹھیں بنائیں تا یا دو گار اُسکی رہیں جب دو انگوٹھیں تیار ہوئیں بادشاہ نے ایک خزانہ میں

۲۸

رکمتی ایک آپہن لی جب تم اٹھا اور بادشاہ سنس پر جلوہ گر ہوا تو ایک دن قوال سرود بجا کر سنا
 گانے لگے بادشاہ گانے میں مشغول تھا خبر نہ ہوا کہ وہ انگوٹھی راگ سے گھسل گئی اور خون بن گئی
 جب بادشاہ کے ہاتھ کو تری لگی دیکھا کہ انگوٹھی پھل گئی خون ہو گئی ہے اور کپڑا اس سے بہا ہوا ہے
 حیران ہو کر اطباء کو دکھایا کہ یہ کیا بھید ہے سب نے اس وقت پہچانا اور بادشاہ سے کہا وہ لٹکا آپ کا
 عاشق ہو گیا تھا اور افسوس جب یہ کو معلوم نہ ہوا کہ اس کے روبرو گانا کرتے یہ سنگ غم میں گھل جاتا۔
 اور اسے صحت ہو جاتی بنا بر زیادہ تحقیق کو بادشاہ نے دوسری انگوٹھی خزانہ سے منگوائی اور نیکر قوالوں
 کو حکم گانے کا دیا جب وہ گانے لگے بادشاہ اور سب لوگ اس انگوٹھی کو دیکھتے تھے وہ بھی سب کے
 سامنے پھل کر خون ہو گئی خلاصہ یہ کہ اہل سماع کو سماع دو اجملہ درد و امراض کے ہے پھر لیل سماع
 کی گراست میں ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ ایک بار کسی بادشاہ نے کہا تھا کہ فرقہ صوفیہ شہر میں رہتا
 پاویں دیہات و قریات میں رہا کریں ایک دن بادشاہ کچھ ناخوش تھا - غلام نے وہ حکم یاد دلایا۔
 بادشاہ نے حکم کیا کہ جا احکما روں کو حکم پہنچا دے کہ سب مشائخ اس شہر سے پہلے پاویں کو بھی
 بڑے شہر میں نہ رہنے پاویں بلکہ دیہات میں رہا کریں جب یہ فرمان شاہی مشائخوں سے کہا انہوں
 نے قبول کیا اور کہا بہتر ہم سب جاتے ہیں مگر بادشاہ سے عرض کریں تاہم کو سماع سنو اسے بعد کے
 باہم خصمت اور ہکنا رہو کر پہلے جاویں گے بادشاہ نے کہا کیا مضائقہ اچھا مجلس سماع مع دعوت ہو
 واسطے درست کرادو جب حکم شامی ہو تو معلوم کیا تاخیر ہوگی اسی وقت اسباب جمع کیا کھانے کو کچھ
 بار گاہ آراستہ کی - فروشن پچھائے مشائخ کو بھیایا بادشاہ محل کے اوپر سے انکو دیکھتا تھا بعد فرقت
 کے کھانے سے قوالوں کو بولایا اور سماع شروع ہوا مشائخ وجد و حال میں تھے کہ ناگاہ پسر بادشاہ
 کا خور و سال جو گود میں باپ کے بیٹھا تھا لڑکی میں اوٹھ کر جھانکنے لگا ادھر اسکا جھانکنا تھا ادھر
 نیچے گرنا محل بلند بہت تما زین پر گرتے ہی ہاتھ پانوں سر پیوٹ گئے اور قضا کی بادشاہ نے بھی
 چاہا کہ اوپر سے گر پڑے لوگوں نے پکڑا بولا ان فقرار کا قدم گہر میں ناسہا رک ہوا ایک بزرگ اس
 جماعت سے منکر بادشاہ کے پاس آیا اور لڑکے کو گود میں لیکر ایک چادر منگوائی اور لڑکے کو نہیں

لبیٹ کر مغل صوفیہ میں لے آیا اور پھر سماع شروع ہوا۔ تو بادشاہ بھی وہاں آن کر حیران کھڑا تھا کہ دیکھتے کیا ہوتا ہے جب مشائخ کو حال شروع ہوا۔ تو انہیں بزرگ نے لٹکے کے سر پر آکر کہا اُوٹھ کھڑا ہوا لڑکا تندرست صحیح سالم اُوٹھ کھڑا ہوا بادشاہ فقراء کے قدموں پر گرا اور غدر کیا فرمایا تم سب اپنی گہروں میں بستور رہو مجھ سے لاعلمی میں غلطی ہوئی تم سب میرا قصور معاف کرو پھر سب کو انعام و خلعت دلا کر کے رخصت فرمایا بعد اسکے ایک اور حکایت بیان کی اول کہا حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ قطب الدین قدس اللہ سرہ الغریز شاید اس قصہ کے وقت حیات تھے یا شاید قصدا فرمائی تھی تو یہ یاد نہیں قاضی حمید الدین ناگوری زندہ تھے اسوقت باران کی حاجت زیادہ ہوئی لوگ خشک سالی سے گھبرا گئے تھے بادشاہ نے مشائخ کے پاس کہلا بھیجا جنگ جبال ہمارا کام ہے اور دعا ہنگام حاجت تمہارا دمہ اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ باران رحمت برساوے قاضی حمید الدین ناگوری نے مغل سماع کی فرمایش کی اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پانی برسیگا۔ بادشاہ نے دستی سامان کا حکم دیا کھانا تیار فقراء حاضر ہوئے قاضی حمید الدین بھی آئے بعد طعام سماع شروع ہوا فقر اور جدیں لائے۔ اودھر باران شروع ہوا۔ اسقدر برس کہ لوگ کہنے لگے اب موقوف ہو جاتا تو بہتر تھا +

والحمد لله رب العالمین

مجلس ہفتم - سعادت قدموس میسر ہوئی۔ جناب خواجہ ذکر اللہ تعالیٰ بالخیر اسوقت حال و کیفیت میں تھے پوچھا کیا لکھتا ہے پھر فرمایا اس باب میں کچھ کو بھی صوفی کہی قلندر بندہ نے فی الحال یہ مصرع کہا عکاس گاہ صوفی و گمہ قلندر چیست ؟ فرمایا دوسرے بھی کہو کچھ قلندر شدہ قلندر باش ؟ پھر تھوڑی دیر فکر فرمائی اور کہا کیا لکھتا ہے پھر فرمایا میرا کیا وقت ہے کہ وعظ کہوں اور تیرا کیا وقت ہے کہ قلندر ہوتے تو بہتر سب سے مشغولی نجد ہے جاگو شد گیری اختیار کر یہ صورت جس شخص کی تو نے اختیار کی ہے وہ انہیں سے تھا کہ مٹی سر بھی اُس پر گراں ہوئے تھے سُرُنڈا لکھائی قبر میں قبلہ وجاہ بیٹھا اور کنگلی آسمان کو باندھ کر حیران و مبہوت ہو گیا۔ دیکھ خود تو نے کیا کہا ہے +
در عشق چہ جانے غمانہ واریست ؟ مجنوں شو کوہ گیر و خجروش ؟ مجھ میں اسات نے اثر

کیا مگر اس طرح عرضداشت کی میں نے کہ اگرچہ مست ہوں مگر آپ کی غایت سے لوگوں میں رہتا ہوں اور لباس پہنتا ہوں اور تحصیل علم میں کوشش کرتا ہوں حضرت خواجہ نے بعد فکر کے سر اٹھایا اور آہ کی چشم حق بین سے بہائے فرمایا اگر ارشاد جناب شیخ کا نہوتا کہ ٹھہرا ہنا اور جہاں تھا خلق کے اٹھانا تو کہاں میں اور کہاں شہر ہوتا میں ہوتا اور کوہ وشت اور مکرر یہ شعر زبان مبارک سے پڑا۔

شعر در عشق چہ جلئے خانہ داری بست ہمجنوں شو کوہ گیر و نجر و ش + مجھ میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ منحل سے باہر نکل آیا حیران تھا کہ کیا کروں کبھی دلیں کہتا تھا کہ متعلق خضر علیہ السلام میں جا کر مشغول ہوں کہ موضع باترہ عمدہ جگہ ہے کندہ دریا فقرار و ماں حضرت خضر سے ملا کرتے تھے پھر یہ سوچا کہ جمعہ و جماعت فوت ہوگی بہتر ہے کہ کیلو کھری میں جا بیٹوں وطن مالوف میرا اور قرب با بھی ہے میرے والد مولانا تاج الدین علیہ الرحمۃ وہیں رہتے تھے اور میرا مولد بھی وہیں ہے اور فرار شریف حضرت شیخ قدس سرہ الغریب کا بھی نزدیک ہے پھر یہ سوچا کہ یہ سب باتیں اپنی نمود کی ہیں کہاں جاؤں ہیں رہنا بہتر ہے کہ ملفوظات جناب شیخ الاسلام نصیر الحق والدین محمود سلمہ اللہ تعالیٰ کی جو شروع کی ہیں اگرچہ احاطہ ان سب باتوں کا نہو سکے مگر جو کچھ میری فہم ناقص میں آئے لکھا کروں کہ یادگار زمانہ رہے اور خیال میں آتا تھا کہ من بعد حضرت خواجہ اب کوئی فائدہ بیان نہ فرمائینگے مگر بعد چار دن کے جب حاضر خدمت شریف ہوا تو اپنے بہت فوائد بیان فرمائے بلکہ پچھلے فوائد کے ہوئے بھی مکرر کہے واللہ رب العالمین +

مباحثہ دولت قدم بوس حاصل ہوئی۔ میرے آنے سے پہلے چند اجاب ہمارے طرف سے آئے ہوئے تھے اور حضرت خواجہ فوائد بیان کر کے استغراق میں تھے کچھ نہ تھی آنکھ اٹھا کر مجھ کو دیکھا اور بیٹھنے کا حکم کر کے پھر انھیں بند کر لیں اور دیر تک مستغرق رہے پھر انھیں کھوکھ فرمایا اس وقت حضرت خواجہ فیض کے بیان حکایت میں تھی کہ جاؤ بقی آیا اور حق کی جانب کھینچ لی گیا۔ پھر فرمایا سالک متدارک ساتھ جذبہ کے ہے اور مجذوبات مطلق ہیں اور فرمایا سلوک مشروط بآداب ہے تاہم کسی مُرشد کا پکڑنا چاہئے کہ وہ ہر جو اور طریقہ ذکر و فکر کا تعلیم کرے اور جہاں

وقفہ مارض ہو دشگیری کر کے نکال لیجاوے میں نے عرض کی جسکا شیخ موجود ہو کیا اُسکو بھی وقفہ
واقع ہو تا ہے فرمایا ہاں اُسکو بھی سلوک میں توقف واقع ہوتا ہے کہ المخلصون علیٰ خطر عظیمہ نزدیکی
بالمش بود حیرانی ۴ پھر فرمایا ایک سالک متدارک بجز یہ ہے اور ایک مجذوب متدارک بسلوک یہ دونوں
شیخی کے ہیں مگر مجذوب مطلق جیسے مجاہدین اور سالک نامتدارک بجز یہ یہ دونوں شیخی اور متابعت
کے لائق نہیں من بعد فرمایا کہ سالک متدارک بجز یہ وہ ہوتا ہے کہ بقوت علم و عمل اور ارادت کے جو اُس
میں ہے سلوک کرے پھر آخر میں اُسکو جذبہ پیدا ہوا اور مجذوب متدارک بسلوک وہ ہے کہ اول اُسکو
جذبہ حاصل ہو چھپے سلوک کرے تیسرا واقف ہے کہ اُس نے بزور علم و مجاہدہ سلوک کیا ہے مگر سبب
کسی لغزش کے کہ اُسے اُس راہ میں ہوئے یا بہ سبب فقدان کسی شرط کے شرائط اس راہ سے اُسکو
اوپر نہیں چل سکتا جب تک شیخ وہاں سے اوپر نہ لیجاوے اس واسطے کہ اگر اُس کا کوئی شیخ نہ ہو گا تو شیطان
ہر دم طمانچہ مار کر دور بھینک لگا کہ من لیس لہ شیخ فشیخ لیلیں مشہور ہے مگر جبکہ حق میں غایت ربانہ
ہے اُسکو منزل مقصود پر پہنچا دیتی ہر پر یہ بیت پڑھی بیت استاد تو عشق است جو آنجا برسی ۴
از خود بزبان حال گوید چوں کن ۴ من بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ فضیل عیاض قدس اللہ سرہ الغریز
مجذوب سالک تھے اور خواجہ بشیر عافی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں مجذوب
سالک ہوئے ہیں اور یہ حکایت فرمائی کہ ایک ن خواجہ بشیر عافی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کاغذ زمین پڑھا
پایا اُسکو اٹھا کر دیکھا تو اُسپر نام پاک اللہ تعالیٰ لکھا ہوا تھا اُسکو گرد و غبار سے صاف کر کے عطر ملا اور اوپر
حلق میں پاک و صاف جگہ رکھ دیا ہاتھ نے آواز دی یا بشر طیب اسمیٰ طیبینا کہ بعد اسکے قصہ حضرت
ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا کہا کہ وہ ایک دن تخت سلطنت پر بیٹھے ہوئے تھے خواجہ خضر اُس مکان
میں آئے کسی نے انکی حمیت سے نہ روکا سب دروازوں سے گذرتے ہوئے خواجہ ابراہیم ادھم کچلے پاس
آئے اور کہا اے ابراہیم تھے یہ سلطنت کس پائی ہے بولے باپ سے کہا اُنکو کس سے ملی تھی بولے ادا
سے کہا اُنکو کس سے پہنچی بولے پر دوا سے حضرت خضر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب تمہارے پر دوا امر
تو کیا کہ اس سلطنت سے کوئی چیز اپنے ہمراہ لیتے گئے بولے کچھ نہیں لیکن سوائے اعمال صالحہ کے

بہار

مکہ

پہر پوچھا جب تمہارے باپکا انتقال ہوا تو اس مملکت سے کیا ہجرہ لگیتے ہوئے کچھ نہیں مگر اپنے اعمال پر
 پوچھا تم آخر وقت کیا لیاؤ گے بولے میں بھی کچھ نہ لیاؤنگا سو اپنے اعمال کے حضرت خضر نے کہا جب
 جانتے ہو کہ کچھ نہ لیاؤ گے سو انیک کاموں کے تو ہر نیک کاموں میں کیوں نہیں مشغول ہوتے اور
 یہ کہہ کر غائب ہو گئے خواجہ ابراہیم نے پوچھا لوگوں سے یہ کون شخص تھا اور کہاں گیا لوگ چاروں
 طرف دوڑے مگر سیکونہ پایا۔ لاچار لوٹ آئے خواجہ ابراہیم تخت سے اترے اور بیٹے انکے ایک
 وحشت پیدا ہوئی۔ پریشانی میں پھرنے لگے کاروبار ملک و بلاد شامی کا مشکل ہے آسانی سے نہیں
 چھوٹ سکتا سو چاکر محل میں جاؤں شاید مجمع حرم و کنیزوں میں دل کو آرام و راحت آوے اور
 یہ پریشانی کچھ رفع ہو مگر جب اندر گئے تو ہر عورت انکو شیر و مار کی طرح دکھائی دیتی تھی باہر نکل کر
 اور بیٹے سوچنے لگے کہ لشکار کو جاؤں شاید سیر و تماشا میں پریشانی کچھ کم ہو مگر آراستہ ہو کر
 آئے ہر اسی تیار ہوئے سوار ہو کر شہر سے نکلے میدان میں ایک ہرن دیکھا اسکے چھپے گھوڑا دوڑایا۔
 کچھ دور بھاگ کر وہ ہرن کھڑا ہو گیا اور ننہ پیر کر عبارت فصیح میں کہا یا ابراہیمہ اخلقت لھذا و موات
 بہمذا یعنی ابراہیم کیا تو اس واسطے پیدا ہوا اور اس کام کا تجھ کو حکم ہوا یہ آواز سن کر کھڑے ہو گئے
 اور ہرن کا پیچھا چھوڑا پھر گھوڑے کے نیچے زمین سے آواز آئی کہ واللہ ما خلقت لھذا و ما امرت
 امرت بہمذا یعنی قسم خدا کی تو اس واسطے نہیں پیدا ہوا نہ اس بات کا تجھ کو حکم ہوا ہے نہ تو خواجہ ابراہیم کو
 طاقت نہ رہی گھوڑے سے اتر پڑے اور تھا جھگڑ کو چلے لشکر میں شور و آوازا پڑا سب نے مجمع ہو کر
 منت کی گھوڑا سوار سی کو پاس لائے خواجہ ابراہیم نے کہا میں نے ترک سلطنت کی جبکہ چاہو وہ کام نہیں
 کرو و ہر خند فمائش اور کوشش کی کچھ مفید نہ ہوئی۔ لوگوں کو ٹوٹا دیا تمہارا رہ گئے وہاں جنگل میں ایک
 ساربان تھا اسکی کلی اس سے مانگ لی اور لباس شامی اسکو دیا پھر اس کلی کو پیچھے سے پھاڑ کر گردن
 میں ڈال لی اور بیابان کی راہ لی ایک جگہ جنگل میں تھمر و درخت پوش سر پر ناک ڈالی ہوئی پڑے
 دیکھے حیران ہوئے یہ کیا معاملہ ہے ہر شخص کے پاس جا کر کان لگایا کہ کوئی بات سننے میں آئے
 کسی کی آواز نہ سنی سب مڑے ہوئے پڑے تھے یہ ہر ایک کو اسطرح دیکھتے ہوئے جب شرف

درویش کے پاس آئے تو اُس نے سُرٹھایا اور آنکھ کھولی اور کہا اے ابراہیم ہم ستر درویشِ مجتہد اُسی میں مرتع پوش ہو کر نکلتے تھے۔ اور وعدہ کیا تھا کہ نذر کیا واسطے سفر کریں اور کسی چیز سے خوش نہوں سوائے جمال پروردگار غر شانہ کے جب اس بیابان میں پہنچے تو خواجہ خضر ہم سے ملے اُن کے لکڑی ہو کر خوشی ہوئی اور دلیس سمجھے کہ ملاقات ایسے بزرگ سے ہوئی۔ یہ سفر ہمارا مقبول ہے اُسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے مدعیانِ کاذب کیا تم نے اقرار نہ کیا تھا کہ ہم کسی چیز سے سوائے مشاہدِ جمالِ واحد متعال کے خوش نہونگے اب کیسے ایک فقیر کے آنے سے خوش ہوئے۔ خضر کون ہے ہمارا ایک بندہ ہے سو اس بات کے خوف سے سب نے وفات کی نقطہ بکوباتی رکھا کہ تو آوے تو تجھ سے یہ راز کھدوں اور یہ کہ کُراش بھی وفات کی وَالْکَلْبُ لِلَّهِ عَلٰی ذٰلِكَ ۛ

مجلس یازدہم - سوادِ قدم بوسِ حاصل ہوئی جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر باتوں میں تھے اور شرحِ اس قول کی شروع کی تھی کہ کما تکتون ایوتی علیکھ یعنی تم جیسے ہو گے حاکم والی بھی تمہاری اُسی طور کے مسلط ہونگے جب میں مغل میں حاضر ہوا اور احباب اپنے اپنے مقاموں پر باطمینان بیٹھ گئے تو جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کلامِ پیر پرے سے شروع کرتا ہوں اور یہ قصہ کہا ایک دن ویش تھا کسی شہر میں گیا دیکھا شہر خوب آباد و آراستہ ہے مکاناتِ مکلف عمدہ و درویدہ دوکانیں طبایع و قصا ب و طولانی و نیراز و غیرہ سامان والوں کے اسباب سے بھرے ہیں بلند و نیچے کو پے صاف درویش نے دلیس کہا کیا خوب یہ سمجھ رہے ہیں کچھ مدتِ رضا چاہیے پھر کہا تحقیق کر لینا چاہیے کہ بادشاہ یہاں کا کیسا ہے ہمیں ایک گروہ مسلمانوں کا قریب آیا اُس نے اُن سے جا کر پوچھا اے بھائیو میں اس شہر میں ابھی آیا ہوں اسکو عمدہ و آراستہ معمور و آباد دیکھ کر چاہتا ہوں کہ یہاں سکونت کروں پھر دلیس آیا کہ اول دریافت کروں بادشاہ یہاں کا کیسا ہے فی الفور تم لوگ سامنے آئے اب مجکو حالِ بادشاہ سے مطلع کرو کہ نطق اللہ سے اُسکا معاملہ کیسا ہے اُن سب نے کہا بادشاہ سنّتِ جماعتِ عاملِ دیندارِ رعیت پرور ہے یہ کہ گروہ لوگ چلے گئے۔ بعد اُنکے ایک اور گروہ مسلمانوں کا آگے آیا اُس نے اُسے بھی وہی سوال کیا انہوں نے کہا بادشاہ

یہاں کا ظالم مفسد جاہل رعیت آزار ہے درویش یہ اختلاف تقریریں کر حیران ہوا کہ میں کس گروہ کے قول پر عمل کروں کہ ایک اچھا کتاب ہے دوسرا بُرا اسی حال میں ایک عالم متقی روبرو آیا درویش نے اُس سے بڑھ کر کہا مولانا مجھ کو ایک شکل واقع ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ میں کس گروہ کے کہنے پر عمل کروں اور تمام باخبر بیان کر دیا اُس عالم نے کہا دونوں کے قول پر عمل کر یہ بولا بُری شکل ہوئی۔ دونوں قول باہم مخالف ہیں دونوں پر کس طرح عمل ہو سکے عالم نے کہا شاہ صاحب جس گروہ نے بادشاہ کو عادل رعیت پر اور اچھا کہا ہے اُن لوگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے اچھا اور بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اُن پر بادشاہ کو ساتھ نیکی کے مقرر کیا ہے وہ اُن پر عدل و مرحمت کرتا ہے اور جس گروہ نے ظالم مفسد رعیت آزار کہا اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے اچھا نہیں اللہ تعالیٰ نے اُن پر بادشاہ کو جا کر بڑا ہے موافق مضمون اس حدیث شریف کے کہ کما تکو فی اولیٰ علیہم ایک غزیر نے اہل محفل سے عرض کی کہ ملفوظ حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونی قدس سرہ الغزیر میں لکھا ہوا ہے کہ درویشوں کا مقولہ ہے کہ جو دو گائے زنج کرے اُسے گویا دو خون کئے اور جو چار زنج کرے گویا چار خون کئے اور چار گوسفند زنج کرے اُسے گویا ایک خون کیا حضرت خواجہ نے فرمایا لفظ ہارونی نہیں ہے بلکہ ہرونی بلا الف کے ہے اور ہرونی نام اُس گائے کا ہے جہاں کے حضرت خواجہ عثمانؒ قدس سرہ الغزیر تھے پھر فرمایا ایسے ہی بزرگوں کے حق میں آیا ہے کہ الرجال فی القریٰ یعنی مرد گائوں میں ہوا کرتے ہیں اور اکثر شایخ اور مردانِ خدا گائوں میں ہوتے ہیں پھر فرمایا وہ ملفوظ اُنکا نہیں ہے میری نظر میں بھی آیا ہے اُمیں بہت ایسی باتیں ہیں کہ مناسب اُنکے ارشاد و علم کے نہیں پھر فرمایا میرے حضرت چیمہ و مرشد جناب سلطان الاولیا قدس سرہ الغزیر فرماتے تھے میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اس واسطے کہ خدمتِ شیخ الاسلام حضرت فرید الدینؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور باقی خواجگانِ حقیقت وغیرہ مشایخ جو دھل ہمارے شجرہ میں ہیں کسی نے کوئی تصنیف نہیں کی ہے میں نے عرض کی فوائد القواد میں ہے کہ ایک شخص نے جناب سلطان الاولیا قدس سرہ الغزیر کی خدمت میں عرض کی میں نے ایک معتبر سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ میں نے آپ کی تصنیف

سے ایک کتاب دیکھی ہے حضرت سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اُنے غلطی کی میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی ہے اس واسطے کہ ہمارے خواجگان نے کوئی تصنیف نہیں کی یہ سنکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے ارشاد کیا کہ واقعی حضرت سلطان الاولیاء نے کوئی کتاب نہیں تصنیف کی پر میں نے عرض کی کہ یہ جو رسالے اس وقت میں دستیاب ہوئے ہیں ملفوظات حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور ملفوظات حضرت شیخ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کیا ہیں حضرت کے وقت میں ظاہر ہوئے تھے خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ تھے اگر اُن حضرات کی تصنیف سے ہوتے تو بڑے حضرت ذکر الہ کا فرماتے اور دستیاب ہوتے اور یہ حکایت فرمائی کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ صحبت ایک مجذوب کی رہی ہے اس کا نام چرک تھا ایک بار وہ مجذوب کسی شہر میں گیا اور جامع مسجد میں جا کر درمیان صراب کے سو گیا اُس مسجد کی چھت اور دیواریں سب چوبیس تین نماز کی وقت موزوں نے آکر پانوں پکڑے اُسکو کھینچا وہ جاگ اٹھا اور ایک آہ کی منہ سے آگ نکلنے لگی اور مسجد جلنے لگی اور مجذوب وہاں سے چل نکلا آگ شہر کے مکانوں میں پہنچی اور شہر جلنے لگا حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ اُس شہر میں تھے اُن سے لوگوں نے یہ حاثہ پوچھا کہ ایک درویش مسجد جامع میں سوتا تھا موزوں نے گستاخی سے اُسکا پانوں پکڑ کر کھینچا اُس نے ایک آہ کی آگ اُسکے منہ سے نکلی اول مسجد میں لگی پھر شہر میں اور وہ درویش چلا گیا اب شہر جل رہا ہے شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا وہ فقیر کہ گھر لوگوں نے کہا فلاں طرف شیخ اُس طرف گئے اور اُس سے ملے کہا اے درویش یہ شہر مجکو بخشہ بولا نہ بخشوں گا کہا مہربانی کرو اور مجکو بخشہ بولا ہاتھانی شہر مجکو دیا انہوں نے کہا اور کچھ اسپر زیادہ کرو بولا دولت نے شیخ کو لٹائے ایک ثلث شہر چل گیا تھا اور دولت سلامت اور اُسکے ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ ایک بار حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کسی کانوں میں پھنچے کہ وہاں آتش پرست رہتے تھے اور ایک گنبد بنیہ بنا کر سالہا سال سے اُن آگ جلاتے تھے اور بجھنے نہ دیتے تھے سب اُس آگ کو پوجتے اور تعظیم کرتے جناب غونبد نے اُس آتش خانہ کے پاس جا کر اُن آتش پرستوں سے کہا تم بتی مدت سے اس

آگ کو پوجتے ہو کیا ممکن ہے کہ تم اسکے اندر جاؤ اور یہ ٹکونہ جلائے سب نے کہا یہ ہم سے نہیں ہو سکتا
 حضرت خواجہ نے فرمایا اگر میں اسکے اندر چلا جاؤں اور آگ مجھ کو نہ جلائے تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے وہ
 بولے اگر تو اسکے اندر جا دے اور آگ ٹکونہ جلا جاوے تو بیشک ہم سب مسلمان ہو جاؤ گے حضرت خواجہ
 نے اُنکے ایک بچہ کو دو دھڑ میں اٹھالیا اور آگ میں گھس کر اسکے ساتھ تارام بیٹھ گئے وہ لڑکا آپ کے پہلو کو پاس
 بیٹھ کر کھیلنے لگا آتش پرستوں میں ایک شور مچا ہوا سب جمع ہوئے اور انکی سلامتی دیکھ کر سب نے
 کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوئے پھر حضرت خواجہ آتشکدہ سے باہر آئے۔ اور اُس لڑکے کو بھی باہر لائے۔
 اُن لوگوں نے لڑکے سے پوچھا کہ آگ میں تیرا کیا حال تھا اُس نے کہا میں ایک عمدہ باغ میں بیٹھا ہوا تھا
 بعد اسکے کرامت اولیا میں بیان شروع کیا فرمایا کرامت بطریق دلوں میں ہوتی اور بیشک مسئلہ کرامت
 کا علم اُن سے آتہ شریف کلام مجید سے کیا ہے فقہا ہمارے بھائی قبول حسین وانتبہا نابتا حسنا وکلمنا کلاما
 کلمہ داخل علیہا ذکر یا للہ اب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک هذا قالت ہو من عند اللہ یعنی ہوا
 کہ حضرت ذکریا وغیرہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام محراب بیت المقدس میں آتے حضرت مریم پارسا کو
 پاس کھانا پینا موجود پاتے پوچھتے یہ کہاں سے آیا ہے حضرت مریم فرماتیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا
 ہے پس ہر بار رسول حضرت ذکر کیا کا اور جواب مریم پارسا کا اس وجہ سے تھا کہ حضرت مریم ولیہ تمہیں ہو
 کرامت اولیا بطریق دوم نہیں ہو کرتی من بعد تکایت ائمہ حضرت جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا کی بیان فرمائی کہ جب چند لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر تممت لگائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے اور عائشہ صدیقہ بھی وہیں تھیں آنحضرت
 نے فرمایا یا عائشہ ان کنت الممت وبنا فاستغفر اللہ فان العبد اذا تاب اللہ علیہ جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت غمگین اور شکستہ خاطر ہو گئیں
 اور اپنے والد حضرت ابو بکر سے کہا تم میری طرف سے آنحضرت کو جواب دینا انہوں نے کہا واللہ میں
 نہیں جانتا کہ کیا جواب دوں آنحضرت کو نہ کہنی ماں سے پولیس کہ تم میری طرف سے آنحضرت کو جواب دو
 انہوں نے بھی عذر کیا لاچار حضرت عائشہ صدیقہ پولیس کہ ان حدیثت فکذا تیونی وان کذا بہت قصص

ینے اگر کچ کہو گی تو مجھ کو چھوٹا جانو گے اور جو جھوٹ کہوں تو سچا سمجھو گے اسی اشار میں ان روحی پیشانی مبارک
 پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ حال دیکھ کر کہا غفر لی
 اللہ تعالیٰ میرا سچا ہونا بیان فرماویگا۔ مگر ماں باپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دونوں سجدہ میں گر پڑی
 تھے اور بکریہ وزاری جناب باری میں ماکرتے تھے کہ اے پروردگار ہماری غرت و ناموس تیرے ہاتھ
 ہے ہم کو مخلوق میں شرمندہ و بدنام نہ کرنا اور صبر و عجز نزول وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر کہا ای
 عائشہ بشارت اور مبارکی ہو مجھ کو اور مجھ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں کہا۔
 الحمد للہ لا یخجل لہ و یجل للہ عائشہ ینے شکر و احسان خاص اللہ پاک کا ہے اور اس آیت نے نزول فرمایا اللہ
 جاؤ بالافک آخر کو ع تک پہر ان لوگوں پر جنہوں نے تمت لگائی تھی حد فز جاری کی اور مروی
 ہے کہ زمان تمت میں کہ ہنوز آیتہ برات نازل نہ ہوئی تھی او صحابہ رنج و فکر میں تھے حضرت ایوب انصاری
 نے اپنے گھر میں یہ قصہ اپنی بیوی سے بیان کیا کہ لوگوں نے تمت حضرت عائشہ صدیقہ پر لگائی ہے
 بھئی بیوی نے سنتے ہی کہا واللہ یہ تمت جھوٹی بنائی ہوئی ہے ایوب انصاری نے کہا جبات کا
 علم نہ ہو ا میں قسم تمت کھا اٹھوں کہا اے ایوب اگر بجائے عائشہ کے میں ہوں اور بجائی صفوان
 کے تم تو کیا تم کو مجھ پر گمان ایسی بات کا ہوگا اٹھوں نے کہا ہرگز نہیں وہ بولیں واللہ عائشہ مجھ سے
 پاک و صاف زیادہ ہیں پھر کہا اگر بجائے صفوان کے تم ہو او بجائے عائشہ میں ہوں تو شکوہ چاہو
 ایسی بات کا گمان ہوگا کما نوز بالشہر گز نہوگا بولیں واللہ صفوان تم سے زیادہ پاک و بہتر ہے ایک
 دوست مصل میں حاضر تھا عرض کی میں نے کتاب منہاج العابدین میں ایک بات دیکھی ہے وہ
 مجھ کو بہت مشکل معلوم ہوئی ہے اول لکھا ہے کہ التعلق بالاسباب محض و چل بعد اسکے لکھا ہے کہ
 سالک راہ حق کو اگر شیطان و وسوسہ ڈلے کہ تیرے اہل و عیال میں اگر تو نے توکل کیا تو وہ شراب
 ہو جاوینگے تو جواب اسکا یہ ہے کہ سمجھے میرے فرزند و عیال یا اولیاء ہیں یا اشقیاء اگر اشتیاء و بد بخت
 ہیں تو مجھ کو انکا کچھ غم نہیں اور اگر اولیاء و صالحین ہیں تو وہ سایہ عنایت الہی میں ہیں میں کیوں انکا غم
 کروں انکا دکھار تو خداوند کریم ہے پھر جناب خواجہ نے فرمایا کہ کسب کرنا مانع توکل کا نہیں ہے اگر کوئی

عیالدار کچھ کسب کرے اور نظر اُسکے دیکھی اُس کسب پر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو وہ متوکل ہے اور اگر کسب کرتا ہے اور نظر دل کسب پر ہے تو ایسا تعلق اسباب کا حق اور جہالت ہے اور یہ آیت شریف

پڑھی وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلُوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ اور اس پر یہ حکایت امام طائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

کی فرمائی کہ آپ سفر چرمیں ہمراہ ایک قافلہ کے گئے تھے۔ قافلہ راہ محبوب کو ہر طرف پھرتا تھا انکی نگاہ

ایک حبشی پر پڑی کہ دامن کوہ میں بیٹھا تھا بہ نہشت شکم سے لگا ہوا آپ اُس حبشی کے پاس گئے اور

پوچھا ہم کس طرف جاویں اور راہ کدھر ہے اُس نے راہ بتائی انھوں نے دلیں کسایہ حبشی بیابان میں

رہتا ہے جھوکا معلوم ہوتا ہے کچھ کھانا اسے پاس لیجاؤں شاید یہ کھا کر میرے ہووے پھر قافلہ سے خشک

روٹیاں جمع کر کے اُسکے پاس لیگئے حبشی یہ دیکھ کر انہیں گروہ ہوا اور نہ لیکر کہا اسے فلا۔ نے یہ کیا حرکت ہے

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ حیران ہوئے کہ انہوں نے میرا نام کیسے جانا۔ اُس نے کہا تو اس خدمت خویش

ہو انہیں جانتا کہ حق تعالیٰ بلا واسطہ تیرے سے ہمیشہ رزق پہنچاتا رہتا ہے انھوں نے تعجب کیا اور دلیوں کا

کیا قوت ایمان اور توکل پورا اسکا ہے حبشی نے انکے اس خطو سے مطلع ہو کر کہا کہ کیا تعجب کرتا ہے اگر

بندگان خدا کیسے تو یہ سب پہاڑ اپنی جگہوں سے چلنے لگیں بنو زانے یہ بات پوری نہ کی تھی کہ سب

چلنے لگے اُس نے لکھ کر کہا میں بات کہتا ہوں تم کو حکم نہیں کرتا اپنی جگہ پر ٹھہر رہو وہ پہاڑ نہ گئے

مقصود یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو ہر کام میں کافی ہوتا ہے دمنہ توکل علی

اللہ فهو حسبہ والحق للہ رب العالمین ؕ

مجلس وارز و ہم۔ سعادت قدموس میسر ہوئی پہلے یہ فرمایا کہ اس وقت زیارت شیخ الاسلام حضرت

قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے آیا ہوں اور یہ بات بڑے ذوق شوق سے کہی پھر کچھ دیر مراقبہ

خاموش رہے ناقد تعالیٰ شانہ کیا کہلواتا ہے اسی درمیان میں ایک غریب نے سوال کیا کہ یہ حال جو

درویشوں کو ہو اکر تا ہے کہاں سے ہے اور کس طرح ہوتا ہے آپ نے فرمایا حال نتیجہ اعمال ہے اور

عمل دو قسم ہیں۔ عمل جوارح اور یہ ظاہر ہیں دوسرا عمل قلب اور اس عمل کو مراقبہ کہتے ہیں والمراقبۃ

ان تلازم قلبک العلم بالذات اللہ تعالیٰ ناظر الیک پھر فرمایا اول انوار علم علوی سے ارواح پر نازل ہوتے

کچھ

ہیں پھر انکا اثر دلوں پر پڑتا ہے اسکے بعد جوارح پر اور اعضا کے تابع دل کے ہیں جب دل متحرک ہوتا ہے اور اعضا بھی حرکت کرتے ہیں پھر فرمایا جب آدمی کو نابت ظاہر ہوتی ہے تو اگر سبب ندرت کے معصیت سے ہے تو جانے منشا اس ارادت کا ظاہر قلب ہے اور اگر شوق و ذوق سے ہے تو منشا اس ارادت کا باطن قلب ہے اور اگر اس نابت کے بعد ترک ماسوی اللہ پیش آوے تو منشا اس ارادت کا لطیفہ شر ہے اس پر عبادت عوارف کی ارشاد فرمائی کہ للبتدی صاحب وقت و للتوسط حصہ حال الممتی صاحب انفس اور غریزہ نکویہ بات شکل معلوم ہوئی مطلب یافت کرنے لگے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اول توجہ اس سائل بحیث طرف فرما کر کہا کہ اول تم کو اس بارہ میں کیا سنا ہے عوارف پڑ ہی ہو یا نہیں اُس نے کچھ بیان کیا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمایا کہ للبتدی صاحب وقت کیا معنی صوفی مبتدی وہ ہے کہ اپنا وقت غنیمت جانے اور خیال کرے کہ سو اُس کے اور وقت پاتا ہوں یا نہیں اور اپنے اُس وقت کو غنیمت سمجھ کر تلاوت یا نماز یا فکر میں صرف کرے اور جب سالک خط اوقات پر مستقیم ہو اور اپنے اوقات کو انواع عبادات و ریاضات سے معمور کیا اور استقامت پائی تو امید ہے کہ اب صاحب وقت ہو جاوے اور موصوب نتیجہ برکات سب کے ہیں اور حال اثر ان انوار کا ہو جو علم علوی سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں پھر انکا اثر دلوں پر ہو پختا ہے اور دل سے طرف اعضا کے سراپت کرتا ہے اور حال پر طریق دو م نہیں ہوتا کہ الوقت سیف قاطع وارد ہے اور اگر حال کو دوام ہو تو وہ مقام ہو جاتا ہے پھر فرمایا جتنے صاحب انفس ہے اور اباب طرقت نے ایک او منے بھی کہے ہیں یعنی جو کچھ وہ کہے یا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ وہی کر دیتا ہے پھر کہا یہ باتیں اصطلاح سے متعلق ہیں بعض شائع کی اصطلاح میں صاحب وقت اسکو کہتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً اسکو حال پیدا ہوا کرتا ہو مگر غالب نہیں ہوا اگر ماسوی یعنی اللبتدی صاحب وقت کے ہیں اور متوسط صاحب حال اسکو کہتے ہیں کہ حال اسکو غالب ہو یعنی اکثر اوقات اس پر حال ظاہر ہو اگرے و انتہی صاحب انفس صاحب انفس اسکو کہتے ہیں جبکو حال متعارف انفس ہو جاوے وہ نہیں سمجھتا کہ حال کوئی دو م متعارف اس کے نفس کا نہیں ہے گویا حال اسکا مقام ہو گیا ہے اور یہ فرما کر سوسانس لے لے اہد یہ حدیث شریف پڑھی۔

از لڑکھنی آیا مدھو کہ نجات الافرغوا لہا یعنی تحقیق تمہارے پروردگار کو تمہارے ایام روزگار میں
نوشہ و نیر میں پس ساتھ اور فرمایا یا کمور و جلالی ہیں جب عبادت میں شب بیدار رہیں تو بیچ کو
بوت خوش-خوش ہوتی ہے پھر فرمایا اگر درویش رات کو بھوکا سووے اور آخر شب کو عبادت میں جاگ
اور ایسا مشغول بنجاو کہ تعلق باطن اسکا کسی چیز سے نہ ہو تو نزول انوار کا رول پر مشاہدہ کرتا ہے خواہ
اسی وقت کوئی جاوے اور ترک علایق کر کے مجاہدہ کہے بیشک یہ حوال اس پر ظاہر ہونگے اس میں انشاء اللہ
تعالیٰ کچھ شبہ نہیں اور اُسکے مناسب یہ شعر پڑھا

شعر

نظر در دیدناقص قناد است	وگر نہ یار من از کس نہاں نیست
-------------------------	-------------------------------

پھر فرمایا اصل کار محافطت نفس کی ہے مراقبہ میں صوفی کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو نگاہ رکھے یعنی سائر
رو کے تاجمیت باطن حال ہو جب سانس لگا تو باطن پریشان ہوگا اور خرابی پاویگا ایک غزیرے
پوچھا کہ سانس زبرد رو کے یا خود رک جاوے فرمایا اول میں خود رو کے اور اس میں مبتدی کو سعی و
کوشش چاہئے بعد کو سانس خود رکنے لگتا ہے مراقبہ میں سیوا سٹے کہا ہے کہ صوفی وہ ہے جو سانس
گئے ہوئے لے کہ ایک معنی المقتی صاحب نفس کے بھی کہو ہیں اور گرو جگیوں کے جنکو سدہ کہتے ہیں
سانس گئے ہوئے لیا کرتے ہیں یہ کھ کر پھر ایک آہ سرد سینہ مبارک سے لی اور فرمایا ہماری تمہاری مثال
اُس بھوکے درویش کی سی ہے کہ روبرو دوکان باورچی کے جاوے اور پختہ نمٹیں دیکھ کر انکی
خوشبوئیں سونگھنے لگے رفیق سے کہو تیرے پاس قیمت ہو تو خرید کر کھلا ب مجھ کو فرصت مشغولی اور
اور خلوت کی نہیں ہے دن بھر مخلوق کے ساتھ معنا چاہئے بلکہ قیلو لہ بھی میسر اکثر نہیں ہوتا بار بار قیلو
کرنا چاہتا ہوں بگا دیتے ہیں کہ فلانہ آیا ہے اٹھئے اور تم لوگوں کو کہ فرصت ہے کیوں مشغول نہیں ہتے
اس پر میں نے عرض کی کہ ہر چند جناب کا ظاہر خلق سے مشغول معلوم ہوتا ہے مگر باطن شریف ہمیشہ
سے مشغول ہے پھر فرمایا اگر شب بیدار ہوں تو البتہ کچھ ذکر و شغل یا فلیفعا و اہو تہے مگر دن میں ہرگز
کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن غلیت ربانیہ سے نالید نہیں ہوں اور یہ بات نہایت شکستہ دلی سے

فرما کر گریہ کیا اور یہ بیت پڑھی شعرا

این دلوتهی که در چه انداخته ام

بعد اسکے گفتگو وصول الی اللہ اور طمانیت قلب کے ذکر میں آئے فرمایا نظر دل پر رکھ کر اور دلو کو طرف حق کے متوجہ کر کے اور غیر حق کو دل سے نفی کر کے واسطے مشغولی کے بیٹھنا چاہئے۔ تب کچھ کیا کچھ حاصل ہوتا ہے اور اس باب میں یہ حکایت فرمائی کہ ایک ویش سے پوچھا تھے مشغولی کس سے کیجی ہے کہا اگر یہ اس واسطے کہ دیکھا ہے تم نے بلی چوسے کہ بل ایسی حاضر اور متوجہ ہو کر بہشتی ہے کہ دُوم اور مونچہ تاکے بال کے نہیں جلتے *۔

مجلس نیر و هم - سعادت پاہوس حاصل ہوئی جناب نولجہ ذکر اللہ تعالیٰ بالائیں باتوں میں تھے

اور یہ فرما رہے تھے کہ علماء طریقت کے نزدیک اگر حضورؐ ہی نہ تو نماز روائیں اور اسکو قیاس ایک مسئلہ شرعی پر کیا ہے کہ اگر امام غنی والی مسافر ہے تو حکم مقتدی کا بھی وہی ہوتا ہے اگرچہ اس نیت اقامت کی کری ہو اور اگر امام متیم ہے تو مقتدی بھی متیم ہوتا ہے اگرچہ نیت سفر کی کرے یہی حال و کما نسبت اور اعضاء کے ہے سب ارشاد جناب نبوت مآب کے ان فصیحانہ اذہم مضغۃ اذا صلیت صلی جمیع البدن و اذا فسد جمیع البدن الا وھا القلب فرمایا دل امیر و اعضاء کا ہے اور قبلہ دل کا قوت پاک حق سبحانہ کی ہے اور قبلہ جوارح متابعت دل کے ہے پس جب دل اپنے قبلہ سے منھ پھیرے تو اور سب اعضاء بھی پھرتے ہیں پھر فرمایا ایک بزرگ سے پوچھا کہ اگر مسئلے کے اوپر نمازیں دل پر دنیا کا خیال گذرے تو کیا واجب آتا ہے اور اگر عجبی کا خیال آوے تو کیا واجب ہوگا اس نے کہا اگر دنیا گذری تو وہ واجب ہوتا ہے کہ دنیا مدار ہے الدنیا صنیقہ مر داخیر کو اگر دلیں سوچے جو مقام مناسبات کا ہے ساتھ حق نے یا نہ سوچے دونوں حال میں وضو کافی ہوگا اور اگر عجبے کا خطرہ گذرے جو مطلوب دنیا و عباد کا ہے تو بے نظر شدہ میں کتا ہوں غسل لازم آویگا پھر حال استخراق کا نمازیں فرما لے ایک بار بخت کا تپا پائے مبارک حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ پھیر گیا تھا اور دروازہ کڑا تھا لہذا اسکو نہ نکال سکتے تھے لوگوں نے باہم صلاح کی کہ جب یہ نمازیں مشغول ہوں تو کاشا نکالنا جب حضرت

اسیر نے نماز میں سجدہ کیا لوگوں نے وہ غار پائے مبارک سے نکال لیا اور آپ کو کچھ نہ ہونی سبحان اللہ کیا
استغراق ہے کہ عام محکم پانوں سے نکالیں اور آپ کو نہ ہو پھر حجت الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک بار آپ قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے اُنکے چھوٹے بھائی شیخ احمد
اکر سلام کیا۔ اہم نے کچھ جواب نہ دیا جب تلاوت سے فارغ ہوئے تو بھائی پر تنکب کیا کہ میں تلوین تھا مجھے سلام کیوں کیا نہیں
باتوں کیوں علم سکتے ہیں آپ کے بھائی شیخ احمد نے علم یہ نہ دیا تھا کہ نہایت صلہ کتب تھے انہوں نے یہ نہ لکھا کہ اگر بھائی
سبوت میں آپ کو سلام کیا تھا آپ سبوت ہو چکی دو کا پیش اور واقعی ایسا ہی تھا کہ ملحق ایک شفق امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
خیال اس طرف گیا تھا میں نے بعد تمام اس حکایت کے خدمت مخدوم میں عرض کی کہ وہ علم امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا تو معلوم ہے مگر
انکا خطاب حجت الاسلام نہ معلوم کیسے ہو گا کہ پادشاہ کا دیا ہو یا کسی اور کا فرمایا اس وقت کے علمائے انکھانی تحریر
میں حجت الاسلام لکھا ہے اور اس وقت کے اکثر علمائے انکے شاگرد تھے پھر فرمایا جب سالک کامل جہلتا
ہے تو اسکو قوت طیراں کی حاصل ہو جاتی ہے خواہ عالم علوی میں ہو خواہ مغلی میں اور اعضا چونکہ تابع
ہیں اور قلب تابع روح کا پس جہانتک روح طیراں کرتی ہے ثلث جوارح بھی وہاں تک طیراں کرتے
ہیں پھر اسی منہ میں یہ حکایت فرمائی کہ غزنی میں محمود نام ایک دیوانہ تھا سید اہل غزنی کہ شغل
بھی اسکو مفوض تھی اس دیوانہ کا معتقد ہو گیا ایک بار وہ سید اہل متولی مدارس اس دیوانہ کے پاس آیا
دیوانہ نے اس سے کہا اے سید آج بعد نماز عشاء کے کنجین مدارس کی اپنے خود ہاتھ میں لیکر جانا اور ہر
حجر کو خود کھول کر اندھا بنانا سید نے یہ بات قبول کی اور پہرات گئے کنجین مدارس کی خود اپنے ہاتھ میں
لیکھ گھر سے نکلا پہلے قریب کے مدرسہ کو جا کر کھولا جب اندر گیا دیکھا محمود دیوانہ محراب کے روبرو بیٹھا ہوا ہے
قرآن شریف اصل پر و برو کھلا رکھا ہے اور عمدہ قندیل روشن ہے تہرل مشغولی تمام تلاوت میں
مشغول ہے سید خاموش وہاں سے لوٹ آیا اور دوسرے مدرسہ میں گیا وہاں بھی محمود دیوانہ کو اسی
طرح دیکھا تو غصہ کہ سب مدرسوں میں گشت کی یہی حال معانہ کیا پھر کلام مکان میں واقع ہوا کہ وہاں
ایک شخص ایک وقت میں مشرق میں بھی ہوا اور مغرب میں بھی یا ایک مکان کے متعدد گوشوں میں
موجود ہو مگر علمائے فرمایا ہے کہ اعتقاد کرنا ایک شخص کا ایک وقت دو مکانوں میں نہ چاہئے۔

مجلس چاروہم - سعادت قدم بوس حاصل ہوئی۔ ایک شخص موضع سامانہ سے آیا تھا۔

جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکا سال دریافت کیا وہ بھائی مولانا فخر الدین زراوی کا تھا ارشاد

فرمایا کہ میں اور مولانا فخر الدین ایک جگہ پڑھتے تھے مگر مولانا کا عقیدہ درویشوں سے تھا لیکن

میں نے مولانا سے کہا کہ ایک بار میرے ہمراہ جناب تنطاب شیخ منظم سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ

چلو مولانا نے کہا وہاں جا کر کیا کرونگا اور انکی ملاقات سے مجھ کو کیا حاصل میں نے مکرر سہ کر رکھا اور پھر

چلنے میں بہت اصرار کیا تو انہوں نے قبول کیا جب سم دونوں نہ مت فیضد جتیشیخ میں گئے تو خدمت

نے فوائد علی بہت بیان کئے یہاں تک کہ مولانا شیخ کی حسن تقریر اور بیان ثانی سنکر حیران ہو گئے۔

جب ہم خدمت سے لوٹ آئے تو کہہ راکر میں نے پوچھا مولانا کہو رہی ہوئے یا نہیں کہا بھائی بیشک تم

حق پر تھے اور میں باطل پر بعد چند روز کے مولانا نے کہا شیخ کی خدمت میں چلنا چاہئے۔ غرض کہ باکر مرید ہوئے

اور قصر کیا بعد چند مدت کے مخلوق ہوئے پھر فرمایا کہ ان مولانا فخر الدین کیواسطے قبل مرید ہونے سے

انکی والدہ ضعیفہ نے اپنے بھائی کی لڑکی سے منگنی کی تھی اور وطن قدیم انکا سامانہ تھا جب یہ وہاں سے

وہلی آئے اور بیعت کی تو غم نہج فتح کیا لڑکی والوں نے انکی طلب میں خط لکھا کہ سامانہ میں آکر شادی کرو

اور لجا دیا بعد وہ لڑکی مقید بیٹھی ہے کسی اور جگہ و سکی شادی کرویں مولانا نے شادی سے انکار کیا اور

اتاقب مولانا بھی یہ نکل نہیں چاہتے تھے فقط انکی والدہ سسر تھیں کہ اگر یہاں شادی نہ کریگا تو میں دودھ

نہ بخشوگی لہذا وہ حیران و پریشان ہو کر میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا یہ قصہ میرے نکل کا حضرت شیخ

کی خدمت شریف میں عرض کیا آپ ارشاد فرماتے ہیں میں نے ایک دن مقرر کیا اور اُس روز ہم دونوں خدمت

بابرت شیخ میں حاضر ہوئے حضرت نے باتیں شروع کیں اور جب آپ تقریر فرماتے تو سب لوگ ایسے دہر

متوجہ ہوتے تھے کہ سب باتیں بھول جاتے کچھ یاد نہ رہتا کہ میں کیا تھا میں بھی ایسا متوجہ ہوا کہ مولانا کا کام

عرض کرنا بالکل بھول گیا بعد چند دو تین بار مولانا اشارہ کیا مگر میں شیخ کی باتوں میں ایسا متوجہ تھا کہ کب

مجھ کو کوئی بات یاد آتی یہاں تک اُس وقت مولانا نے میرے زانو پر یاد دہانی کیواسطے ہاتھ رکھا تب

مجبوراً انکا کام یاد ہوا میں نے بڑھ کر عرض کی کہ مولانا کی وطن میں پہلے سنگتی ہو گئی تھی اب انکو کئی والوں نے خط لکھا ہے کہ اگر شادی کرو اور مولانا کے سب اقارب وہاں کی شاہی سے راضی نہیں مگر انکی والدہ کتنی میں چٹک تو وہاں شادی نہ کریگا میں دودھ نہ بخشو گی حضرت شیخ نے فرمایا مولانا کیا کتنی ہیں اس نامہ سے راضی ہیں یا نہیں میں نے عرض کی یہ رہنی نہیں اور انکا رصاف کرتے ہیں پھر جناب شیخ نے پوچھا کہ وہیں سے انکا شادی ہے یا اور جگہ سے بھی مولانا نے خود جواب عرض کیا کہ میرا ارادہ اور کہیں بھی شادی کا نہیں ہے یہ سکر حضرت شیخ نے ایک مضملاً سفید نکلوا کر مولانا کو دیا اور فرمایا اپنی والدہ سے میرا سلام کہنا اور یہ جانو میرا طریف سے انکو دنیا اور سولہ اسکے اور کچھ نہ فرمایا مجلس بربخاست ہوئی ہم اپنے گہرنے دوسرے دن میں نے مولانا سے پوچھا کہ کیا حال گذرا انھوں نے کہا جب میں گہر میں گیا تو اپنی والدہ سے کہا کہ خود مرث شیخ نے تمکو سلام کہا ہے اور یہ مصلحا غایت فرمایا ہے وہ یہ سکر اُمیر اور تعظیم کر کے اس مُتعلیٰ پر دو گنا نفل کا پڑھا اور یکایک یہی کہنا شروع کیا کہ میں جانتی ہوں تو شادی بزرگ نہ کریگا میں تجھ سے خوش ہوں اور تیری رضا سے راضی میری طرف سے کچھ اندیشہ نہ کر۔

والحمد للہ رب العالمین ۛ

مجلس پانزوم سعادت قدم بوس حاصل ہوئی ایک عالم ہدایہ اور بزدوی اور کشف پڑھا ہوا بیعت کو آیا تھا اور اس سعادت سے شرف اندوز ہو کر مطلق ہوا بعد اسکے جناب شیخ نے باب تصوف میں یہ فائدہ ارشاد فرمایا کہ جب کوئی طریقت میں داخل ہوا اسکو چاہئے آستین چھوٹی کرے اور دامن اونچا رکھے اور سر منڈوائے آستین چھوٹی کرنا اسواسطے ہے کہ جب صوفی سلوک میں آیا تو اسکو ہاتھ قلم کرنا پائے تا انکو مخلوق کے آگے نہ پیلائے اور جو چیز یا کام نہ کرنے کا ہو وہ ہاتھ میں نہ اسکو ہاتھ لگائے لیکن ہاتھ قلم کرتا ہے تو بہت سی عبادتوں سے محروم رہیگا چنانچہ وضو غسل مصافحہ ایک گاتہ اب کیا کرے جو چیز ہاتھ سے قریب سے آستین اسکو کچھ کاٹے تا اسکو یاد رہے کہ تو بے دست ہے گویا تیرا ہاتھ قطع ہو گیا ہے بعد اسکے ہاتھ کیسے آگے نہ پیلائے نہ لینے کی چیز کو ہاتھ لگائے اور دامن اونچا کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ جب صوفی طریقت میں آتا ہے تو اسکو لازم آتا ہے کہ اپنے پاؤں تلخ

تا بڑی جگہ نہ جائے اور محض مصیبت میں داخل ہو لیکن اگر پانوں کا تباہی تو ثواب جماعت و جمعہ اور بہت بہانہ یوں سے باز رہیگا اب کیا کرے تو جو چیز پانوں کے پاس ہے یعنی دامن کو تباہ کرے گویا پانوں کاٹتے ہیں اور سر منڈانے میں یہ اشارہ ہے کہ جب طرقت میں آیا تو لازم ہے کہ اپنا سر کاٹ ڈالے اس واسطے کہ اول قدم راہ حق میں سر بازی ہے لیکن اگر سر کاٹنا ہے تو مر لگا سب چیزوں سے محروم رہیگا کیا کرے مرنی سر تر شولے گو سر کاٹنا تو جیسے سر بریدہ سے کچھ کام نہیں ہو سکتا یوں ہی سر منڈا دینے ہوئے سے بھی کوئی امر خلاف شرع ظہور میں نہ آوے اور خیال رکھو کہ میں نے راہ خدا میں سر کاٹا ہے دوسرا فوائد اس کا یہ ہے کہ نیچے ہر مال کے شیطان ہے اور یہ آیت شریف پڑھے اندیکھو وقبیلہ من جنت لا ترونہم سو جنے سر تر شولایا گویا اُس نے خانہ شیطان کا خراب کیا پھر فرمایا اگلی امتوں پر توبہ ساتھ قتل نفس کے ہو کرتی تھی چنانچہ فرمایا بے فتوہ والی باز نہ کرو قاتلو الفسکہ بعد از شہاد کیا بنس کتابوں میں ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں کہ توبہ اگلی امتوں کے ساتھ قتل نفس کی تھی اور ان کے معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ یہ مقرر ہوئی کہ گناہوں سے نادم ہو کر آئندہ کو ترک معاصی پر مضبوط رہے تو جو شخص ترک شہوات و لذات کرتا ہے وہ معنی میں اپنے نفس کو قتل کرتا ہے واللہ رب العالمین ۵

مجلس نوزدہم - سعادت قدموس میسر ہوئی مولانا کمال الدین علامی آپ کے بھانجے نے سوال کیا کہ میں نے ایک کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ مقام مشاہدہ مقام ذکر سے افضل ہے خواہ ذکرہ اللہ تعالیٰ یا غیر نے فرمایا وجہ اسکی یہ ہے کہ کوئی ذکر ہو وہ مستحسن سوال کو ہے اگر یا زاق کیسکا تو گویا سوال رزق کا کرتا ہے اور جو یا غفور کیسکا تو مغفرت کا سوال کرتا ہے اسی طرح سب صفات میں سوال ہے اور اگر یا اللہ کیسکا تو یہ خود جامع جمیع صفات کمالیہ کا ہے لہذا مشاہدہ ذکر سے افضل ہوا بندہ نے عرض کی کہ ذکر قلب کس طرح ہے جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب حضرت خواجہ نے فرمایا مراد اس سے ذکر لسانی ہے مگر ساتھ حضوری دل کے یعنی جب زبان سے ذکر میں مشغول ہو گا تو کوئی طینان حاصل ہو گا پھر فرمایا کوئی ذکر ہو زبانی یا قلبی اسیں سوال ہو میں نے عرض کی کیا سوال جناب باری غر شانہ سے خلاف ادب ہے اگر بندہ اپنے پروردگار سے سوال نہ کرے تو کس سے کرے اس پر

جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث قدسی ارشاد فرمائی اذ اشغل عبد طاعتی عن الدنيا اعطيت افضل ما اعطى السالكين لکما ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حب بندہ میل و عا سے میری عبادت کی طرف مشغول ہوتا ہے یعنی دعا چھوڑ کر عبادت کرتا ہے تو میں اُس بندہ کو بہتر اور زاید دیتا ہوں اُسے جو دیتا ہوں سوال کرنے والوں کو جبکہ دعا چھوڑ کر طاعت میں مشغول ہو لہذا مقام مشاہدہ فکر سے افضل ہوا پھر فرمایا ذکر میں طلب ہے اور مشاہدہ اور حضور میں طلب نہیں ایک غریب نے عرض کی نہ معلوم یہ کلام حدیث ہے یا قول کسی بزرگ کا کہ الفقیر لا یسألن اللہ تعالیٰ استجداء ولا حق الناس استسکاناً یعنی فقیر سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ سے توبہ باعث شرم و حیا کے کہ میں کونسا عمل چیز کیا یا کونسی عبادت کا حق بجالا لیا کہ سوال کروں اور لوگوں سے بھی نہیں سوال کرتا کہ معطلی و مانع اور تقاض و باسط پروردگار عالم جل جلالہ ہے آدمی کیا پیر ہے جو اُسے کچھ چیز کا سوال کرے پیر میں عرض کی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فا ذکرونی اذ کرکمر اور کلمات قدسیہ میں ہے انا جلیس منذ کرنی یہ مقتضی اسکا ہے کہ ذکر افضل ہو مشاہدہ سے فرمایا حضور متضمن ذکر کو ہے کہ ذکر روح عبادت حضوری سے ہر مگر ذکر میں کبھی حضور ہوتا ہے کبھی نہیں بعدہ فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مصنف احیاء العلوم نے فرمایا ہے ذکر اللسان لتلقته و ذکر القلب و مستہ و ذکر الروح مشاہدۃ و الحی للہ رب العالمین

مجلس ہفتم سعادت قدم بوس حال ہوئی ایک مُرید خدمت میں حاضر تھا کہ فرما رہے تھے کہ مشائخ سلف مُرید و نگو تا کی قلت طعام او قلت کلام او قلت صحبت کی انام سے کیا کرتے تھے کہ ہمیشہ غلو ت میں رہے پھر فرمایا پانوں تو ذکر ایک گوشہ میں مشغول رہے اُس مُرید نے عرض کی کہ فدوی ہرگز گھر سے باہر نہیں جاتا اگر جاتا ہوں تو زیارت بزرگان طریقت کو یا قد مہوی جناب خواجہ کو فرمایا میں یہ جانتا ہوں مگر ہر دم مشغولی چاہئے اگر مراقبہ میں ذوق پاوے تو مراقبہ کرے اور اگر فکر میں ذوق دیکھے تو ذکر کرے پھر یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار مولانا حسام الدین طسانی اور مولانا جمال الدین فصر تھانی اور مولانا شرف الدین علیہم الرحمۃ خدمت میں حضرت شیخ طاب ثراہ کے حاضر ہوئے شیخ علیہ الرحمۃ نے مولانا حسام الدین کی طرف توجہ ہو کر فرمایا اگر کوئی ہر روز صائم اور ہر شب

قیام پل کرے تو ایک بیوہ عورت کے برابر کام کیا کہ یہ عبادت بیوہ عورت کی کتنی ہی گروہ مشغولی کہ بندگان خدا کے واسطے سے قُرب آتی تک پہنچ رہی ہیں وہ اس مشغولی اور عبادت کے سوا ہر مولانا حسام الدین وغیرہ احباب منتظر ہوئے کہ حضرت خواجہ شاید اس وقت اسکا بیان فرمائیے مگر اُس مجلس میں جناب نے کچھ ارشاد نہ فرمایا فقط اُس قدر کہا کہ تم سے اسکو بیان کروں گا اسکو قریب چھ مہینے کے گزر گئے بعد اسکے ہر مولانا حسام الدین اور بھی احباب یکدن حاضر خدمت فیض دست تھے اور اسوقت محمد کتاب صاحب سلطان علاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی کہ مرید حضرت خواجہ کا ہوا تھا آیا اور زمین بوسی کر کے بیٹھا ہوا تھا حضرت نے اُس سے پوچھا کہاں تھے اُس نے عرض کی باگاہِ سلطانی سے حاضر ہوا ہوں آج جناب بادشاہ نے پچاس ہزار تنکہ کم و بیش بندگان خدا کو بطریق انعام بانٹے ہیں حضرت خواجہ نے یہ سنکر مولانا حسام الدین کی طرف مٹوٹھ کیا اور فرمایا کہ مولانا سلطان بہتر ہے یا ایفائے وعدہ جو تم سے کیا ہے سب احباب نے سر جھکا کر عرض کی کہ وفائے وعدہ بعد اسکے جناب خواجہ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ساکوں کی مشغولی بنی چھ چیزوں پر ہے اول خلوت وہ بھی ایسے کہ باہر نہ نکلے مگر بواسطے تکان و تنگ لی و قبض فیضان اور ضروریات طہارت وغیرہ کو دوسرے وضو ہمیشہ کا کہ اگر غلبہ خواب سے سُو گیا تو اٹھ کر فی الفور وضو کر لیا کرے کہ دوام طہارت میں خلل نہ واقع ہو۔

تیسری صوم و دام چوتھے سکوت دائمی یعنی غیر ذکر و قرات سے خاموش رہی یا نحوں دوم ربط دل کا شیخ کیساتھ جو عبارت ہی تعلق سے مرید کے دلی شیخ کی طرف چٹے مسانوا خواجہ نے

غیر حق کا والحمد للہ رب العالمین

مجلس ہجرت - سعادت قدم بوس حاصل ہوئی۔ میں نے عرض کی کہ اس شہر میں سہرا دل کسی چیز سے متعلق نہیں۔ مگر جو کچھ تعلق ہے وہ روضہ متبرکہ کہ حضرت شیخ طاب ثراہ سے ہے یا اس مغل فیض مشاغل جناب سعادت مآب سے کہ براہِ نوازش آپ کبھی مجھ کو قلندر خطاب فرماتے ہیں کبھی صوفی حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا کہ صوفی جب تک سلوک نہ کرے تو قطع منازل نہیں حد مقصود کو نہیں پہنچتا جیسے کوئی اگر ایک جگہ بیٹھا رہے راہ نہ چلے اور چلے منزل

پہنچوں تو کب پہنچا اور فرمایا والذین جاهدوا فینا لنھدینا حرسنا لجاہدوا بشرطہ لنھدیم اسکی جوابہ
شرط کی تحقیق کیا کیسے وجود میں آئے بعد اسکے فائدہ مجاہد کی کا بیان کیا کہ حاصل مجاہدہ کیا ہو جانسا
جا رہے کہ فائدہ مجاہدہ کا صرف القلب من الغفلت لغیر اللہ لی الاستغراق فی طاعت اللہ ہے یعنی پھر
دل کا غیر خدا سے طرف استغراق کے طاعت خدا میں سمجھ دے فرمایا یہ سر کلمہ لا الہ الا اللہ کا ہے صرف
قلب غیر اللہ سے حاصل نفعی کا ہے اور استغراق فی طاعت اللہ حاصل اثبات میں نے عرض کی کہ
تبصدق خواجہ کے یہ بندہ مشغولی رکھتا ہو لیکن دووم صوم ممکن نہیں کہ ہواہلی کے موسم گرمیاں میں صوم
ہے گویا آگ بستی ہے و سبیم تنگی زیادتی کتنی ہے فرمایا اسے درویش اگر روزہ نہیں کھ سکتا تو تغلیل عام
کریں نے یہ نصیحت قبول کی پھر نوچا کبھی مشغول رہتے ہو گھر میں یا اور کہیں میں نے عرض کی کہ میں
اگرچہ کاروبار و شور و غل میں مصروف ہوں مگر مجھ کو مشغول سے مانع نہیں ہوتی اگر کبھی دل تنگ ہو جاتا ہو
تو کسی باغ یا جنگل میں چلا جاتا ہوں اور کسی درخت کے نیچے جہاں کوئی مجھ کو اور میں کسی کو نہ دیکھوں اور مقام
صاف و پاکیزہ ہو تو وہاں کچھ دیر مشغول ہوتا ہوں اور اگر وہاں پہنچ کر کوئی غلش پیدا ہوتی ہے تو اور دور
نکل جاتا ہوں فرمایا دوات و قلم اور کاغذ تو تیار رکھتا ہے اور شعر و غزل میں مشغول ہوتے ہو سو میں اس
مشغولی کو نہیں کہتا مشغولی خاص اللہ تعالیٰ کیساتھ چاہتے ہیں نے عرض کی یہ سچ ہے جناب نے از روئے
کشف یہ فرمایا ہے اکثر دوات قلم کاغذ ساتھ رکھتا ہوں اگر کچھ نظم یا دآوے تو لکھ لوں لیکن جب خاطر جمع
کرتا ہوں تو مشغولی میں کوئی غل انداز نہیں ہوتا مشغولی صرف ہوتی ہے فرمایا اگر دل سب غلظت
سے پھیر کر مشغول ہوتے ہو تو یہ بہت اچھی بات ہے کہ کوئی اور حجاب شعر کہنے سے زیادہ نہیں ہیں
عرض کی میں ایسا شاعر نہیں بلکہ پہلے بالکل شعر کہنا ترک کر دیتا تھا۔ جناب خواجہ نے فرمایا کہ بالکل شعر گوئی
نہ چھوڑو گاہ گاہ کہہ لیا کرو۔

مجلس نور، سعادۃ قدمہوس حاصل ہونی آسدن دوسرے روزہ جب المرجب
کا تھا۔ مجھ سے پوچھا روزہ کا کیا حال ہے کہہ سکو گے یا نہیں میں نے عرض کی کل پہلی تیغ ماہ جب
کی دن جمعہ کا تھا نیت روزہ کی کر لی جب نماز جمعہ سے ٹوٹا تو بے حال گہرا مبتدیانہ چہرہ لگایا

پیس و خشکی بڑھتی گئی انظار کے وقت پانی بہت پیا تو رکنا غلبہ ہوا عشاء نہ پڑہ سکا تبہ کو جب اٹھا تو بھول گیا جانا نماز پڑہ لی ہے نماز فجر کی وقت گھر والوں سے پوچھا کہ آج عشا پڑہ لی تھی یا نہیں وہ بولے تم بے حال ہو گئے تھے نہ معلوم پڑھی یا نہیں بعد غور معلوم ہوا کہ نہیں پڑھی ہے فرض عشا قضا ہوئی اور روزہ نفل خدا جانے قبول ہوا یا نہیں یہ سنکر جناب خواجہ نے افسوس کیا اور فرمایا کہ پڑھو کہ سبزی کے روزہ رکھ سکتے ہیں تم کیوں نہیں رکھ سکتے میں نے عرض کی کہ میں نے تعلیل طعام کی ہے فرمایا تعلیل طعام میں غرض عمل ہے پھر پوچھا خواب کیا دیکھا ہے میں نے شب کو خواب دیکھا تھا اور بالکل بھول گیا تھا اپنے براہ کشتہ فرمایا اس سے یاد آگیا کہ میں نے جناب خواجہ کو دیکھا ہے اور اسی حال میں عرض کرتا ہوں کہ میں مفلوظ بن گیا کی لگتا ہوں بعد بیداری خیال ہوا کہ ان دنوں لکھنا چھوڑ دیا ہے اور خدمت عالی میں عرض لکھنی کی کری ہے بعد اتمام اس کلام کے پوچھا کہ تقدیر لکھا ہے عرض کی قریب سات جزو کے مرتب ہو گئے ہیں فرمایا خاص میری مفلوظ عرض کی ہاں جناب کی فرمایا میں جانتا تھا ابھی نہیں لکھنا شروع کیا عرض کی جب پھر جلد اول تمام ہو جاوے گی تو سننا نیکو حاضر ہو لگا فرمایا جتھہ لکھی ہے آؤ عرض جو واقعہ خواب میں ہوا تھا بعینہ سیدری مکتوبہ لکھو اللہ رب العالمین ۛ

مجلس ہفتم سعادت قدم ہوس تیسر ہوئی میں نے قبل شروع تحریر مفلوظات کی زبان سبک حضرت خواجہ سے ایک لکھایت سنی تھی دلیس سوچا کہ عرض کروں تا وہی حکایت پہر ارشاد فرماویں جناب خواجہ کسی غریز کا خط ملاحظہ فرما رہے تھے دیکھ کر اسکو جواب دیا پھر ایک کتاب جو روبرو رکھی ہوئی تھی اٹھا کر ماتھے میں لی اور کہو کہ ملاحظہ فرما کر بند کی اور رکھ دی اور میرے طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا کتاب ہے میں نے عرض کی کہ جناب نے پہلے ایک بار حکایت حضرت مخدوم آدم کی فرمائی تھی وہ بھول گیا ہوں تمنا اس کے پھر سننے کی ہے جناب خواجہ نے بتھناتے مرحمت فرمایا کہ محمد و نام حکیم ثنائی کے والد ماجد کا ہے اور نام نام انکے دادا کا ہے اسوقت میں ایک مجذوب تھا ستینہ نام یہ محمد دم اسکے پاس جایا کرتا۔ اور خدمت انکی کیا لڑا ایک دن وہ مجذوب خوش تھا۔ محمد و د سے بولا تیرے یہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ شہر اسکا سب مسلمانوں میں ہو چکا اور وہ صاحب ولایت اور کشف و کرامت والا ہوگا یہ کہہ کر بعد چند روز کے وہ دیکھ گیا

اور محمد و دے گھر مکیم سنائی پیدا ہوئے۔ جب بڑے ہوئے تو وہ کوئی علامت انہیں نہ تھی اور کچھ نشان صلاحیت ظاہر نہ تھا ایک دن محمد و آدم نے سنائی کو رو بہ رو بلایا اور کہا ایک دیوانہ یہاں تھا سنیہ نام بڑا بزرگ صاحب و کرامات اُس نے تیرے حق میں کچھ کہا تھا اور اس کی بات خلاف نہیں ہوتی مگر میں تجھ میں کوئی علامت اس کی نہیں پاتا پہل میں تجھ کو اس کی قبر پر چلوں سنائی کو اس کی قبر پر لیا کر سانس نہ کھڑا کیا اور کہا اسے خواجہ اپنے اس لڑکے کے حق جو کچھ فرمایا تھا اپکا ارشاد خلاف نہیں مگر اس لڑکے میں اُبات کی کوئی علامت ہم نہیں پاتے یہ کہہ کر وہ اس لوٹ آئے اور سنائی سے کہا چالیس دن بلا نماز اس قبر پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھ جائے اگر سنائی نے یہ بات قبول کی اور ہر روز محمد و آدم بعد نماز صبح سنائی کو انہی قبر پر بھیجا کرتے اسی طرح آتالیس دن گزرے چالیسویں دن سنائی قبر کی طرف جاتے تھے شیخ عثمان خیر آبادی راہ میں ملے اور وہ اُن دونوں کو دکھاتے سنائی اور انہیں ملہم محبت ہوئی پوچھا کہاں جاتے ہو سنائی نے کہا مجذوب کی زیارت کو جاتا ہوں شیخ عثمان نے کہا میں بھی جاتا ہوں انھوں نے کہا چلو غرض کہ یہ دونوں ملکر زیارت کو گئے اور زیارت کر کے لوٹے راہ میں ایک دوکان پر ایک درویش بیٹھا تھا قبل از مرض مُبَلَّغ کا کہتے ہیں اُس فقیر نے یہ مرض اللہ تعالیٰ سے عا کر کے چاہا تھا کہ کوئی اُس کے پاس نہ آوے جب اُس نے سنائی اور شیخ عثمان کو دیکھا تو پکارا اسے لڑکوں جلد یہاں آؤ۔ یہ دونوں اُس کے پس گئے اور بآدب کھڑے ہوئے اُس نے کہا جلدی جا کر میرے واسطے کاک و شور باخیز لاؤ۔ یہ جلدی بازار میں آئے ایک نے اپنے دستار گروی رکھ کر شور بایا دوسرے نے تہہ رکھ کر کاک خریدے اور تہہ بچشم تمام اُس فقیر کے درجے لائے درویش نے کاک لیکر شوہے میں ڈال دئے اور انگلیوں سے خوب مسلا کہ خون اور پیپ اُسکی انگلیوں کا شوہے میں خوب بگیا پھر اُن دونوں سے کہا بیٹھو کہاؤ۔ انھوں نے ہلا کر اُحتیت وہ ٹرید کھایا اور پیالہ چائے درویش نے کہا آدمی جب تک خون نہیں کھاتا مرد نہیں ہوتا اب تم نے خون کھالیا۔ جاؤ مرد چوگے خواجہ سنائی پر عالم نظم کُل گیا کہ وہ اُسیں شہرہ آفاق ہوئے۔ اور صاحب سخن اور صاحب ولایت دونوں ہوئے اور شیخ عثمان خیر آبادی کو ولایت ہوئی کہ راہ تصوف اُن پر روشن ہوئی بعد اتمام اس حکایت کے خواجه نے تہہ سر کی فرمایا درویشی عالم ہے نیازی ہے بندہ کو اس بات سے دلیں ایک شورش پیدا ہوئی سوچا کہ اس راہ میں کسی کی قرابت اور محبت پلا عطا و نچا ہے۔ اور اپنے ذکر و فکر پر ناز نہ کرے کہ پروردگار ہے

نیا نہ ہے اگر تمام عالم کا طمع ہو تو ذرہ برابر اُس کے ملک میں زیادہ نہ ہوگا۔ اور اگر سب نافرمان ہو جاویں تو کچھ نقصان نہ آوے گا کہ مالک بے نیاز سے الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس سبب و حکم۔ دولت استغناء حاصل ہوئی بہت لوگ آئے ہوئے تھے۔ بعض فقیر بعض عالم بعض سائل انہیں ایک لنگڑا تھا ایک نابینا جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بقضائے مکارم اخلاق کے سائل نابینا کا حال پوچھا اور بہت پرسش اور دلجوئی اُسکی کی اور جو مانگا اُسکو دیا۔ پھر لنگرے پر حُرمت فرمائی۔ جب یہ سب لوٹ گئے تو یہ حکایت فرمائی کہ جن روزوں شیخ الاسلام حضرت رکن الحق والید سہروردی ملتان سے یہاں پہلی تشریف لائے تو جماعت قلندروں اور جو القیوں کے فقرائے کو آئی قلندروں نے کہا شیخ ہم کو شربت پلاؤں۔ شیخ نے اُنکو کچھ دلوایا پھر جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو سردار اور سرگروہ اس جماعت کا ہو اُسے تین کام چاہئیں ایک کچھ مال ہو کہ لکریہ لوگ کچھ طلب کریں تو دے سکے قلندروں نے اُسوقت شربت مانگا اگر کچھ نہ ہوگا تو کہاں سے دیگا۔ وہ لوگ بڑا کتے جاوینگے اور بہ سبب نامتی بدگوئی کے مذاب قیامت میں گرفتار ہونگے دوسرے علم چاہتے کہ عالم ہو کہ اگر اصل علم ملنے آویں تو اُن سے اُنکے موافق ملے تیسرے صاحب حال و کثرت و کرامات ہو کہ درویشوں سے موافق لکھے حال اور تبرکے صحبت رکھے مگر میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مال کی کچھ حاجت نہیں فقط علم و مال کافی ہے پھر سب اُن فوائد کے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار جناب شیخ نجیب الدین متوکلؒ المہاجر عید سے لوٹ کر گھر کو آتے تھے اور تمام مخلوق اُنکے ہاتھ پانوں تبرکات چومتی تھے ایک ہم جو خلق اللہ تھا۔ انہیں چید درویش مسافر آئے اور انہوں نے پہلے سے حضرت شیخ نجیب الدین کو نہ دیکھا تھا۔ لوگوں سے پوچھا یہ کون شیخ ہے کہ اسقدر خلق نے اُس پرجوم کر رکھا ہے لوگوں نے کہا یہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ ہیں نفیروں نے باہم کہا یہ کوئی بڑا شیخ معلوم ہوتا ہے۔ چلو آج اسکے دربار میں چلو۔ کہاں گئیں جب حضرت شیخ گھر آئے اور لوگ نصرت ہوئے تو وہ مسافر فقیر کے پاس آئے اور کہا اے شیخ ہم اس شہر میں مسافر آئے ہیں تم کو بزرگ دیکھا دلیس سوچا کہ یہ بڑا شیخ ہے آج اسکے خان سے کھانا کھاویں شیخ نے اُنکو مہر جاکھا اور بٹھایا مگر حضرت شیخ کا گھر بہت تنگ تھا۔ فقط ایک مچھر و مہہ والا خانہ۔

۱۰ پوٹس کے تھائیخ اوپر رہتے اور گھر والے نیچے شیخ بیوی کے پاس آئے اور کہا چند فخرائے مسافر آئے ہوتے ہیں کچھ ہو تو نکالو۔ بیوی نے فرمایا مالک خانہ تم ہو دیکھو اگر کچھ رکھا ہو نکال لاؤ شیخ نے کہا اپنی چادر سر سے اتار دو کہ بازاریں بیچاں و مشور با خرید لاویں۔ اُس پارسل نے فخر کے لئے اوڑھنی اتار لی شیخ نے اُنہیں چند پیونیک دیکھے فرمایا اسے کون خریدیگا۔ پھر اپنا مصلادیکھا وہ بھی پیوندی تھائیخ باہر لے آئے عادت فخر ہے کہ اگر درویش صاحب خانہ کے پاس کچھ موجود نہ ہو تو کوڑہ آب ہاتھ میں لیکر پانیان ملے کہرا ہو شیخ نے بھی ویسا ہی کیا۔ ٹو پانی کا بہر ہاتھ میں لیا اور کنارہ مجلس میں کہڑے ہوئے۔ وہ فخر تھا۔ دل تھے سچے اور تبر کا کوڑہ آب ہاتھ میں لیکر تھوڑا تھوڑا پانی لیا اور رخصت ہوئے اور شیخ بالا خانہ پر جا کر مشغول بیٹھے۔ دلیں کہا ایسا عید کا دن جاوے اور میرے اطفال کے سونھ میں کچھ طعام نہ جاوے اور مسافروں اور نامراد جاویں۔ شیخ اسی فکر میں تھے کہ ایک شخص یہ شعر پڑھتا ہوا اوپر آیا۔

شعر

با دل گفتم ولا فخر را بنی	دل گفت مرا اگر نائی بنم
---------------------------	-------------------------

شیخ سمجھ گئے کہ خواجہ مخبر رحمۃ اللہ علیہ بن تسلیم کو اوٹھے خضر پلاس بیٹھے اور کہا دل سے کیا لڑائی کر رہے تھے کہ ایسی عید جاوے اور میری اجل و عیال بھوکے رہیں جا میرے واسطے کچھ کھانا لائیخ نے کہا خواجہ پر روشن ہے کہ میری لڑائی دلسے یہی تھی کہ گھر میں کچھ موجود نہیں حضرت خضر نے فرمایا دل مطمئن رکھ گھر میں جاو کچھ ہو لے آئیخ اوپر سے نیچے اتارے اور گھر میں گئے۔ خان پطعام رکھا ہوا دیکھا۔ بیوی سے پوچھا یہ کھانا کون لایا ہے بیوی نے کہا ایک مرد آیا تھا میں ٹھپ گئی وہ کھانا رکھ کر چلا گیا۔ شیخ کچھ کھانا اُنہیں سے دامن میں لیکر اوپر آئے دیکھا حضرت خضر نہیں ہیں اُنھوں نے دلیں کہا۔ یہ سعادۃ مجھ کو ملی ہے بے نوائی اور بے سروسامانی کی برکت سے ہے۔ بعد بیان اس قصہ کے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جیسے اہل دنیا کو خوشی و طمینان مل سنال اور دیہات و زراعت سے ہوتا ہے اور جتنے ہیں کہ ہم کو دیہات و زراعت سے بٹا رہیگا یا تجارت کرتا ہوں مال موجود ہے اس طرح فقیر کو چاہئے کہ جتنے میرا حفظ و مددگار نہایت پاک پروردگار غراسمہ کی ہے جو کچھ چاہے اُس سے چلے نقد ہو یا کوئی جنس ہو

پر فرمایا حدیث میں آیا ہے فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کل من کدینیاک وعرق چیناک ولا تاکل من دینک اپنے ہاتھ کی محنت سے کھاؤ اور جو کوئی کچھ کام میں محنت کرتا ہے پسینہ محنت سے اُسکی پیشانی پر آجاتا ہے اور فرمایا مت کھا اپنے دین سے یعنی اپنی عبادت مت بیچ کہ ریاکاری سے لوگوں کو متفقہ کر کے کچھ مال دنیا فانی کا جمع کرے بعد اُسکے ارشاد فرمایا کہ یہ معنی علماء کے ہیں اہل تشیع یوں منے کہتے ہیں کہ کل من کدینیاک یعنی بیچ کر کوئی حاجت پیش آئے تو ہاتھ اللہ تعالیٰ کے لگے پیلا اور اپنی حاجت اُسی سے طلب کر اور الحاج وزاری سے دعا مانگ ہمیں میں نے عرض کی کہ اس صورت پر عرق چینک کیسے درست آویگا فرمایا جب ہاتھ درگاہِ خدا میں بلند کر کے الحاج وزاری سوال میں کرے گا تو غالباً کہ پسینہ پیشانی پر آجاویگا اس واسطے کہ دل اُس وقت گرم ہوگا اور حرارت غالب ہو کر پیشانی پسجی اور لا تا کل من دینک یہ ہے کہ درویش گڈی پہنے اور کلاہ دراز سر پر رکھو اور ملوک و اُمراء کے گھر جاوے اور یہ ظاہر کرے کہ میں مرد درویش ہوں کچھ مجھ کو دیا کسی غنی مالدار کی مسجد میں بت نماز و وظیفہ پڑھئے تا صاحب مسجد بجائے کہ ایسا ایک درویش مشغول آیا ہے یا لوگوں کے گھر جا کر بیچ آیت پڑھا کرے تو ان سب صورتوں سے منع فرمایا کہ یہ گویا اپنا دین کھانا ہے۔

والحمد لله رب العالمین

مجلس بست و دوم - سعادت پانہوس حاصل ہوئی گفتگو تبدیل اوصاف و صمیمہ میں ساتہ صفات حمیدہ کی تھی۔ فرمایا شیخ ابو علی محمدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حضرت ابو القاسم گرگانی سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے سالک کو چاہئے اس قدر مجاہدہ کرے کہ نہ ناوین اوصاف جو نوڈ نام حق تعالیٰ میں ہیں وہ سب اوصاف اُس سالک کے ہو جاوین اور وہ باوجود اُسکے ہنوز سالک غیر ماہل ہو اُس سے مزلو شیخ ابو القاسم کی یہ ہے کہ جو اسم با صفت کہ مناسب صفت بشری اور ملوف سال انسانی کی ہی حاصل کرے چنانچہ منے اسم رحیم سے رحمت اور علی ذلالت قیاس باقی اوصاف کو اسپر ایک عالم نے سوال کیا کہ صفت کبریائی میں کس طرح ہوگا۔ حضرت خواجہ نے صفت کبریائی کے منے میں یہ قصہ فرمایا کہ ایک بار بنیاد میں پانی بکثرت برسا دجلہ نے طغیانی کی شہر میں پانی اگیا

اکثر گھر بڑے بھاد کے لوگ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سروردی کے پاس آتے اور اس حال سے مطلع کیا شیخ نے خادم سے کہا درہ لا وہ بھرے سے لے آیا اپنے اُس خادم سے کہا یہ درہ لیجا اور دجلہ میں جہاں گھاٹ سے بڑھ آیا سے مارا اور کہہ دے یہ درہ شیخ شہاب الدین عمر سروردی کا ہے اگر نہ آ۔ لوٹ جا خادم نے جا کر اسی درہ مارا۔ اور پیغام کہدیا ہر درہ پر دیا مٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ اپنی جگہ سابق پر پہنچا بعدہ خادم لوٹ آیا جب یہ ماجرا شیخ ابو الغیث یمنی نے سنا تو انھوں نے شیخ الشیخ کو بوالہ اس قصہ کے خط لکھا کہ مردان خدا اسرا آگئی ظاہر نہیں کرتے ہیں شیخ نے خط پڑھ کر کہہ دیا اور فرمایا علوم اس سر کو کیا ہمیں بعد اسکے حضرت خواجہ نے فرمایا یہ صفت کبریائی ہے شیخ الشیوخ نے ابو الغیث کو نہ دیکھا اسی مقام بالا تر پر نظر کی اور یہ بات کہی کہ عامی اس فرم کو کیا جائے بعدہ فرمایا کہ کبر و متکبر بعض مقام میں آیا ہے اور یہ حدیث نقل کی کہ تمامہ مع المتابہ یعنی ارشاد نبوی ہے کہ متکبر سے تکبر کرو اور اسی باب میں یہ دوسری حدیث پڑھی التکبر مع التکبر صدقۃ یعنی متکبروں سے تکبر کرنا صدقہ کی فضیلت کے برابر ہے پر فرمایا کہ مغرور نذل یہ دونوں صفت پروردگار کی ہیں مگر حق نبی کا مغرور نذل میں یہ ہے کہ اپنے آپ کو ملوک و امراء کے در پر خوار و ذلیل نہائے کہ دل کے صدر مجلس میں بیٹھنے کو تو صنف السنال میں بیٹھے پھر فرمایا کتاب میں ہے کہ جو شخص کسی صفت پر مرتبہ قیامت کو اسی صفت اور اسکی مناسب صورت پر اوٹھیں گے مثلاً اگر کسی کو شہوت بہت ہے اور اسی صفت پر پڑا تو اسکو صورت خنزیر میں خشک کر بیٹھے اور اگر صفت غضب پر ہوگا تو صورت پلنگ پر اوٹھیں گے بعد اسکے آپ نے ایک آہ کی اور کچھ دیر چپ ہے پر فرمایا مشکل کام ہے کہ خلق حال پر نظر رکھتی ہے اور انجام کو نہیں دیکھتی اور یہ آیت شریفہ پڑھی افسن شرح اللہ صدقہ لا لاسلام فهو علی نود من رتبہ پر بیان شرح صدقہ کیا کہ عود آنحضرت سے سوال کیا کہ ما علمتہ شرح الصدقہ یا رسول اللہ قال علیہ السلام المتجافی عن دار الغرور والاناہۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل وصولہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے سوال کیا کہ علامت شرح صدر کی کیا ہے آپ نے فرمایا نشان کشادگی دل کا یہ ہے کہ دور رکھے اپنے آپ کو سرائے غرور سے اور رجوع کرے طرفہ الخلود کے

اور مرنے کو تیار ہیں موت کے آنے سے پہلے، والحمد لله رب العالمین ؕ

مجلس بہت وسوم

سعادت قدم بوس حاصل ہوئی حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالویر نے حکایت شیخ جلال الدین تبریزی کی شروع کی تھی بندہ پہنچا فرمایا ان شیخ جلال الدین تبریزی کا یہ قاعدہ تھا کہ نماز اشراق پڑھ کر سو جاتے تھے اور اسکی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ حدیث شریف میں آنحضرت سے مروی ہے کہ فرمایا جو بعد اشراق سوئے گا اسکو فقر و محتاجی آویگی روپیہ پیسہ کسے ہاتھ میں نہ رہے گا شیخ جلال الدین تبریزی اسی سنت سے سویا کرتے تھے کہ دنیا کچھ انکے پاس نہ رہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ شیخ نماز غشا پڑھ کر مراقبہ کیا کرتے تھے رات نہ سوتے سو جرات بھر جگے گا البتہ اشراق کو اس پر نیند غالب ہوگی پھر فرمایا درویشوں میں دو طرح سے دشنام دیتے ہیں کہتے ہیں فلا نامقلد ہے یا فلا نہ عرب ہے مقلد اُسے کہتے ہیں جو بے عمل و ریاضت صورت و رویشوں کی بنائے اور مخلوق سے سوال کرے اور عرب وہ ہے کہ سوال تو نہ کرے مگر زکوٰۃ و کلاہ مکلف فقیرانہ پن کر اُمرا و سلاطین کے یہاں آد و رفت رکے اور بے مانگے منہ منہ کے یہ اٹھا کر سکے میں درویش ہوں کچھ مجھے دیں تو ایسے کو عرب کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ دین فتنی ہے بمصدق اس حدیث شریف کے کہ فرمایا ہ کل من کد ینسک و عرق ینک ولا تاکل من دینک پھر فرمایا ایک کہ بین عوام کا سے اور ایک خواص کا عوام کا کہ میں تو یہ ہے کہ وقت حاجت بازار میں جا کر محنت فروری کرے اور کہ میں خواص کا یہ ہے کہ جب کچھ حاجت پڑے تو دروازہ گھر کا بند کر کے ایک گوشہ میں قبلہ رو بیٹھ کر خداوند کریم کے آگے دست و مال بند کرے اور حاجت چاہے اگرچہ زوال مرض کا طالب ہو بعد اسکے یہ حکایت فرمائی کہ ابوسعید تین شخصوں کا نام ہے ایک ابوسعید البخیری دوسرے شیخ ابوسعید تبریزی مرشد شیخ جلال الدین تبریزی کے تیسرے شیخ ابوسعید اقطع ابوالخیر شیخ موضع میمنہ میں تھے اور ابوسعید تبریزی موضع تبریزی میں اور ابوسعید اقطع بغداد میں تھے اور انکو اقطع اس واسطے کہتے ہیں کہ انکا ہاتھ تمت طراری میں کاٹا گیا تھا حکایت قصہ انکے ہاتھ کٹنے کا یوں ہے کہ اول طلیس جب یہ ابوسعید اقطع مشہور نہ تھے تو ایک بار ان کے گھر میں متواتر چند فاقہ ہوئے ان کی بیوی نے

لطف سے یوں کہا کہ میں یہ زہد و تقویٰ تیرا برابر دانگ کے نہیں جانتی بازار جا کر کچھ لاکھ قوت اہل و عیال کا ہو یہ بازار گئے اور کسی سے کچھ مل کر کے یا اسی وقت کسی نے ایک شخص کی جیب کاٹی تھی اُس نے انکو پکڑا کہ تو نے میری جیب کاٹی ہے آخر شیخ کو اس جھگڑے میں حاکم کے پاس لے گئے حاکم نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا بلا دنے ہاتھ کاٹ دیا۔ انھوں نے پیادگان سے کہہ کر اسے حاکم جاری ہو چکا اب ہاتھ کاٹتے تھے۔ سے کس کام آویگا اگر منجھو دید و تو تمھاری عنایت ہے غرض وہ ہاتھ لیکر گئے اور اپنے روبرو رکھ کر رونام شروع کیا اپنے نفس کو ملاست کی کہ جو خزانہ الہی چھوڑ کر غیر کے لگے ہاتھ پسیلا تاہر اسکی یہی سزا ہوتی ہے تو نے خزانہ آشنا چھوڑ کر خزانہ بیگانہ کو ہاتھ بڑھایا اور اپنی حاجت خدائے تعالیٰ سے طلب نہ کر کے اسکی غیر خواہش کی لہذا اس تمت میں ہاتھ کاٹا پھر دل سے کہا اے دل تو نے دیکھا کہ ہاتھ پر کیا گذرا اگر تو بھی خزانہ خدا کو چھوڑ کر خزانہ غیر سے اُمید رکھتا تو تیری بھی یہی سزا ہوگی بعد اُس کے پھر شیخ نے کسی سے سوال کیا بعد اُس کے جناب نواب نے فرمایا سو فیہ نے کہا ہے الصوفی غنی من اللہ تعالیٰ یعنی صوفی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے غنی ہوا سوائے کہ اُسکو دنیا کی طرف کچھ حاجت نہیں ہوتی کہ خدائے تعالیٰ سے طلب کرے پس وہ غنی ہوا پھر فرمایا سوال کے تین مرتبے ہیں اول یہ کہ جو حاجت ہو خدائے طلب کو دوسرے یہ کہ اپنی سب حاجتیں خدائے تفویض کو اور کسی چیز کی طلب و عدم طلب سے کام نہ رکھے تیسرا مقام اعلیٰ ان دونوں ہے کہ خدائے تعالیٰ سے اُس کے قُرب کی بھی دُعا نہ ملے مصروفِ عبادت رہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی کہ بہ اذا شغل عبد طامع عن الدعا اعطيت افضل ما اعطى السائلین یعنی جب بندہ میرا عبادت میں مشغول ہو تو میں دعا سے کہ دعا چھوڑ کر عبادت میں ڈوبا رہتا ہے تو دیتا ہوں میں اُسکو بہتر اور زائد اُسے جو دیتا ہوں سائلوں کو فرمایا شغل غنہ سے سو نہ پیرائے اسیں ایک تحریر نے سوال کیا کہ مقام رضا برتر ہے یا مقام تفویض کا فرمایا تفویض میں اختیار اور قبول بندگی کا ہے کہ افوض امری الی اللہ مگر رضا میں مشلخ کا اختلاف ہے حضرت عارف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں الرضا سکون القلب تحت حجاب الحکم اور فرمایا حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے الرضا

سرور القلب محمود القضا حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے رضا سے سوال کیا انہوں نے فرمایا رضا یہ ہے کہ جیسے کوئی نعمت سے خوش ہوتا ہے یہ مصیبت سے خوش ہو یعنی شادی مصیبت دونوں کے پہنچنے سے برابر راضی رہے بعدہ فرمایا اول مرتبہ بقرہ ہے من بعد صبر کا پھر تفویض کسب کے بعد مرتبہ رضا کا اور رضا سب مقامات سے بلند تر ہے پھر انکی شرح فرمائی کہ تقریب ہے کہ اگر شائد و محن روزگار کی کسب کو لاتی ہوں اور اسکا نفس کہے کہ یہ اسکا اور بگچہ چل تا یہ شائد تجھ سے دفع ہو تو اپنے اس خطرہ نفس کو دفع کرے لیکن اگر یہ خطرہ اور دفع اسکی عادت ہو گیا ہو تو صبر کہیں گے بعد اس کے تیسرے مرتبہ تفویض کا ہے یعنی اپنے کام سب خدا کے سپرد و تفویض کرے اگر شائد یہ ہوں یا نعمت خواہ و زخیں جاوے خواہ بہشت میں اور یہ مصدعہ پڑے یا عبادت و قبول تو مکارے نیست و چھ مقام رضا کا ہے کہ مرتبہ صحابہ کرام کا تھا ایسا سطلے کے قین میں رضی اللہ عنہم و رضوانہ واقع ہے یہ وہ مقام ہے کہ اس میں طوق شائد اور وصول نعمت یکساں ہے بعد اسکے یہ آیتہ پڑھی لکھ لانا سوا حل ما فاتک ولا تفوتک ہما اتکرم فرمایا کشف میں لکھا ہے کہ وقت وصول رنج و منت کے ممکن نہیں کہ خزن و فحش ہو یا وقت وصول نعمت کے فرحت نہ ہو پس یہ نبی و ممانعت کیسے درست ہوگی فرمایا جواب اسکا یہ ہے کہ وقت وصول منت کے مخصوصہ حامل ہوتی ہے وہ بمنزلہ خطرہ کے ہے اسے مانع نہ ہوگا مگر اسکے تقسیم کرنے کا تو مانع ہے مثلاً کیسے دلیں مصیبت کا خیال گذرا اور اس نے قوت نور ایمان سے اسکو دفع کیا تو یہ خود مض ایمان ہے اسی باب میں ارشاد ہے کہ ذلک محض الایمان نہ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ جو خطرات دلیں آتے ہیں اگر میں جہلکہ کوئلہ ہو جاؤں تو بہتر ہے انکے ظاہر کرنے سے آنحضرت نے پوچھا کیا تم انکو دفع کرتی ہو عرض کی اں دفع کرتی ہوں فرمایا یہ ایمان بالغافل ہے پھر دوسری مثال بیان فرمائی کہ فقر بدر سے آنحضرت کو فرحت ہوتی اور شکست احد سے مخزون ہوئے تھے اور سب صحابہ منموم تھے مگر یہ حالتیں بطور خطرہ کے تھیں کہ توت ایمانی منفع ہوئیں تو محل اعتبار سے خارج ہیں لیکن اگر یہ خطرہ مصمم اور راسخ ہو جائے اور مخزون بغفل ہو تو اس پر مواخذہ ہے اور اسی پر قیاس مرتبہ اہل استغراق کا ہے کہ وہ اپنے حالت

استغراق میں مشاہدہ حضوری کا کرتے ہیں اور باقی حالتوں سے انکو غفلت ہوتی ہے مگر جو اہل دعوت ہیں وہ اُس استغراق و مشغولی حق میں دعوتِ خلق بھی کرتے ہیں۔ مشغولی دعوت سے اور دعوتِ مشغولی سے مانع نہیں ہوتی اور یہ مرتبہ انبیائے کرام کا ہے جب آدمی باوجود موانع اور دواعی کے تعلقاتِ بشری کو اپنے سے دور و جدا کرتا ہے تو اُس کو تجب اور مشقت حاصل ہوتی ہے کہ اگر تعجب اور محنت نہ ہو تو اجر نہ ہوگا۔ پھر حدیث شریف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمائی تھی بیان کی کہ اِنَّمَا جُوعٌ قَدْ رَعِبْتُ وَنَصِيكَ بِرَّكَ مَا لَكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ کو عبادتِ جلی و طبعی ہے انکو دواعی اور موانع نہیں ہیں انسان جو باوجود دواعی و موانع کے قطعِ علاقہ کرتا ہے اور عبادت اور امرِ آبی میں مشغول ہوتا ہے اس واسطے مرتبہ اسکا ملائکہ سے بالاتر ہوا پھر فرمایا حکما میں سے درمیانِ ارسطو اور افلاطون آہی کے خطرات میں اختلاف ہے ایک نے کہا سالک اسوقت مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے کہ خطرہ کا اُسپر گزرنہ ہوئے دوسرے نے کہا کہ خطرہ نہ ہو ناممکن نہیں اور دلیل اپنی یہ کلیہ سلسلہ بیان کرتی ہے کہ حسنات اکابر و ارمینیات للقرہین کہ مقرر بن کی حسنات ابرار کسبیات ہیں سو جب حسنہ اُسکے حق میں سیئہ ہوا تو خطرہ بطریقِ اولی ہوگا اور یہ حدیث شریف فرمائی کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّهُ لِيَغَانِ عَلَى قَلْبِي کہ التَّجَبُّابُ و پروردہ کیا جاتا ہے میرے دل پر اور بیانِ مثنیٰ خطرہ میں یہ حکایت فرمائی کہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر نہایت صاحبِ حُسن و جمال تھیں ناگاہ اُنکے یہاں ایک شخص پیر آن کر حمان ہوا کمانا کھاتے میں حمان نے پانی مانگا شیخ کی صاحبزادی نے کوزہ آب لا کر لایا تمام اُسکو پلا یا۔ اُسوقت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے دلیس یہ خطرہ گذرا کہ دیکھیں کونسا نیک نجات آوی ہوگا کہ اُس سے اس دختر کا نکاح ہو مجبور اس خطرہ کے وقوع کے شہر میں شہر ہو گیا کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر چاہتا ہے کہ اپنی دختر کو نکاح میں لے لے پس وہی خطرہ اُنپر موجب اس توازن کا ہوا الحمد للہ رب العالمین ۛ

مجلس بست و چہارم۔ ساداتِ قدم بوس اتمہ انی گفتگو محبتِ مال و جاہ میں واقع ہوئی فرمایا جب تک محبتِ غیر خدا کی دلیس ہے کچھ ہو اُس جانب سے نہیں آتی اُسپر یہ حدیث شریف فرمائی کہ اَخْرَاجُوهُ عَنِ رُوسِ الصِّدِّيقِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ اَخِيْرِي خَيْرٌ مِنْ صَدِيقِيْكَو کے سر سے دور ہوتی ہے ۛ

محبت جاہ و مال کی ہے کہ محبت جاہ اور شرف نفس بدر معاصی کا ہے صداقت کے ساتھ جمع نہیں ہوتے
پھر فرمایا جانا چاہئے کہ جاہ کیا چیز ہے جاہ مشتق وجاہت سے ہے یعنی جسکو قرب خدا حاصل ہو اگویا اسکو ہوتا
ہاں ہوتی پس جب قرب سبب وجاہت کا ہوا جب قرب آیا تو کیسے اس کے دلیں کو ی چیزوں سے خدا کو
رہے گی پھر یہ بیت پڑھی بیت نیک و بد خود گذشتیم جلد بدوست اگر بکشد و یا زندہ کند او داند
سہ دم تو مایہ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

پھر مناسب محبت الہی کے یہ فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو حضرت جبریل
علیہ السلام کو خطاب فرماتا ہے کہ میں نے فلا نے بندہ کو دوست اپنا لیا ہے تو بھی اُسے دوست رکھ
پس جبریل بھی اُسکو دوست رکھتے ہیں اور آسمان میں پکار کر دیتے ہیں کہ اے ملائکہ آسمان خدا فلا نے
بندہ کو دوست رکھتا ہے تم بھی اُسے دوست رکھو پس اصل آسمان ختم اُسے دوست رکھتے ہیں اور
اسی طرح ہر آسمان والے نیچے کے آسمان والوں کو پکار دیتے ہیں یہاں تک کہ قبولیت اُسکے دلوں
میں اہل زمین کے رکھی جاتی ہے پھر یہ دو حدیثیں بندہ سے لکھوائیں عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن
دینار عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ تبارک اذا احب عبداً یقول بجبرئیل ان احب فلانا فاحبه فحبہ جبرئیل فی السماء ان اللہ قد
احب فلانا فحبہ اهل السماء موضع القبول فالارض تعبدہ فرمایا مروی ہے کہ دوستی اُسکی دریا میں
ڈالی جاتی ہے جو اُسکا پانی پیتا ہے اُس بندہ کو دوست رکھتا ہے پھر فرمایا بت میٹھی چیز ہے محبت جاہ
و مال کی دوسری یہ حدیث شریف لکھوائی کہ ما ذی بان ضاء یان ارسلنا فی غنم باکبر فسادا فیہا من
حب للمال والجاہ فی قلب للمراء للسلیم والحمد للہ رب العالمین

مجلس ہست و پنجم شرف پابوس حاصل ہوا۔ ایک عالم نے اگر عرض کی کہ فلا نے سر و اڑنا
نے سلام عرض کیا ہے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اُسکا کیا حال ہے کہا اُسے کچھ زہر سرکاری
کا سطل بہ ہے لہذا اُسکو قید کیا ہے اور مار پیٹ کرتے ہیں فرمایا شغل دنیا یہی پہل دیتا ہے خاص کر
اس زمانہ میں کہ لگے وقتوں میں سب کام والے دنیا کے کار خدائے تعالیٰ میں زاید اُس سے

اُس سے متوجہ ہوتے تھے کہ دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں گویا لباس دنیا میں معاملہ بنید و شبلی کا رکتے تھے اور اس بات کو مکر فرمایا پھر مناسبات کے یہ حکایت فرمائی کہ سلطان عذر الدین جہانسنو منغل تعجب اُس نے غزنی پر قبضہ کی تو سپاہ اسکی بہت تھی یہاں جن افسران فوج کو میر نہارہ کہتے ہیں وہاں انکو میراں لک کہتے ہیں بعد فتح غزنی کے اپنے بھائی کو وہاں حاکم کر کے اپنے ولایت کو لوٹ آیا رعایا نے غزنی بوڈر سے متفرق ہو گئے تھے اور خوف سے جاگ گئے تھے بعد چلے جانے سلطان کے اپنے مکانوں اور دوکانوں پر آئے اور جماعت شہریوں کی بہت ہو گئی برادر سلطان کے پاس لشکر کم تھا کہ جان لیا تھا ملک زیر حکومت ہمارے ہو گیا بہت فوج رکھنے کی حاجت نہیں بے شہریوں نے دیکھا کہ سپاہ اسکی کم ہے غدر کر کے برادر سلطان کو مار ڈالا اور جب خبر غدر اور قتل بھائی کی سلطان نے سنی تو قسم کھائی کہ اب کے ایک آدمی غزنی کا زندہ نہ چھوڑوں گا غضبناک ہو کر معہ لشکر دوبارہ غزنی پر آیا۔ اور قتل عام کر کے شہر کو جلا دیا یہاں تک مردوں کو تر تہوں سے اٹھا کر جلا دیا۔ اسی واسطے اسکو علاء الدین جہانسنو کہتے ہیں پھر حکم دیا کہ گھوڑوں کو زراعت سنبھلادیں لشکریوں نے گھوڑوں کو خوب خود مسلمانوں کی زراعت سے کھلائی مگر ایک ترک لشکر کا اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے گاہ خشک چارہ تھا ایک منغل نے اسکو دیکھ کر کہا کہ خود کیوں نہیں کھاتا عجب ترک ہے اس واسطے ترکوں کو نادان کہتے ہیں ہم یہاں بشفقت یلغار کر کے آئے اپنے گھوڑوں کو تباہ کیا تو بھی ہمارے گھوڑوں کے ساتھ اپنے گھوڑے کو خود چرا کہ تر و تازہ ہو جاوے ترک یہ سن کر چپ ہو رہا دو بارہ اُس منغل نے پھر کہا کہ خود کیوں نہیں کھاتا سو کمی کھانس کیوں کھاتا ہے اس پر بھی وہ ترک نہ بولا تیسری بار اُس نے کہا کیا تو بنید آمد شبلی پیدا ہوا ہے جو خود مسلمانوں کے گھوڑے کو کھلا کر آسودہ نہیں کرتا۔ یلبت اُس ترک کو بری معلوم ہوئی کھانے کا فرتو مجھے بنید و شبلی کہتا ہے میں لایق نہیں ہوں کہ ان کا مرتبہ حاصل کروں مگر مردان خدا اگر اس حصار کو کہیں رواں ہو تو چلنے لگے ہنوز اُس سے یہ بات پڑی نہ کی تھی کہ فقط اسکی اشارت انگشت سے وہ حصار چلنے لگا ترک نے دیکھ کر کہا اے حصار میں نے بات کہی تھی مگر جاوے ٹھہر گیا۔ منغل یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور ترک کے قدم پر گر کر مسلمان ہوا۔

جب حضرت خواجہ نے یہ حکایت تمام کی ایک صوفی آیا پیر بجائی ہمارا اور بعد بیٹھنے کے شکایتِ زمانہ کی شروع کی حضرت خواجہ نے بسببِ اخلاق کے کہ آپ کی ذات شریف میں ازلی ہیں سب سنکر عمدہ جواب فرمایا اُس صوفی نے یہ نقل بیان کی کہ ایک بار ایک مریدِ مریدانِ جناب شیخ الاسلام فرید الحقی والشرع والدین قدس اللہ سرہ الغریب سے ہمارے شیخ جناب سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور قصہ اپنا بیان کیا کہ میں نے ایک بار حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کی کہ شیخ تیری ایک دختر کو ہر اور میری پانچ چھ دختریں کو رہیں شیخ نے فرمایا کیا کہتا ہے اب کیا کروں کہا مجھے کسی کے سپرد کر دو کہ خدمتِ میری کیا کرے اُسی حال میں طفرخاں حاضر خدمت ہوا حضرت شیخ نے اُس سے سفارش کی اُس نے عرض کی کہ گھر اور کھانا موجود ہے آپ اُسے فرماویں کہ وہاں چلکر رہیں میں ہر طرح خدمت کرتا رہوں گا حضرت شیخ نے اُس سے کہا اُنکے ہمراہ جا کر اُنکے یہاں رہا کروہ بارام تمام رہنے لگے حضرت خواجہ نے جب یہ حکایت سنی فرمایا اے عزیز اُسوقت متعقد بہت تھے اس ہمارے تمہارے زمانہ میں کسے کہیں بہر حال گذر کر ناچاہئے اُس درویش نے کہا میں سمجھا کہ صبر کرنا چاہئے اور شکایت کرنا اچھا نہیں لیکن آج ہمارے شیخی جلد آپ ہیں بجائے میں پناہ دو آپ سے بیان کروں ایک غلام زادہ ہے وہ ہر روز مزدوری کیا کرتا ہے اُس میں سے دو حصہ اُسکو دیتا ہوں ایک حصہ آپ خرچ کرتا ہوں بعد اسکے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بابِ صبر اور نگاہِ داشت انصاف میں یہ حکایت فرمائی کہ مولانا فخر الدین مروزی مریدانِ سلطان الاولیاء قدس سرہ سے تھے کتابت کیا کرتے بعد لکھنے کے وہ کتاب لوگوں کو دکھلا کر پوچھتے کہ یہ کتابت کتنے کی ہے وہ کہتے ہر خبر واسکا ششکانی مزدوری رکھتا ہے وہ کہتے ہیں اُکی قیمت فی خبر چار پتیل لوگنا نہ زیادہ اگر کوئی بارہ پیسے دیتا نہ لیتے وہی چار پتیل لیتے جب یہ پیر معمر ہوا اور لکھنا ترک ہوا تو قاضی حمید الدین نمک التہار نے سلطان علاء الدین کی خدمت میں عرض کی کہ اس شہر میں ایک بہت بڑے عالم و بزرگ ہیں معمر بھر کتابت کر کے گذران کی اب بسببِ کبرنی کے نہیں لکھ سکتے عسرت سے گذرتی ہے بیت المال سے روزیہ اُنکا مقرر ہو جانا بہتر اور موجبِ برکت جان و مال سلطانی کا ہے بادشاہ نے روزانہ ایک تنکہ اُن کا مقرر فرمایا مگر انھوں نے نہ قبول کیا بادشاہ

بہ لپاری فرمایا خیر جو یہ کہیں آنا ہی دیا کرو اسپہ یاروں کی سعی و کوشش سے وہی شسکانی روزنیہ قبول فرمایا حضرت خواجہ کی چشم مبارک میں یہ کہہ کر پانی بھرا یا اور کہا کیا پختہ توکل اور پورا ترک تھا اور یہ حکایت فرمائی کہ جب جناب شیخ الاسلام فرید الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ ہانسی سے واسطے زیارت روضہ مقبرہ حضرت قطب الدین طاب ثراہ کی دہلی میں گئے تو مولانا شیخ بدر الدین غزنوی جو خلیفہ حضرت یہاں تھے اُن سے ملنے گئے تو اُن سے پوچھا کہ جناب شیخ نے وقت رطت کیا کچھ وصیت فرمائی تھی انہوں نے کہا یہ وصیت کی ہے کہ میرا مصلیٰ خاص مولانا مسعود کو سپرد کرنا حضرت شیخ الاسلام فرید الدین کا نام مسعود تھا اور دوسری وصیت یہ تھی کہ میری زوجہ سے اگرچاہیں نکاح بھی کر لیں میری خوشی ہے حضرت فرید الحق والدین یہ سن کر کہا دوسری وصیت میں قبول نہیں کر سکتا پھر انہوں نے وہ مصلیٰ مبارک شیخ فرید الدین قدس سرہ کو دیا لہذا آپ جو مملوک کا ہونے لگا اور کثرت آمد و شد سے فعل اوقات شریفہ میں واقع ہوا۔ حضرت شیخ نے کہا میں یہاں مشغول رہ نہیں سکتا اور بلا اطلاع و علی سے نکل کر ہانسی تشریف لے آئے اور وہاں بھی قرار نہ لیا کہ بڑا شہر تھا ارثو ہام ہو اگر تاہل بخل جس قصبہ میں جاتے توقف نہ فرماتے لوگوں کی آمد و رفت سے اور فرماتے مجھے ایسے موضع میں رہنا پسند ہے جہاں کوئی متقدم میرا نہ ہو تا میں فارغ الہال ہو کر مشغول رہا کروں یہاں تک کہ احوال میں آئے وہاں کے لوگوں کو سخت دل بڑو پایا کہ فقرا کے متقدم تھے حضرت شیخ نے فرمایا یہ مقام لائق میری سکونت کے ہے وہاں ٹھہر گئے کوئی متوجہ نہ کیا سال کا نہوا باہر شہر سے کریل کا بن تھا شیخ نہیں بفرغت مشغول رہتے اور اکثر اوقات مسجد جامع میں مراقب رہتے وہاں الہیمان کلتی پایا وہیں آپ کے چند پسر متولد ہوئے کبھی دانی اگر عرض کرتی کہ آج مخدوم تراوہ پیدا ہوا ہے اور فاقہ ہے اور ظانی بیوی کے یہاں تین دن سے فاقہ ہے آپ کی دو تین حرمین تھیں حضرت شیخ فرمایا کرتے کہ میں اُس کا یہ کناشل ہوا کہ جانتا ہوں کہ ایک کان میں آئی دوسرے سے نکل گئی دل اللہ تعالیٰ سے ایسا مشغول تھا کہ ایسی باتیں فقر و فاقہ کی آپ کے دہیں گند نہ پاتی تھیں آخر اللہ تعالیٰ نے دروازہ نعمت بکھلا آپ پر کمولا اور دنیا متوجہ ہوئی ♦

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس سبت و ششم - سعادت قدیم بوس حاصل ہوئی خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالتحیر

اول یہ بات فرمائی کہ ضرور ہے محبت اس مُردار دنیا کی ملیں نہ ہو اور جو کچھ اُسکے پاس آئے اُسے راہِ نعلیں صرف کرے پھر یہ حکایت بیان کی کہ قزل بادشاہ نعلِ تھاپیہ قزل سوا اُس قزل سابق کے ہو اُسکا ایک داروغہ مطبخِ تہا نہایت سخی دینے والا جو موجود ہوتا ویدیا کرتا بلکہ قرض لیکر ہر سائل کو دیتا مالِ شامی کے صرف میں کچھ تامل نہ کرتا انجام کار وقتِ محاسبہ اُسپر ایک لاکھ چوبیس ہزار دینار برآمد ہوئے کہ چرخِ باوچی خانہ شامی سے فقر کو بانٹ دئے تھے پھر فرمایا جہاں ایک مطبخ کا یہ خرچ ہو اور کارخانوں کا اُسی پر حساب کیا جائے کہ کیا کچھ صرف ہوگا اُسکے عہد میں یہ قاعدہ مقرر تھا کہ جیسے مال شاہی نکلتا اُسپر بار دہاڑ اور قید نہ کرتے تھے قاضی شرع کے یہاں بھیج دیتے قاضی موافق اپنے حساب لیتا اگر اُسکے ذمہ مال ثابت ہوتا تو اُسکے وصول تک وہ قید خانہ میں مقید کر دیتا جب بعد حساب اُسکو مقید کیا تو اُس قید خانہ میں کچھ اور پُر ساٹھ آدمی اور قید تھے داروغہ مطبخ نے اپنے لڑکے کو قید میں بلا کر دوات و قلم اور کاغذ منگوا یا اور خفیہ اُن سب کے نام لکھے اور جستدر اُنہیں ہر ایک کے ذمہ مطالبہ سلطانی تھا تعداد اُسکی ہر ایک کے نام کے ساتھ لکھی وہ سب قوضہ بتیں نہرا تھیں ہوا اپنے فرزند سے بلا کر پوشیدہ کہا کہ جا کر قبائیں رین اور سیلہ مندیل شہینہ زیور وغیرہ جو کچھ ہے اندازہ کر اگر فروخت کر اور قیمت اُسکی لے آ۔ لڑکا کیا جانے کیا کر گیا فقط یہ سمجھا کہ اپنے ذمہ کا مال دیکر قید سے چھوٹا چاہتا ہے لڑکے نے سب مال و اسباب فروخت کر کے روپے لے آیا داروغہ نے جو شمار کیا تو وہی بتیں نہرا تھیں نکلے داروغہ نے ہاتھ اپنی ڈاڑھی اور مونہ پر پیر کر الحمد للہ کہا لڑکا یہ سن کر حیران ہوا کہ باپے مطالبہ لیک لاکھ چوبیس ہزار دینار کا ہے یہ کس واسطے بتیں نہرا تھیں سے خوش ہو کر الحمد للہ کہتا ہے استدر سے کب اسکی گلو غلا صی ہوگی پھر اُس داروغہ نے اُس نقد سے ساٹھ گربہں کچھ اوپر کپڑوں میں بچاڑ کر باندھیں مختلف العدد ہر ایک قیدی کی واسطے ایک گرہ تھک لو اُسکے قرض کے اور چونکہ اُن قیدیوں کو مقہور تھا کہ مال اپنے حصہ کا دیکر رہا ہوں داروغہ نے ہر ایک کو ایک گرہ اُسکے قرض کے موافق دیکر کہا تم سب یہ اپنا قوضہ دیکر بعد رات ہی گھر جاؤ اور سب کو چٹرا و با قزل بادشاہ نے حب قصہ اپنے داروغہ کا سنا براہِ معدلت فرمایا ایسا شخص خائن نہیں ہوتا

اس نے بیشک یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار دینار نقرار اور دراندوں کو دیئے ہیں درحقیقت وہ ثواب
بمہ کو ہے میں نے اُسکو بخشا اُس سے کہ میں بخوشی اپنے گہر جاوے بعد اس حکایت کے خدمت خواجہ نے
یہ آیت شریف پڑھی ویثرون علی الفسہم ولوکان بہم خصاصہ یعنی پسند کرتے ہیں غیروں کو اپنی
جانوں پر اگرچہ خود حاجت مند ہوں والحمد للہ رب العالمین *

مجلس سبت و ہفتیم سعادت پابوس حاصل ہوئی خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ
بانیخیر نے فرمایا لوگوں نے اس حدیث کے سوال کیا تھا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم والتقیۃ نے
لوکانت الدنیا بركة دمر اکل المؤمن الا الحلال یعنی اگر دنیا تمام حوض خون کا ہو جاوے مومن سوا
احلال کے نہ کھاوے گا جواب فرمایا دوسرے حدیث میں آیا ہے المؤمن لا یأکل الا عن فاقۃ یعنی
فاقۃ کیوقت کھاتا ہے اور حالت مخمور میں اُسکو مردار حلال ہو جاتا ہے یہ توجیہ اصل علم کی ہے لیکن اصل
طریقیت مغلطہ اسکے معنی دو طرح کے ہیں ایک لائق بیان کرنے کے ہے اور دوسرے نہ کہنے کے سو
لائق بیان یہ ہے کہ اگر تمام دنیا حوض خون کا بن جاوے تو مومن اپنا قوت ذکر الہی سے کرتا ہے اور آیت
شریفہ پڑھی انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم واذ التلیت علیہم یا تہ زاد تہم ایماناً
وعلی بہم یتوکلون انما کلمہ صبر کا ہے اور مومنوں، مقابل کافروں کے ہے اور زیادت ایمان سے مراد
زیادت تقویٰ ہے وعلیٰ ربکم مفعول مقدم مقتضی صبر کو ہے توکلون کے معنی یتقدرون ہیں اس پر ایک
عالم نے اعتراض کیا کہ لائق اس توجیہ کے جو کوئی فاقہ سے نہ کھاوے تو وہ مومن نہ ہو فرمایا ارشاد نبوی ہو
کہ اٰیۃ عند ربی یقطع منی ویسقی قوت آنحضرت شریف کا ذکر الہی سے تھا اور قُرب بارگاہ رب العزت
سے پھرتیہ حکایت شیخ عقال مغربی کی فرمائی کہ انہوں نے سات برس کچھ نہ کھایا حرم کعبہ میں مراقب تھے
اور نماز کثرت ہوش میں آئے اُنھ کو نماز پڑھتے پھر مراقبہ میں ہو جاتے اس میں ایک آل علم نے پوچھا اچھا
ذکر لسانی تھا یا دلی فرمایا ذکر زبان ہو کہ پیاس زیادہ پیدا کرتا ہے کہ اعضا حرکت میں آتے ہیں اور انکی
حرکت سے گرسنگی بڑھتی ہے مگر جب ذکر میں پہنچتا ہے تو خواہش طعام جاتی رہتی ہے یہ ارشاد خواجہ کا
لوگوں کو دشوار معلوم ہوا کہ آدمی سات برس تک بے کھائے کیسے زندہ رہے گا حضرت خواجہ نے فرمایا میں

مکہ کی مثال عالم ظاہر میں تبتلاؤں۔ اس شہر میں ایک شخص رشید پنڈت نام تھا خدا تعالیٰ اُسے
 غرقِ رحمت کرے سوداگروں کی رسم ہے کہ دوکان فروخت جاگنا نہ مکان سکونت سے ہوتی ہے
 انکی چھو کری اگر کشتی خواجہ نہاری تیار ہے کہا لو کتنے ذرا صبر کرو اور حساب میں مشغول ہو جاتے توڑی دیر
 بعد وہ پرتاتی کشتی میاں دنگا کھانا سرد و خراب ہو گیا چکر کھالو یہ کتے چپ رہ توڑا حساب رہ گیا ہر
 یہاں تک کہ دوپہر ڈھلے گا وہ پھرتی کشتی نماز ظہر ہو گئی تھنے کھانا نہیں کھایا یہ کتے کیا آج اب تک
 نہیں کھایا ہے وہ کشتی کہاں کھایا ہے میں چند بار بلانے آئی کوشش کی مگر تم نے نہیں کھایا غرض کہ وہ
 حساب میں ایسے مشغول ہو گئے کہ طعام یاد نہ آتا کہ کھا چکا ہوں یا نہیں پھر فرمایا عالم عشق میں ایسا ہی
 ہو ا کرتا ہے کہ جب عاشق کا دل معشوق سے متعلق ہو اتنا اسکو طعام یا خواب یاد نہیں رہتا پس جب
 عالم ظاہر میں یہ معاملہ ہے تو عالم باطن کا معاملہ بطریق اولیٰ توثر زیادہ ہوگا جو شخص مشغول مشاہداتِ عالم
 غیب کا ہوگا اُسے طعام کسکا پانی کسکا خواب کس کا اسپر ایک طالب علم نے سوال کیا کہ میں نے ایک
 حدیث دیکھی ہے فرمایا آنحضرت نے گل من الرجال کثیرہ لم یکمل من النساء غیر مرید بنت عمران اسیت
 امراۃ فوحون اسیں کمال نسا کو مقابل کمال رجال کے لکھا ہے سو وہ کیا کمال ہے خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ
 بالخیر نے منے کمال اور نہایت کمالیت رجال کا بیان فرمایا کہ للنہایت ہوالوجہ الی البدایۃ فرمایا مرد
 نہایت سے بازگشتِ طرفِ بدایت کے ہے یعنی جیسے لوگ بدایت میں مرفوع القلم ہوتے ہیں نہایت
 میں بھی مرفوع القلم ہو وہ تہی اور کمال ہوگا پھر فرمایا کہ مرد بہت رتبہ کمال کو پہنچے ہیں مگر عورتوں سے
 بھی دو عورتیں مرتبہ کمالیت کو پہنچی ہیں مگر بہ نسبت اپنے زمانہ کے ایک مریم بنت عمران دوسری
 آسیہ زوجہ فرعون کہ جب انکو نکالیند وختیں پہنچیں تو انہوں نے صبر کیا رتبہ کمال حاصل ہو لگہ ازواج
 مطہرات ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کاملتر سب سے تھیں اسی واسطے وہاں تخصیص زمانہ کی
 کمدی گئی کہ اسوقت میں انہوں نے صبر میں کمال پایا لیکن مرد اکثر کمال کو پہنچے ہیں پھر فرمایا یہ حدیث
 مشارق الانوار میں ہے پھر فرمایا کمال انبیاء کا کم کمال سل سے ہے اور کمال اولیاء کمال انبیاء سے ہے پھر
 کمالات اولیاء باہم تفہات ہوتے ہیں کہتے ہیں فلانا عالم علم میں کامل ہے یا فلان زابد زہد میں کامل ہے

اس سے یہ مُراد نہیں کہ اوروں کو کمال نہیں لیکن اُس نے اس وصفِ خاص میں شہرت پائی ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدق میں کمال پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل میں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیا میں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شجاعت میں تو کیا اور صحابہ کرام سے کسی میں صدق و عدل و حیا و شجاعت نہ تھی مگر ان خلفائے راشدین نے ان اوصاف سے شہرت پائی جیسے حاتمِ سخاوت میں مشہور ہوا تو کیا اوروں میں سخاوت نہ تھی لیکن حاتمِ سخاوت میں مشہور ہو گیا و الحمد للہ العباسین •

مجلس ہست و ہشتم - سخاوتِ عدمِ بوسِ حاصل ہوئی - ایک سید خدمتِ شریف میں بارادہ

بیعت آیا تھا پونچھ کیا نام ہے عرض کی شرف پوچھا کیا کام کرتے ہو اُسکے جواب میں تاخیر ہوئی میں نے کہا یہ داروغہ جو صہری باز ارکے ہیں نہایت مردِ صالح ہیں انکی ایک والدہ عابدہ ہیں ان کا گھر خانہ صفا ہے اکثر اوقات انکی درویشوں سے جڑی ہے بعد اُسکے حضرت خواجہ نے کلاہ منگوائی اور دستِ مبارک واسطے بیعت کرنے کے بڑھایا اولا قمار لیا پھر دو گنا نہ فصل پڑھو یعنی بعد نماز انداز کر ڈھیا۔ اُسے ارشاد کیا کہ متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر امر میں کرنا چاہئے اور تم سے زیبا تر ہے کہ تم فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو اور متابعت رسولِ نقطہ و خیر میں ہے کہ جو کچھ خدا و رسول نے کہا وہ کرنا چاہئے اور جس سے خدا و رسول نے منع کیا اس سے بچنا چاہئے اور زید و فردخت میں ہرگز جھوٹ بات زبان پر نہ آوے مثلاً ایک چیز پانچ دم کی خریدی ہوئی ہے جب شستری کو آمادہ لینے پر دیکھے تو یہ نہ کہے کہ میں نے چھ دم کو بی ہے سات دم کو دو دنگا اس میں گڑ کچھ برکت نہیں ہوتی بلکہ نقصان واقع ہوتا ہے اور مال اُسکا تلف ہو جاتا ہے ہاں اگر کہے کہ پانچ دم ایک دانگ کو دو دنگا تو اُسکے اس ایک دانگ میں کہیں پیدا ہوگی۔ اور مال اُسکا اس طرح بڑھ گیا کہ وہ نہ جانے گا کہاں سے بڑھا پھر یہ حکایت فرمانی کہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حال ایک تاجر بزرگ کا لکھا ہے کہ بغداد میں تھے انکو خواجہ محمد منکر رکھتے تھے دوکان بڑا زی کیا کرتے موسمِ سرما میں کہا دے بنو اگر بیچتے جب دوکان سے کہیں کام کو جاتے تو غلام کو بٹھا جاتے اور تاکید کرتے کہ خبردار یہ لبادہ دو دینار کو دینا اور یہ عین دینار کو اس میں کم و بیشی نہ کرنا ایک دن ایک امرا بی آیا اور غلام سے پونچھ لیا نا لبادہ کس قیمت

دیگاہ دو دینار کی قیمت کا تھا غلام نے کہا تین دینار کا اعرابی کو سستا معلوم ہوا تین دینار دیکر خرمیلا
 راہ میں اسے محمد منکر لے اپنا لبادہ پہچان کر اس سے پوچھا کہ بیچ یہ لبادہ کہتے کو لیا ہے کہا تین دینار میں
 محمد منکر نے کہا اس قسم کے لبادے دو دینار کو آتے ہیں نہ زیادہ کو دوکاندار نے ایک دینار تجھ سے زیادہ لیا
 ہے کوٹ آؤ لبادہ پہیر دو اور یہ ظاہر نہ کیا کہ میری دوکان کا ہے۔ اعرابی نازک خراج ہو کرتے ہیں۔ سمجھا
 اس نے یہ پسند کیا ہے اور سستا جانکر پہیر واپس آیا ہے کہ خود خریدے غصہ ہو کر کہا خواجہ یہ لبادہ ہمارے ملک
 میں دس بارہ دینار کا ہے تو براہ فریب مجھ سے پہرا کر خود خریدنا چاہتا ہے۔ حضرت محمد منکر نے جب دیکھا
 کہ اسکے دل میں شک ہوا لہذا غصہ ہوتا ہے کہا بیچ بے ذوق نہو یہ لبادہ میری دوکان کا ہے میں غلام سے
 کہہ آیا تھا کہ اس قسم کا لبادہ دو دینار کو دینا اس نے تم سے تین دینار لے لئے ہیں میری عمر لہ چلو ایک دینار
 تم کو پہیر دوں یا اس سے عمدہ لبادہ تین دینار والا تم کو دوں۔ اعرابی یہ شکر بھرا آیا حضرت محمد منکر نے
 ایک دینار اس کو دوکان سے واپس لے لیا۔ اعرابی نے وہاں سے نو ٹکڑ لوگوں سے پوچھا یہ دوکاندار کون
 ہے نہایت امین و یاسر معلوم ہوتا ہے انہوں نے کہا انکو شیخ محمد منکر کہتے ہیں اعرابی نے تعجب سے کہا
 شیخ محمد منکر یہی ہیں ہم تو لہنے وطن میں بڑے سخت حوادث میں لکھے نام کو اپنا شیخ کرتے ہیں انکے نام
 کی بکت سے سب شکل آسان ہو جاتی ہے ہم جانتے تھے محمد منکر کوئی بڑا شیخ ہے خانقاہ میں رہتا ہوگا
 یہ نہ معلوم تھا کہ وہ یوں زمرہ ماجروں میں ہونگے۔ مقصود اس حکایت سے صدق الکا ہے *

والحمد للہ رب العالمین *

مجلس بست و نہم سعادت قدم لبوس مشیر ہوئی۔ حضرت خواجہ پر حال طاری تھا کیفیت
 میں خاطر شریف مضمحل تھی۔ دست مبارک زمین پر کھسکا پڑا۔ اور غلبہ طبع سے ایک پیچ و ستار
 مبارک کا کھل گیا تھا۔ عالم بے خبری تھی۔ پھر آہستہ فرمایا انا عند المنکسرۃ قلوبہم و المندردستہ
 قبورہم پھر خاموش رہے اور دو تین بار دروس سر ہلایا اور فرمایا عین العنقاء جہاننی نے اپنی
 کتاب میں لکھا ہے * **س** بر خاستہ زحمان و تن و می باید * سر آمدہ خوشنیت سے باید * و در
 ہر قدم ہزار بند افزون است * زمیں گرم روئے بند شکن سے باید * پھر فرمایا ایک بند شری

ہے ایک بند نفسانی چاہئے کہ بند شرعی بھی توڑ دے اور بند نفسانی بھی۔ بند شرعی زن و فرزند نہیں اور بند نفسانی شہوات و لذات ہیں۔ جس دلیں محبت الہی نے جگمگی اسکی نظر میں زن و فرزند کس کے ماہن کیسی پھر یہ مثنوی مولانا نظامی علیہ السلام کی پڑھی ہو۔

شعر

یارب تو مرا بروے لیلے ہر لحظہ بدہ زیادے سیلے

پھر یہ حکایت فرمائی کہ فیض عثمان غیری رحمۃ اللہ علیہ حالتِ نو عمری میں مجذوب ہوئے انکو ایک طال پیدا ہوا کہ گیارہ بارہ سال کی عمر میں مکتب کج جاتے تھے۔ چند غلامانِ ترکی اُسکے ہمراہ تھے انکا باپ مرد مستبر و مستند تھا یہ عثمان سوداگروں کا سابقہ قیمتی پٹنے دستا مصری سے پڑتے تو جانتے ہوئے راہ میں انہوں نے ایک گدھا لڑا ہوا دیکھا کہ پشت اُسکی زخمی تھی کتے گوشت اور چمڑا اُسکا نوپتے تھے وہ اُنیساہا پر تھا کہ سر بھی نہ ہلا سکتا تھا کہ انکو اُڑا دے خواجہ عثمان اُسکو ایسا لاپرواہ دیکھ کر کڑے ہو گئے اور اُسکے حال پر افسوس کیا اور ہلرہ رحمہ دلی جبہ اپنا اتار کر اُسپر ڈالا اور پگڑی اتار اُسپر باندھی کہ گردن پڑے غلامانِ ترک سے کہا خوب لپیٹ کر باندھو کہ کھلنے نہ پاوے اُسکا یہ رحم گدھے پر بارگاہِ کبریائی میں مقبول ہوا جبہ بالہی متوجہ ہوا وہ مجذوب ہو گیا اور اُسی طرح سروتن بہنہ فقط پانچواں ہونے بازار میں جاتا تھا کچھ خبر نہ تھی کہ مان ماتا ہوں یہاں تک کہ دروازہ پر حضرت معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشینے فیض اپنی دہلیز میں بیٹھے تھے اور بت مرید گرد آپ کے تھے انکو دیکھ کر یاد لب لام کیا اور خدمت میں بیٹھ گئے فیض بیان سلوک میں تھے انکے کو سروتن چہنہ اور غلامانِ ترکی کو پیچھے شور کرتے ہوئے دیکھ کر نوید معرفت سے معلوم کر لیا کہ اس طفل کو غیبیہ آہی پہونچاتے ہر ساعت محبت الہی ٹہرتی جاتی ہے۔ غلامانِ ترکی دوڑ کئے کئے گھر گئے اور عثمان گئے والد کو انکی دیوانگی کی اطلاع دی باپ مسکرو وڑتا ہوا آیا۔ فرزند کو حضرت فیض معاذ رازی کے پاس دیکھا کہ سر انکی چوکت پر رکھے ہوئے ہے باپ غم دیدہ پایاں مجلس میں بیٹھ گیا فیض نے پوچھا یہ لڑکا تمہارا ہے بولا مان فرمایا اسے قرب الہی تک پہونچا دیا ہے یہ مجذوب کامل ہو گیا ہے اس بیان میں شیخ کو حال پہونچا ہوا گاہے خاموش گاہے روتے اور یہ شعر پڑھتے شعر در ہر قدم ہر بندہ افزون است و نرس مگر

روسے بندشکن سے باید ہر شیخ نے پوچھا اس لڑکے کی ماہے باپ کے کہا اسکے ماہن سب ہیں اور پرنسپل
 حال گریہ و زاری کر رہے ہیں تب شیخ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا بااگر چاہتا ہے کہ یہ حال معرفت تجھ کو
 ہنسیہ سے تو نہ والد کے ہمراہ گھر جاؤ اور ماں باپ کی خدمت میں رہا کر اس نے فرمان شیخ قبول کیا اور
 باپ کے ہمراہ گھر گیا۔ وہاں باپ کے کہا اسے پدرمہربان تمہاری اور راہ ہے اور میری راہ اور ہے۔ اس کا
 باپ سوداگر تھا اہل دنیا سے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ میں کام آپ کا کیا کروں تو یہ ہرگز مجھ سے نہو سیکھا مجھ سے
 آپ کو اس قدر راحت ہوگی کہ مجھ کو دیکھا کریں سو اسکے اوکچے مجھے فائدہ نہوگا مجھ کو گھر کی ہی بلکہ اگلی کی میں ہاں مشغول ہا
 کروں باپ کے کہا ایفرزند سعید تنگ تے بیٹا تھا اور میں باپ کے یاں اور میں اب تیار ایا ایک فخر ہا اور ہم سب تیرے لڑی
 غلام ہیں اور یہ گہرا مال و اسباب ملک تیرا ہے کس بندے کی دلی تمنا یہ نہوگی جو بھ کو اللہ تعالیٰ نے
 روزی کی ہے جہاں پسند ہو رہو پھر اسے ایک مجرہ گھر کا دیا وہ اسیں دور بند کئے ہوئے ہنسیہ مشغول
 رہتا نماز کی وقت اذان شکر و روازہ کہوتا اور مسجد میں جا کر نماز باجماعت پڑھتا پھر اگر مشغول ہو جاتا۔
 یہاں تک کہ عمر بت ساگی میں عارف کامل ہو گیا پس مولانا کمال الدین سامانہ نے عرض کی کہ کیا تیرے
 اجتبا ہی ہے جو اس آیت شریفہ اور حدیث میں ہے ثم اجتباه ربہا اور یہ حدیث پڑھی اذا احب الله عبد
 ابنباہ ثم اذا احب الحب البالغ اجتباه فرمایا جو شخص پھول پنتا ہے فارخس د و کر کے نئے پھول چن لیا
 ہے اس پھول چنے کو اجتباه کہتے ہیں سو جسکو جذبہ الہی آلیتا ہے اوصاف و مہم اسکے دور ہو جاتے ہیں وہ
 شخص مخلص ہو جاتا ہے پھر فرمایا مخلص مخلص سے افضل ہے مخلص وہ مجذوب متدارک بسلوک ہے اور مخلص
 سالک متدارک مجذب ہے فرمایا جسکو جذبہ الہی آلیتا ہے وہ جو کام کرتا ہے قوہ جذبہ سے کرتا ہے اسیں شیطان
 نفس کا دخل نہیں ہوتا اس پر یہ آیت پڑھی قال فبغزتک لاخونیہم لجمعین الاہباد انہم المخلصین
 جو سالک متدارک مجذب ہے عمل کیا کرتا ہے تو اسکو سو مار نفس شیطان مصیبت کے دلدل میں گرا دیتے ہیں مگر
 وہ سلوک میں ویسا ہی کوشش کرتا ہے پھر جب جذبہ آتا ہے تو شیطان و نفس سے مطمئن ہو جاتا ہے
 پھر قاضی آدم نے سوال کیا کہ اس صورت میں مجذوب متدارک بسلوک مخلص تر ہو اخلاصت خواہ ذکر
 اللہ تعالیٰ باخیر سے فرمایا یہ بات مختلف فیہ شیخ کی ہے شیخ الشیوخ فرماتے ہیں کہ مجذوب متدارک

بسلوک افضل ہے اور دوسرے مشائخ کہتے ہیں سالک متدارک بجذبہ فاضلتر ہے اور ہر فرقہ اپنے دعویٰ پر دلائل لاتا ہے اور جو لوگ سالک متدارک بجذبہ کو افضل کہتے ہیں انہی یہ دلیل عمدہ ہے کہ وہ اپنے اعمال میں خونِ جبِ کرکھاتا ہے رنج و تعب زیادہ اٹھاتا ہے ہر زماں اُسکو نفس و شیطان مصیبت میں آلودہ کرتا ہے اور وہ نکھر تائب و عابد بنتا ہے اور یہ حدیث شریف بھی اس طرف اشارت کرتی ہے

قال علیہ السلام انما اجرک علی قدر تعبک و نصیبتک چونکہ اُسکو تعب و نصب زیادہ ہوا لہذا وہ افضل ہوا اور محبوب متدارک بسلوک کو جذبہ حاصل ہوا اور سلاحِ ہاتھ میں آئے اب جو عمل کرتا ہے جذبہ کی قوت سے کرتا ہے شیطان اُسے بھگاتا ہے جیسے ایک عاشقِ زینہ بامِ مشوقِ تنک پہنچا اور قرب حاصل کیا اگر اُسکو ماں باپ اقارب روکیں اور نصیحت کریں کہ یہ کام اچھا نہیں وہ کب سنتا ہے اسطرح جسکو عشق و محبت حاصل ہوئی وہ شیطان کی کب سنتا ہے۔ اور نفس کی بات کب مانتا ہے۔ ان دونوں اُسپر دخل نہیں رہتا والحمد للہ رب العالمین *

مجلس سنی ام سعادتِ قدم بس میسر ہوئی خدمتِ خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالغیر نے یہ حکایت بیان ہمت میں فرمائی ایک بزرگ تھے انہوں نے شب کو ندکی کہ جو فتوح کل مجکو ملے گی وہ اُس دیش کو دیدوں گا۔ جو مجکو پہلے ملے گا اتفاقاً اُس فخر کو خلیفہ وقت نے اُسے ہزار دینار بطریق فتوح بھیجے۔ وہ اُن ہزار دیناروں کو لیکر گھر سے باہر نکلا دیکھا ایک غریب بزم سے اصلاح بنوا رہا ہے اور اپنے ہمیں سوچ رہا ہے کہ میرے پاس کچھ نقد نہیں ہے تمام کو کیا دوں گا اُسی حال میں یہ بزرگ اُسکے پاس آئے اور موافقِ نذر شکر کے وہ ہزار دینار اُسکو دئے اُس شخص نے لیکر وہ سب مال حجام کو دیا ان بزرگ نے جانا اس نے بے دیکھے یہ تمام کو دیا ہے اگر جاتا اس میں ہزار اشرفی میں تو سب نہ دیتا لہذا اُس سے کہا اسے غریزہ میں ہزار اشرفی میں اُس فقیر نے منکر کہا کیا نذر شکر کی بھول گیا ہے یاد کرتو نے کیا اتوار کیا تھا اوہر جب تمام نے دیکھا کہ مجکو ہزار دینار دیتا ہے اُس فقیر سے کہا جب میں نے تیرا خطبہ نامہ شروع کیا تھا تو جان لیا تھا کہ تو مر فقیر ہے مجکو کچھ نہ دیگا سو میں نے بہ نظر آخرت بعد تیرا خطبہ پایا ہے اب میں ثوابِ آخرت لینا یہ ہزار دینار لیکر باطل نہیں کرنا اور جسکو چاہے دے غرض کہ وہ ہزار دینار نہ اُس فقیر

نے لئے نہ اس حجام نے دونوں نے ملوث ہمت عالی کے کام کیا پر یہ ایت شریف ارشاد فرمائی ما
زاغ البصر وما طغ بعدہ فرمایا تمام خزانے روئے زمین کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملاحظہ کر آئے
بلا حساب آخرت کے مگر آپ نے انکو گوشہ نشین سے بھی نہ دیکھا اور کچھ انعامات انکی طرف نہ کی اس پر یہ حدیث
پڑھتی والذی نفس تھل ہیل لا لوسا لت ربی الزحری معی جبال الدنیا ذہبا لاجواہر لیت ذہبھا
ولکن آخوت جوعھا علی متبعھا و فقرھا علی غناھا و خزنھا علی فوجھا اور یہ شعر پڑھا

شعر

کوہ زریں رو دو گو ہرناک چیت	پیش وجہ اللہ ذکر خاک چیت
-----------------------------	--------------------------

مجلس سی و یکم - سعادت قدم بوس پیسر ہوئی - ایک شخص نذر وارد تھا اپنے حصول مطلب
کی دعا اور مدد چاہتا تھا جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے واسطے فاتحہ پڑھی اور دعا کی پھر فرمایا راحت
فقیر میں ہے اور دنیا دار کے گھر میں کسی طرح راحت و آرام نہیں سوائے غم و اندوہ کے یہ فرق ہے کہ فقیر
کے یہاں غم و اندوہ دنیا کا نہیں اگر ہے تو غم و اندوہ طلب حق کا ہے اور اس غم و اندوہ کے ضمن
میں ہر گونہ شادی و فرحت ہے اور کیا خوب کہا ہے اس باب میں -

شعر

بادست کنج فقیر بہشت است برتلا	بے دوست خاک بر سر چاہ تو نگری
-------------------------------	-------------------------------

فرمایا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جو دیکھتا یہ تصور کرتا تھا کہ ابھی انکا شاید کوئی فرزند عزیز یا دور عزیز
نے انتقال کیا انکے غمگین و متفکر رہنے سے اور یہ حدیث فرمائی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
طوبل الخون کثیر الفکر پہر یہ حکایت بیان کی کہ بوسمید بادشاہ کو ایک وقت ایسا حال پیدا ہوا کہ دیو
مسل سے سراپا مارتے تھے اور زار زار رو کر یہ کہتے کہ میں نے کیا کیا جو مجھے بدترین مردم کیا ایک طرف
انکا محرم از کہ قرابت بھی رکھتا تھا رو بہ آیا اور یہ حال دیکھ کر کہا اسے بادشاہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے
اپنے کلام پاک میں تیسرے مرتبہ میں یاد فرمایا ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اول الامر منک
اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من اطاع امری فقد اطاع عینی ومن اطاع عینی فقد اطاع اللہ

آپ یہ بات کیسے کہتے ہیں کہ مجھ کو بدترین مُردم کیا ہے سلطان بوحید نے اُسے جواہر کہا مجھ سے اس دعویٰ پر ایک دلیل قطعی مَن وہ یہ ہے کہ مثال میرے مانند اُس سوداگر کے ہے کہ اُس کے بہت غلام ہیں وہ ایک کو بہ نظر کسی استحقاق کے غرت بخش کر اور سب پر امیر کر دے اور سب کو اُسکی اطاعت کا حکم کرے کہ اُسکا مطیع میرا فرمان بردار ہے اور جو اطاعت اُسکی نہ کرے اُسکو میں عتاب و عذاب کرونگا پھر وہ غلام برگزیدہ غرت یافتہ اپنے مولیٰ مرنے کے دشمنوں سے ملے اور موافقت کوئے اور جو کچھ دشمن اُسکے مولیٰ و مہربان کی کہیں یہ غلام ویسا ہی کرے تو کیا وہ بدترین مُردم ہوگا یا نہیں اُس سردار نے کہا بے شک ہوگا سلطان نے کہا وہ غلام طامعی باغی میں ہوں کہ پروردگار عالم غرسمہ نے مجھ کو بلا استحقاق کسی خدمت کی اور مخلوق سے برگزیدہ اور بلند مرتبہ فرمایا میں نے نفس و شیطان سے کہ دشمنان الہی ہیں یا ربی اور موافقت کی ہے جو یہ کہتے ہیں کرتا ہوں مولیٰ کے امر دینی کا لحاظ نہیں رکھتا تو کو مولا مجازی اُس غلام سے کس قدر ناراض و خشکین ہوگا اللہ تعالیٰ مالک حقیقی نے مجھ کو امر و نہی فرماتے ہیں حکم نہیں بجالاتا اور ممنوعات کرتا ہوں۔ مبادا غیرت الہی متوجہ انتقام ہو پر فرمایا دنیا دار کو اگر شدائد من پیش آویں تو یہ اُسکے خیر و نجات کی دلیل ہے کہ اُسکے گناہوں کے کمزرات ہو جاتے ہیں اور خطائیں اُسکی بخشی جاتی ہیں اور جس مشغول دنیا کو رنج و تکلیف نہ پہونچے اور خوش و خرم کامیاب ہو کر ترک او امر اور افدام منکرات و قبائح پر کرے تو یہ اُسکے خیر میں استدراج ہے نفوذ باللہ تعالیٰ نہ اسکا لوگ تھوڑی مقدت میں دنیا کی جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور بندگان خدا کو رنج پہونچاتے ہیں اور آہ دل سوختہ سے خدر نہیں کرتے آخراہ مظلوموں کی ناپر خرابی لاتی رہی کہ آہ دلہا اثر ہے است

شعر

دانی کہ رہ سوخکاں را اثر بود | بگذرا زالہ کہ نہ اید ز سنینہ ماہ

اور یہ حکایت فرمائی کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس سرہ الغریبہ کے ایک عزیز خواجہ غزیر الدین نام کہ ایک مدت اُنکے فوت کو گزری ہے رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے تھے کہ میں ایک جگہ دعوت لکھ گیا تھا وہیں جب بدھ صوفیوں سے کہا کہ آیا تو حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت

نے پوچھا کہ کہاں تھا۔ عرض کی ظالم جسک دعوت میں گیا تھا وہاں اکثر اغروہ یہ باتیں کرتے تھے کہ یہاں
 سلطان الاولیا کی خاطر شریف امور دنیا و دین سے خارج ہے آپ کو کوئی غم اور فکر اس جہان کی نہیں جائے
 شیخ قدس سرہ الغریب نے یہ منکر فرمایا جب قدر محکو غم و اندوہ رحمتا ہے کیونکہ اس جہان میں نہوگا اسوہ
 کہ مخلوق خدا جو میرے پاس آتی ہے اور اپنے رنج و تکلیف بیان کرتی ہے اُن سب کا بوجھ میرے جان
 و دل پر پڑتا ہے اور ہر ایک کی واسطے دل کڑھتا ہے وہ محبوب مل ہوگا جو مسلمان بھائی کا غم نہ
 اور اُمیں اثر نہ ہو ہی حکمت ہے کہ کامل بندے اللہ کے جو شہر دل کو چھوڑ کر کوہ و بیاباں میں بسر کرتے
 تاکوئی اُنکے پاس نہ آوے اور اپنا رنج سنا کر اُنکو رنجیدہ نہ کرے اُس پر یہ حدیث شریف پڑ ہے کہ اللہ مومن
 کو جبل و احد از اشتک عینہ اشتک کلہ و ان اشتکی را سہ اشتکی کلہ فرمایا یہ حدیث مصباح میں
 ہے قاضی آدم نے موافق اُسکے دوسری حدیث پڑھی مثل الناس کالنبیان لیشد بوضہ بعضا +
 پھر فرمایا میرے پاس آنے والا یا اہل دنیا سے ہے یا اہل فقر سے اگر اہل دنیا سے ہے تو دل اُدسکا
 متعلق بدُنیا ہوتا ہے جب وہ آتا ہے تو میں اُسکو دیکھ کر احوال دریافت کرتا ہوں وہ کچھ کہتا ہے مگر جو
 کچھ کہے دلیں ہوتا ہے وہ مجھ پر طریق انکس میرے دل پر تکلف ہوتا ہے اند اُطلق و اضطراب پیدا
 ہوتا ہے اور اگر وہ اہل فقر سے ہے تو دل اُسکا متعلق حق ہوتا ہے اُسکی کیفیت مجھ میں ظاہر ہوتی ہے
 دل خوش ہوتا ہے کہ یاد خدا و رسول کی ہوتی ہے گریب فائدہ باتوں سے دلیں نفرت پیدا ہوتی ہے
 مجھے ایسے بے قید و حسی مزاج ہوتے ہیں کہ فلانا کام ہمارا جلدی کر دے وہ نہ بُرا کہتے ہیں جگر تھیں
 نہیں جانتے کہ درویشوں کو ہر کام میں تحمل کرنا چاہئے اور اسباب میں یہ حکایت فرمائی کہ میرے
 بھائی خواجہ عطاء بنیر حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے لا وہابی مزاج تھے ایک بار حضرت
 شیخ سلطان الاولیا کیند مت شریف میں آئے اور ذوات و قلم نکال کر حضرت شیخ کے روبرو رکھی
 اور کہا فلانے امیر کو رقم دیکھو کہ مجھ کو کچھ دے شیخ نے عذر فرمایا وہ میرے پاس آمد و رفت نہیں کرتا
 غیر شخص کی سفارش کیسے کروں مگر رقم کو جو اُس سے توقع ہو بیان کر دو کہ میں اپنے پاس سے دیدوں
 بولے جو تمہارے دل میں آئے دیدو مگر رقم سفارشی بھی نہ دو شیخ نے فرمایا خیر بادیہ طریقہ درویشوں

نہیں ہے کہ رقعے لکھا کریں خصوصاً جبکہ میں نے اُسے نہ دیکھا ہونہ اُسے مجھے اور نہ یہاں آیا ہو یہ کہہ کر آپ کی آنکھوں میں پانی بہا کر فرمایا اُس نیکبنت نے شیخ کو برا کتنا شروع کیا کہ اُسے فلا نے مریہ میرے دادا کا اور غلام ہمارا ہے تو میں تیرا خواجہ زادہ ہوں ایک رقعہ لکھنے کو کہتا ہوں اور تو نہیں لکھتا یہ لکھ کر دوات اٹھا کر زمین پر زور سے ماری اور جانے کو اٹھے خدمت شیخ نے ماتہ بڑا کر دہن اُسکا پکڑ لیا فرمایا بے خوش ہوئے مت جاؤ۔ رضا مند ہو کر جانا قاضی آدم سے عرض کی یہ اخلاق بہ کسب حاصل ہوتے ہیں یا صحبت پیر کا دل سے کہا کسی بھی ہوتے ہیں مگر صحبت سے خوشتر ہوتے ہیں اور یہ آیت شریفہ پڑھی اقوال اللہ و کونوامع الصادقین کہ مشیر اسطرف ہے۔

والحمد للہ رب العالمین

مجلس سی و دوم - سعادت پابوس ماتہ الی۔ ایک علم خدمت میں آیا خدمت خواجہ کا اشد تعالیٰ بالآخر نے پوچھا کہاں سے آئے ہو عرض کی کہ میں غلامان حضوری سے ہوں موضع سنا کا وہاں کے لوگ اکثر صلح ہیں اور نیتہر ہیں کے مریہ ہیں اور وہاں کی عورتیں بھی بیعت رکھتی ہیں اور مردوں سے زیادہ تر صلح ہیں میں نے کہا کہ یہ صلاحیت وہاں کے لوگوں کی آپ کی بیعت کی برکت سے ہے پھر اُس مولوی سے پوچھا کیا فضل رکھتے ہو کہا لڑکوں کو پڑھایا کرتا ہوں فرمایا بہتر کام ہے مطالعہ کتب میں مشغول رہنا اور دوسروں کو قرآن پڑھایا جو اس کام میں رہتا ہے وہ ہمیشہ باوجود رہتا ہے یہ عمدہ مشغولی ہے پھر یہ حکایت فرمائی کہ شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ الغر نے اوش میں تھے اوش نام ایک شہر کا ترکستان میں ہے وہاں جب آپ کی عمر کم تھی اور آپ کے والد ماجد نے ولت فرمائی تو والدہ ماجدہ شریفہ سے فرمایا میں قرآن شریف پڑھنا چاہتا ہوں مجھے کسی استاد کے پاس بھلاؤ۔ والدہ نے سختی اور شیرینی دیکر ایک لڑکے کے ہمراہ حافظ جی کے پاس جو محلہ میں پڑھاتا تھا بیجا ماہ میں لکھو ایک پیر مرد بلا خواجہ قطب الدین نے انکو سلام کیا انہوں نے پوچھا لڑکے کہاں جاتا ہے کہا قرآن شریف پڑھتا ہوں میری ماں نے مسجد میں حافظ معلم کے پاس بیجا ہے اُس بزرگ نے کہا مسجد جاتا ہے تو میرے ساتھ چل جاؤں میں نے چلوں کہ قرآن وہاں پڑھتا

خواجہ قطب الدین نے فرمایا بہت خوب اس بزرگ کے ہمراہ ہوئے وہ انکو ایک مسجد میں لایا کہ حافظ بیٹھا ہوا چند لڑکوں کو قرآن مجید پڑھا رہا تھا اس نے اس بزرگ کو دیکھ کر تعظیم کو کھڑا ہوا اور قدموں پہ گر اہر اس حافظ سے اس بزرگ نے کہا میں اس لڑکے کو تیرے پاس لایا ہوں اس پر کوشش کر کے قرآن پڑھانا اس نے قبول کر کے اپنے پاس بٹھا لیا جب وہ بزرگ لوٹ گئے تو حافظ قطب الدین سے پوچھا یہ ہمراہ تمہارے کون شخص ہے کہ میں نے آتا تھا راہ میں کہ میری ماں نے محلکی مسجد میں حافظ کے پاس قرآن پڑھنے بھیجا تھا یہ بزرگ بل گئے پوچھا کہاں جاتا ہے میرے ساتھ آ جاں میں لپیچوں مجھ کو آپ کی خدمت میں لے آئے حافظ نے پوچھا کہی انکو دیکھا ہے اور پہچانتے ہو کہ نہ دیکھا نہ پہچانتا ہوں حافظ نے کہا یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے یہ کہہ کر حضرت خواجہ انکھوں میں اشک بہا لائے اور فرمایا خواجہ قطب الدین نے اس حافظ سے قرآن ناظرہ تمام کیا مگر جب بڑے ہوئے اور اس شہر میں آئے تو بعد عمر میں برس کے قرآن یاد کیا واللہ رب العالمین ۔

مجلس سی و سویم - سعادت پائیوس حاصل ہوئی خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالیغ فرمایا کہ حرکات و سکنات اعضا کی بواسطے ارادت دل کی ہوتی ہے دل آمر ہے اور اعضا ماسو وول اہل دل میں پیدا ہوتی ہے کہ فلاں کام کروں گا من بعد اعضا کام میں آتے ہیں اور اس کے عکس میں سائل دل کے تابع اعضا کے ہوں یہ صورت ہے کہ جب کوئی حرکت جوارح سے وجود میں آتی ہے تو وہ ارادت ہے مگر اس حرکت سے دل میں کچھ اثر ضرور ظاہر ہوگا یہ عکس معاملہ کا ہے وہاں دل تابع جوارح کا تصاصونی چاہئے کہ نگبان جوارح کا ہوا سوا اسے کہ وہ حرکت عبادت ہے بعد اس کے دل میں ظہر ہوگی۔ اور ہرگز مصیبت ہے تو ظلمت اس کے دل میں پیدا ہوگی پھر فرمایا صوفی ابن الوقت ہے اور بعض اسکے یہ ہیں کہ اگر عبادت کرنا چاہے تو بافضل کرے تاخیر میں نہ کرے اور اگر چاہتا ہے کہ وہ حجاب جو درمیان مژدم اور حق کے ہے مٹے ہو جاوے تو مجاہدہ کرے اور سختی نفس پر لازم کرے تا وہ پردہ درمیان سے اٹھ جاوے اور اسی معنی میں فرمایا ہے کہ ایک بزرگ تھے انکو شیخ ابو بکر محمد کہتے تھے جنمہ مجذوبان حق سے تھے کوئی سیر نہیں انکا نہ تھا نہ تصرفات جذبات الہی سے مقامات عالیہ پانے تھے اور جانے مسافت ملک

مع عقبات کے طے کی تھی سو اُن سے منقول ہے کہ فرمایا چالیس سال میں سلوک میں تھا ایک ایسا مقام
 سمیت پیش آیا کہ دو سال تک اسکی سختی سے خونِ شکم میں پڑا اور بہت خون پاتا بہ غایت آہی اُس مقام
 سے مجبور ہو کر داخل ہوا قاضی آدم نے اسوقت سوال کیا کہ حجاب کیا ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا اول معلّم
 خلق کا بیان کرتا ہوں اُس سے حال حجابوں کا خود معلوم ہو جاوے گا پس خلق تین قسم پر ہے عوام اخص
 اور اخص اخص حجاب عوام کے معاصی ہیں اور حجاب اخص کے امور مبارک اور حجاب اخص اخص کے
 حسنات اور اسی طرف اشارہ اس قول میں ہے کہ حسنات الابوار سنیات المقربین پھر اس باب
 میں یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جب اذان سنتے طہا پلچنے مومن مبارک پر ہوتے
 اور فرماتے ابو سعید بیچارے کو کہاں سے کہاں لئے ہیں ابھی عالمِ لاہوت میں تھا اب اُسکو عالمِ ناسوت
 میں لاتے ہیں اسوقت کے عالمِ لاہوت عبارتِ قرب و مشاہدہ سے ہے اور عبادتِ امر ہے اور اوامر
 عالمِ ناسوت میں ہوا کرتے ہیں اور یہ پہلے عالم سے کمتر و احسن ہے پھر یہ حدیث فرمائی کہ لی مع اللہ وقت
 لا یسحق فی ملک مقرب ولا بنی مرسل میں نے عرض کی کیا یہ وقت سوائے انبیاء علیہ السلام کے
 اولیاء کو بھی ہوتے ہیں فرمایا ہاں ہوتے ہیں اور یہ حکایت بیان کی کہ حضرت خضر علیہ السلام یک بزرگ
 کے در پر تشریف لائے خادم نے اُن سے کہا خواجہ خضر باہر کھڑے ہیں کہا اس وقت کہ لوٹ جاویں
 میرا یہ وقت خاص ہے خضر جا کر پہنچا بیٹھے اور اگر یہ وقت میرا گیا تو پھر نہ آویگا پھر فرمایا التبتہ سالک لیک
 وقت آتا ہے مگر اُسکو دوام نہیں ہوتا اگر اسوقت کوئی اُسکے پاس آتا ہے تو اُسپر گراں گذرتا ہے کہ اُسکو
 جو مشغولی تھی میں ذوق حاصل ہے جا بد صاب ہے پھر فرمایا جملہ مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ اُسپر شفق میں کہ
 جبکو جاوے آہی حاصل ہوتا ہے اُسکو بارگاہِ قرب حضرت عزت تک پہنچا دیتا ہے شب ہو یا روز مگر
 نہیں کم ہوتا ہے اور اکثر ایسا وقت مجھ کو میسر ہوتا ہے اور اُسپر یہ حدیث پڑھی ازل یکھنی لکام و ہو کم
 فحات الاقنص ضوا لھا اور اکثر یہ خوشبوئیں صبح کو محسوس ہوتی ہیں اسوقت جو بیداری کی طوٹ کر
 التبتہ ان خوشبوؤں کو پاویگا اور یہ امور وجدانی ہیں بعدہ یہ فرمایا ازل اللہ علیہ السلام سال جبرئیل
 عن فضل الاوقات فقال لا ادری ولکن اذا مضی نصف اللیل نزل الملائکۃ وینزل العرش پھر کہا

محقق ہی نو خوش نہیں ہوتی بلکہ اس بوئے خوش کیساتھ اور بہت نعمتیں ہوتی ہیں اور یہ حدیث پڑھی
 من اخلص لله تعالى اربعين صباحا ظهرت نيا مع الحكمة من قلبه الى السانہ اور کہا آنحضرت علی الصلوۃ
 والسلام شبہائے تمبرکہ میں سنو یا کرتے چنانچہ راتوں میں عشرہ ذی الحجہ کی شب بیدار رہتے پھر فرمایا ابن
 سنا آسان ہے چاہئے شکر اُس پر عمل کرے اگر تمام و کمال نمو سکے تو دس میں دو پر عمل کریں ایسا نو
 کہ ایک کان سے سنا دوسرے سے نکال دیا۔

شعر

استاد تو عشق است چو آنجا بر سے | او خود زبان مال گوید چوں کن +

پہر یاروں سے فرمایا نماز چاشت ادا کرو میں باہر نکلا اُس میں جماعت قلندر روں کی آئی ٹھکانہ
 بلوایا بندہ اگرچہ بصورت قلندر سے مگر صحبت ساتھ صوفیوں کے رکتا ہے جب قلندر خدمت خواجہ سے
 رخصت ہو کر باہر آئے تو پہر یاروں کو اندر بلوایا میں باہر مجلس گذشتہ کھنے لگا تھا حضرت خواجہ نے چاہا کوئی
 حکایت کہیں لہذا بندہ کو یاد کیا کہ فلاں کہاں ہے میرے بڑے بھائی مولانا سراج الدین نے عرض
 کی کہ وہ مدفون گرامی لکھ رہا ہے کہا بلا الوجہ میں حاضر ہوا تو جناب خواجہ نے یہ حکایت شروع کی کہ شیخ
 عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو فرقہ آتا وہ اُن سے ایسا ملے کہ وہ جانتے کہ شیخ ہمارے بن
 و مذہب میں ہے مثلاً اگر قلندر آتے تو اُن سے اس محبت سے اُنکے موافق باتیں کہتے کہ وہ کہتے کہ
 شیخ صوفی میں صوفی ہے لیکن درحقیقت سنے میں قلندر ہے اور اگر جو القی آتے وہ بھی ایسا ہی خیال
 کرتے اگر علما آتے اُن سے بھی یہی معاملہ ہوتا وہ کہتے شیخ تو بڑا عالم ہے صورت صوفیہ کی بنائی ہے سناگر
 بھی ملکر یہی کہتے غرض ہر قوم کا یہ قاعدہ تھا کہ گورستان ہر فرقہ کا چاہا ہو اگر اتنا تھا۔ قلندر اگر مر تا تو اسکو
 متاثر قلندروں میں دفن کرتے نہ اور جگہ اسطرح صوفی صوفیوں میں اور جو القی جو القیوں میں ملو عالم
 عالموں میں و علیٰ ہذا القیاس اگر اہل کلاہ یا سوداگر یا طبخ یا قصاب مر تا تو اپنے جس کے لوگوں میں
 دفن ہوتا جب شیخ کی رحلت کا وقت قریب ہوا تو فرزندوں کو بلا کر کہا یہ شخص مرنے والا ہے مگر میں
 نے اپنی حیات میں اس خوش اخلاقی سے عمر بسر کی ہے کہ ہر طائفہ اگر کے گا شیخ عبداللہ انصاری ہمارے

گروہ سے تمام آب لیکر کیا کرو گے صابن اوروں نے کہا جو تیغ فرماویں ہم سپر عمل کریں فرمایا بعد وفات جنازہ درست کر کے باہر گھر سے رکھ دینا اور ہر گروہ سے کنا کر جنازہ اٹھاویں جنکے ہاتھوں سے جنازہ اٹھے میں اسی طاقت سے ہوں اسی گروہ میں دفن کرنا غرض جب تیغ نے رحلت کی سب گروہ حاضر ہوئے ہر گروہ تیغ کو اپنی جماعت سے بتاتا تھا تیغ کے فرزندوں نے جنازہ گھر سے باہر لاکر رکھ دیا اور کہا ہر گروہ اگر اٹھاوے جسکے ہاتھوں سے جنازہ تیغ اٹھے وہ اپنے کو رستان میں لیجا کر رکے اول قلندروں نے اکر اٹھایا مگر جنازہ نہ ہلاگو یازمین سے بے لاپس ہے وہ لوٹ گئے۔ جو اُلتی آئے پھر دو بلند اور سوداگر اہل کلاہ۔ ہر ایک جدا جدا آئے مگر کسی سے جنازہ نہ اٹھا آخر گروہ صوفیہ کھانکے اٹھ لگاتے ہی جنازہ اٹھاوے لے گئے اس حکایت میں لوگوں کو ذوق بہت حاصل ہوا۔ پھر فرمایا درویش کو لائق ہے کہ مخلوق کے ساتھ ایسا معاملہ کرے کہ ہر کوئی جانے فلاں درمیان ہمارے ہے میں نے عرض کی کہ قول کن مع اللہ انار کو احدہ نسیم کے یہی نسخے میں یا اور فرمایا یہ حدیث مشارق میں نہیں ایک عالم حاضر تھے بولے میں نے فلاں کتاب میں دیکھی ہے اسکو حدیث لکھا ہے فرمایا یہ قول متعلق اخلاق سے ہے یعنی تضرع اور تکلف نہ کہ ہر خلق کے ساتھ مثل اُسکے رہو آنحضرت علیہ السلام ساتھ مخلوق کے مانند لکے ہو لگتے یہاں تک کہ لوگوں نے اَمَّا رَا مَلِكًا هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَشْرَبُ فِي الْأَسْوَاقِ بعد اسکے یہ آیت شریفہ پڑھی اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ اِلَيَّ - وَلَكِنْ لِّيَرْبِيَ الْعَالَمِينَ ۝

مجلس سی و چہارم۔ سعادت پانوں نے قہ لائی۔ قوال سرود کہہ رہے تھے اور جناب خواجہ سماع میں مستغرق تھے گاہ بگاہ آنکھ کھول لیتے گربات نہ کرتے تھے جب مطرب خاموش ہوتے تب حضرت خواجہ نے ہر ایک کا حال پوچھا ایک شخص نبیت کو آیتا تھا اُسے مرید کیا اور نصرت فرمایا لاہور برہان الدین اور دو صوفی اور تھے جبکہ نزدیک ہلاک فرمایا ماجرہ راجہ الامن الطربی کہنا نصرت ہوئی جبکہ بکا کر اوتق سے پہیرتے ہیں تو یہ بربادی کُنکے درمیان سلوک اور وسط راہ میں ہوتی ہے اور جسے سلوک تمام کیا اور مقصود کو پہونچا تو نفس شیطان ہاسکی راہ نہیں مار سکتے کہ وہ راہ لے کر کے نسرل پہونچ گیا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اِلَّا عِبَادُكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ اور جو درمیان راہ کے

ہے تو شیطان اُسکی نظروں میں دُنیا کو آراستہ اور خرمین کر سکے دکھاتا ہے چونکہ وہ ابھی راہ میں ہے اور
 خام ہے کمتر اور حقیر خیر سے فریفتہ ہو جاتا ہے مثلاً کیو دیکھتا ہے کہ خلق اُسپر متوجہ ہے اور دوستی و
 ہے تو ہر گزری اسکو نفس کہتا ہے تو ایسا نہیں کہی ایسی تدبیر کر کہ تو بھی ویسا مرج خلق بنے اور مشہور ہوئے
 یہ نہیں سمجھتا کہ اُسکو حق تعالیٰ نے یہ مرتبہ عنایت کیا ہے وہ اپنی خواہش و رغبت سے ایسا نہیں بنا ہے
 اگر چاہتا تو اُسکی خواہش سے کچھ نہوتا سو ایسے تفکرات و تخیلات بھی از قبیلہ دنیا ہے اور دنیا کی محاکات
 ہے کہ اگر اُسکو طلب کہے تو بھاگتی ہے اور جو اُس سے بھاگو تو پیچھے دوڑتی ہے پھر فرمایا صوفی کو چاہیو
 اپنے نفس پر مجاہدہ اختیار کرے مجاہدہ سخت کہ ایک دو ماہ یا ایک دو سال برابر مجاہدہ کرے علی الدوام
 اور مشائخ سلف سنے ہر امر میں تغلیل کا امر فرمایا ہے کہ قلت الطعام و قلت للنساء و قلت الصحبة
 الا نام کم کمادے کم سوے لوگوں سے بنا ترک کرے پھر یہ دو شعر زبان مبارک سے فرمائے کہ
 دلوں کو راحت حاصل ہوئی +

اشعار

راہ زنانہ درہ دل زند	راہ بنزدیکی منزل زند
امر سلم زیشان کہ شب خون کنند	خوار ازیں دائرہ بیروں کنند

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس پنجم - سعادت پانہوس میر ہوئی۔ خدمتِ خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالبحیر نے
 فرمایا اس وقت سید چچو کر دیزی میر سے پاس آئے تھے اور بیان کیا کہ شیخ حاجی رحمت بیارہیں
 لہذا اسوقت انکی فرج پرسی کو جاتا ہوں پھر دوبارہ بیاری کے فرمایا کہ ایکہ شیخ الاسلام حضرت فیلین
 رحمہ اللہ علیہ بیار ہوئی ہنایت سخت بیاری کہ اشتہا بالکل ساقط ہو گئی کہ چند روز اپنے نہ کچھ کھا کھا یا نہ
 پانی پیآپ کے صاحبزادے اور اہل تربت جمع ہوئے اور طبیب کو لائے اُسے نبض دیکھ کر کہا احکام
 نبض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکو کوئی عارضہ نہیں علاج کیا کروں یہ کہہ کر لوٹ گیا اگر بیاری شیخ کی فریاد
 ہوئی یاروں کو رو بہو بلوایا میر سے حضرت سلطان الاولیاء فرماتے تھے کہ میں انہیں دونوں

اجودہن میں گیا تھا۔ مجھ کو بھی بلایا اور شیخ بدر الدین اسحاق اور باقی یار اور مرید بھی آئے حضرت شیخ نے فرمایا تم سب جا کر مشغول ہو اور مراقبہ میں پروردگار سے یہ دعا کرو کہ مجھ کو صحت عطا فرماوے سب نے اُس ت مراقبہ کیا بدر الدین سلیمان حضرت شیخ کے صاحبزادے نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آکر کتاب ہمارے باپ پر عبادت کیا ہے انہوں نے پوچھا کس نے کیا ہے اُس نے کہا شہاب کے فرزند نے اور اجودہن میں ایک شخص تھا اسکو شہاب ساحر کہا کرتے تھے فن سحر میں کامل مشہور تھا پھر اُسی نے خواب میں کہا کوئی جاکر شہاب ساحر کی گور کے سر اٹھنے بیٹھ کر یہ پڑھے شیخ کو صحت ہو جاوے گی بدر الدین سلیمان نے کہا جب اُس نے وہ عبارت پڑھی تو مجھ کو خواب میں ہی یاد ہو گئی وہ یہ تھی ایہا للقبور المثلثی اعلم مالک لینک الحد سر وای اقل لہ لیکف باسہ عنا والالہی بہ مالمی بنا فخر کو اپنے والد جناب شیخ سے جاکر عرض کی کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے آپ نے مولانا نظام الدین سلطان الاولیا کو بلوا کر فرمایا یہ عبارت یاد کرو اور قبرستان میں جا کر تربت شہاب ساحر کی دریافت کر کے اُس کے سر اٹھنے بیٹھ کر یہ کلمات پڑھنا میرے شیخ حضرت نظام الدین فرماتے تھے میں گیا اور شہاب ساحر کی قبر دریافت کر کے اُس کے سر اٹھنے بیٹھا اور یہ پڑھنا شروع کیا اُس قبر کا چہرہ گچ کا بنا ہوا نچتہ تھا مگر سر اٹھنے تو بڑی جگہ پڑھی ہوئی تھی اتفاقاً میرا ماتھے اُس کچی زمین پر لگا۔ مٹی الگ ہوئی میں نے اور کرید ایک گڑھا ہو گیا میں نے اُسیں ماتھے ڈالا اور سمجھا شاید نیچے سے چہرہ ظہور ہو چو نہ ہے انورض اتنا گڑھا ہوا کہ میرا ماتھے اُسیں چلا گیا اور اُس کے اندر ایک پوٹلی میرے ماتھے کو لگی۔ میں نے اُسے نکال کر دیکھا تو ایک مورت ماش کے آٹے کی بنی ہوئی تھی۔ اور بہت سونیاں اُسیں چھپی ہوئی تھیں گھوڑے، کتے، بکالے اور پر پٹے ہوئے تھے میں جلد اسکو خدمت شریف شیخ میں لے آیا فرمایا ایک ایک سوئی نکالو ہر سوئی نکلنے سے بیماری شیخ کی کم ہوتی جاتی تھی اور آرام معلوم ہوتا تھا جب سب سونیں نکالیں تو فرمایا اس مورت کو توڑو اُس کے توڑنے کے بعد فرمایا میں بالکل اچھا ہو گیا غرض وہ مورت توڑ کر پانی میں ڈال دی خدمت شیخ نے بالکل صحت و عافیت پائی قاضی آدم نے عرض کی کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سحر کیا تھا حضرت ان البید نے اور تپا بنا کر چاہیں ڈالا تھا اُسی کے دفع شر کو حوذ میں نازل ہوئیں اور کہا مشہور ہونا اور شہید میں رہنا ہی بلاتا ہے پھر کہا میرے شیخ مولانا نظام الدین پر بھی جادو کیا تھا اور یہ آیت شریفہ پڑھی۔

اتبعوا ما تنزلوا الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما أنزل على الملكين ببابل هادوت وماروت وما يعلمان منا أحد حتى يقولوا انما نحن فتنه فلا تكفر ہر یہ دوسری حکایت بیان فرمائی کہ اودھ میں ایک تبار تھا اسکالڑکا سخت بیمار ہوا مولانا داود کو اُس سے محبت تھی اُسکے فرزند کی عیادت کو گئے وہ اُنکو دیکھ کر دوڑا اور قدموں میں گر پڑا رو کر کہتا تیغ میرے ایک ہی لڑکا ہے وہ بھی ماتہ سے جاتا ہے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اُسکو صحت دے مولانا داود نے کہا کچھ مال مجھ کو دینے کا تیار کر تو دُعا کروں گا کہا چوتھائی مال دو لنگا مولانا داود اُسکے فرزند بیمار کے سر پر جا کر کھڑے ہوئے اور کچھ ٹپٹا پھر اُسکا ماتہ پکڑ کر کہا کھڑا ہو وہ فی الفور اُٹھ کر بیٹھ گیا گویا کچھ بیمار نہ تھا پھر اُس تبار سے کہتا لڑکا اچھا ہوا جو نذر کی ہے حاضر کر وہ گیا اور حساب کر کے ربع مال سے کچھ زیادہ لایا اور مولانا کے روبرو رکھا پانسو ٹنگہ تھے مولانا اُس میں سے تین سو ٹنگہ لیکر باہر چلے جوتلے اُسے کچھ دیتے یہاں تک کہ جب گھر پہنچے سب صرف ہچکا تھا پھر مناقب مولانا داود میں یہ حکایت فرمائی کہ اُس طرف اُنکے قصبے بہت مشہور ہیں مگر ایک بار اودھ میں ایک اور بزرگ تھے وہ نعمت بیمار ہوتے یہاں تک کہ اُنپر چادر لوڑھا گئی اور تجنیز و تکھین اُنکی لوگ کرنے لگے مولانا داود اور ایک دوسرے بزرگ مولانا ضی الدین منصور یہ دونوں وہاں گئے وہ حال دیکھ کر آپس میں کہا اب ہم جو یہاں آگئے ہیں تو اُسکو اس طرح چھوڑ جانا مناسب نہیں آؤ دعا واسطیٰ کی سہلی کریں پھر مولانا ضی الدین نے کہا ایک طرف اس مریض کے تم قبول کر لو اور دوسری طرف میں - مولانا داود نے سر کی جانب قبول کی اور مولانا ضی الدین نے پاؤں کی طرف پیران دونوں نے بیٹھ کر کچھ پڑھا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور اُس مریض کا ماتہ پکڑ کر کہا اٹھ کھڑا ہو اودھ فی الفور اُٹھ کھڑا ہوا بالکل تندرست تھا پھر مولانا داود کی تعریف فرمائی کہ وہ بعد نماز صبح کے گھر بے تکلف صحر کو جاتے وہاں مشغول ہونے والا ان صحرائی رگڑا گرو اُنکے کمرے ہو جاتے اور اُنکا تماشہ دیکھ کر حیران رہا کرتے پھر حضرت خواجہ یہ حکایت فرما کر کہ چاہے تم فکر میں رہتے فرمایا ایک آیت یاد کرتا ہوں یاد نہیں شاید مطابق حکایت سابق کے کوئی آیت ہمیں گزری ہوگی مگر اُس وقت یاد نہ آئی حامل شریف جو اُنما کے کھولی تو قدرت الہی سے وہی آیت نکل آئی حامل رکھ کر فرمایا لگتی اور یہ آیت پڑھی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ؕ واوبنے مع ہے فرمایا کثاف میں

استدراج ہے اور موجب غلب سَتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْكُمُونَ میں یہی اشارہ ہے پھر فرمایا فرعون
 کہ کسی شے کو کما عمر دراز پائی دعویٰ خلائی کا کیا فرمایا مال و فرزندوں کو شارع نے فقہ کہہ ہے انما والکم
 واولادکم فتنہ انکا فتنہ ہونا یوں ہے کہ تو چاہتا ہے کوئی دم گھر کے کونے میں بیٹھ کر مشغول بن جاؤ فرزند
 آتے ہیں اور دامن کینچے ہیں کہ ہکو تیری اس مشغولی سے کیا فائدہ باہر جا کر کچھ لا جو ہم کھاویں وہ فرزندوں
 کی جہت سے ترک مشغولی کرتا ہے اور باہر نکھر کر پریشان و سرگراں پڑتا ہے پس اولاد فتنہ ہوئی اور مال بھی
 فتنہ ہے اس واسطے کہ جب تک مال نہیں خدا سے مشغول ہے جب مال ہوا تو لیزاں حسین یاد ہو میں اور حرا تو
 وق کی طلب ہوئی لہذا مال بھی فتنہ ہوا مگر جب کو خدا سے مال دیا اور وہ اس کو راہ خدا میں صرف کرتا ہے
 کہ فقر کو دیتا ہے صلہ رحمی بھالاتا ہے یا عمارت - مسجد - یا پل یا چاد یا رباط وغیرہ خیرات میں صرف کرتا ہے۔
 غرض کہ مال کو کہ حصول حسنت کا بناتا ہے تو وہ مال اس کے حق میں فتنہ نہیں پھر فرمایا انسان جس کام میں
 ہوا سے کیا کرے حکومت اور مشغل دنیا بھی کرے مگر چاہے کہ زبان کسی دم ذکر الہی سے خالی نہ ہو کہ شے
 بیٹھے لیٹے یا وضو میں رہے اور آیت شریف پڑھے الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم
 جب زبان ذکر خدا میں لگی رہیگی تو امید ہے کہ تمام غم و فکر دنیا کے تیرے دل سے دور ہو جائیں گے اور بے
 غم رہے گا پھر فرمایا اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی کہ اپنے گوشہ گہر میں یا مسجد یا قبرستان میں یا وضو میں
 انسان مشغول رہے اور شیاطین انس سے یل و جل نہ رکے شیاطین انس وہ لوگ ہیں جو یا وضو سے
 روکتے ہیں۔ جب تو چاہتا ہے یا وضو کرے تو ہنشین تیرا سوقت خدائے تعالیٰ ہوتا ہے فرماتا ہے
 انا جلیس من ذکر فی اور قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے فاذا ذکرونی ذکر وہ یعنی لے بند و تم میرا ذکر کرو
 میں تمہارا ذکر کروں گا جب تو ذکر خدا سے دور ہو گا تو تیرا جلیس شیطان ہو گا فرماتا ہے ومن یش ص
 ذکر الرحمن فیض لہ شیطاناً فیہ عوذ ذکر خدا سے روگرداں ہوتا ہے ہم اس پر شیطان کو مسلط کرتے ہیں
 پس خیال کرنا چاہئے کہ ذکر الہی کون صحابہ پر آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا اُسوقت اللہ تعالیٰ مصاب
 ہوتا ہے دیکھو فرمایا ہے انا جلیس من ذکر فی میں ہنشین بسکا ہوں جو میرے ذکر میں رہے پھر فرمایا حضرت
 ابو بکر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شیخ الشیخ قدس اللہ سرہ و ارفعہ نے صحابی میں فرمایا ہے اصحوا

مع اللہ تعالیٰ فان لم تستطیعوا فاصبروا مع اللہ تعالیٰ لیوصلکم بרכת صحتہم الی محبۃ

اللہ تعالیٰ + پھر یہ حکایت کہ حضرت موسیٰ علیہ علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں بنی اسرائیل

میں ایک بُت پرست تھا کہ چار سو برس بُت پرستی کی تھی کبھی نافع نہ کی سرکوبت کے قدموں میں ڈالو

رکتا ایک دن اُسے بخار آیا دھڑا گیا سُرُت کے قدموں پر رکھ کر کہا تو میرا خدا ہے اور میرا پروردگار

ہے مجھ سے یہ تپ دو کر دے دیر تک بُت سے کہا تپ سے کیا جواب سنتا اور ہر بخار زیادہ ہوا تو اٹھ

کر بُت پر ایک لات ماری اور کہا تو پروردگار نہیں مندر سے نکھر چلا راہ میں ایک مسجد سامنے آئی اسی

لایا اور ایجا رکھا اُسے خلعے موسیٰ تو ہر طرف سے آواز سے لبیک لبیک عبدی لبیک عبدی مروی ہے

ا کہ ستر بار لبیک سنے بلا واسطے غیر کے بت پرست حیلن را کہ چار سو برس سُرُت کے قدموں سے نہ

اٹھایا اور کبھی کوئی حاجت اُس سے نہ مانگی آج ایک حاجت چاہی تھی وہ حامل نہ ہوئی ہر چند الحاح و

زاری کرتا رہا اور یہاں ایک بار موسیٰ کے خدا کو پکارا تو اُس نے جواب میں ستر بار لبیک عبدی کہا میں آج

سے اُسکا بندہ ہوں وہ عمر میری ضائع ہوئی ہر عرض حاجت کی کہ اے مجھے بخار مجھ سے دو کر۔

فی الفور تپ جاتی رہی وہاں سے اٹھ کر حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے موسیٰ اگر کوئی

چار سو برس تک دم بہر بُت کے قدموں سے سر نہ اٹھاوے پھر اُسے ترک کرے اور بنیاد پر تپا پکے

حق میں کیا فرماتے ہیں یہ سن کر حضرت موسیٰ کے چہرہ مبارک پر خضہ ظاہر ہوا بُت پرست یہ دیکھ کر بھاگا اور

بار بار پیچھے پھر کر دیکھتا جاتا تھا با اعتمادِ کرم الہی کے کہ شاید حضرت موسیٰ علیہ علی نبینا الصلوٰۃ والسلام مجھ کو

واپس بلا لیں جب دو چلا گیا فی الفور حضرت موسیٰ پر وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ جلد جا کر میرے بنا

سے ملو اور کہو کہ چار سو برس تو کیا اگر چار ہزار برس بت پرستی کرتا اور وقت حاجت اُس سے ناامید ہو کر

مجھ کو ایجا پرکارتا تو میں بمقتضائے کرم و جسم کے ستر بار تعجب کو بلا واسطہ جواب دیتا اور حاجت چاہتا۔

بلا تا غرض حضرت موسیٰ علیہ علی نبینا الصلوٰۃ والسلام اُسکے پیچھے ننگے پاؤں دوڑے اور پکارتیں کرتے

توبہ اور ایمان قبول ہو احکم خداوندی یہ ہوا ہے کہ اگر چار سو برس کیا چار ہزار برس تک لگرت پوجتا اور میرے

اُسکے قدموں میں ڈالے رکتا پھر جب اُس سے ناامید ہو کر ہماری بانگاہ مالی پڑا تو اور ایجا پرکارتا تو

استدراج ہے اور موجب غلاب سَنَتَدِرْجُهُمْ مِنْ حَبِثٍ لَا يَكُونُ فِيهِمْ شَيْءٌ بِشَيْءٍ اِشَارَہٗ بِہِ پرفرمایا فرعون
 اَلْکَہٰی سُنَّہُ دُکَّامِ عَمْرٍ اَز پَانِی دَعْوٰی خُدائی کا کیا فرمایا مال و فرزندوں کو شارعِ نَفْسَنہ کہا ہے اِنَّمَا وَاَلْکَہِ
 اولاد کہ فتنہ انگافتنہ ہونا یوں ہے کہ تو چاہتا ہے کوئی دم گھر کے کونے میں بیٹھ کر مشغول بجا ہو فرزند
 آتے ہیں اور دامن کینچتے ہیں کہ ہکو تیری اس مشغولی سے کیا فائدہ باہر جا کر کچھ لا جو ہم کھادیں وہ فرزندوں
 کی جہت سے ترک مشغولی کرتا ہے اور باہر نکھر پریشان و سرگراں پڑتا ہے پس اولاد فتنہ ہوئی اور مال بھی
 فتنہ سے اس واسطے کہ جب تک مال نہیں خدائے مشغول ہے جب ٹال ہوا تو کنیزاں حین یاد ہوئیں اور حیات
 ذوق کی طلب ہوئی لہذا مال بھی فتنہ ہوا مگر جسکو خدائے مال دیا اور وہ اسکو راہِ ندامت میں صرف کرتا ہے
 کہ فقر کو دیتا ہے صلہ رحمی بکالتا ہے یا عمارت - مسجد - یا پل یا چاد یا رباط وغیرہ خیرات میں صرف کرتا ہے۔
 غرض کہ مال کو اہل حصولِ حسانت کا بنانا ہے تو وہ مال اُسکے حق میں فتنہ نہیں پرفرمایا انسان جس کام میں
 ہوا سے کیا کرے حکومت اور شغل دنیا بھی کرے مگر چاہے کہ زبان کسی دم ذکرِ الہی سے خالی نہ ہو کترے
 بیٹھے لیٹے یا دُخدا میں رہے اور آیت شریف پڑھے الذین یذکرون اللہ قیامًا و قعودًا و علی جنوبہم
 جب زبان نہ کر خدا میں لگی رہیگی تو امید ہے کہ تمام غم و فکر دنیا کے تیرے دل سے دور ہو جاویں گے اور بے
 غم رہے گا پرفرمایا اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی کہ اپنے گوشہ گہر میں یا مسجد یا قبرستان میں یا دُخدا میں
 انسان مشغول رہے اور شیاطینِ انس سے یل و جل نہ رکے شیاطینِ انس وہ لوگ ہیں جو یا دُخدا سے
 روکتے ہیں۔ جب تو چاہتا ہے یا دُخدا کرے تو ہنشین تیرا اس وقت خدائے تعالیٰ ہوتا ہے فرماتا ہے
 اِنَّا جَلِیْسٌ مِّنْ ذٰکِرِیْنَ اَوْرَاقِیْنَ اَوْ رُکُوعِیْنَ اَوْ سُجُودِیْنَ اَوْ قُیُومِیْنَ اَوْ نَافِلِیْنَ اَوْ نَافِلِیْنَ اَوْ نَافِلِیْنَ
 میں تمہارا ذکر کروں گا جب تو ذکرِ خدا سے دور ہوگا تو تیرا جلسہ شیطان ہوگا فرماتا ہے و مِن بَیْشِ عَن
 ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نَفِیْضٌ لِّذٰلِکَ سَیْطٰنٌ اَنٰیضٌ حُوْذِیْ خَدَّیْ رُوْکُودَاں ہوتا ہے ہم اس پر شیطان کو مسلط کرتے ہیں
 پس خیال کرنا چاہئے کہ ذکرِ الہی کون صاحب ہے پھر آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا اُس وقت اللہ تعالیٰ موصاف
 ہوتا ہے دیکھو فرمایا ہے اِنَّا جَلِیْسٌ مِّنْ ذٰکِرِیْنَ اَوْ رُکُوعِیْنَ اَوْ سُجُودِیْنَ اَوْ قُیُومِیْنَ اَوْ نَافِلِیْنَ اَوْ نَافِلِیْنَ
 ابو بکر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شیخ الشیخ قدس اللہ سرہ العزیز نے عجایب میں فرمایا ہے اصحوا

مع اللہ تعالیٰ فان لم تستطیعوا فاصبروا مع اللہ تعالیٰ لیوصلکم بکرم صحتہم الی محبۃ

اللہ تعالیٰ + پہر یہ حکایت کہ حضرت موسیٰ علیہ علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں بنی اسرائیل

میں ایک بُت پرست تھا کہ چار سو برس بُت پرستی کی تھی کہی نافعہ نہ کی سرکُوبت کے قدموں میں ڈالو رکشا ایک دن اُسے بخارا یا دوڑا گیا سرکُوبت کے قدموں پر رکھ کر کہا تو میرا خدا ہے اور میرا پروردگار ہے مجھ سے یہ تپ دور کر دے دیر تک بُت سے کہا نہ پر سے کیا جواب سنتا اور ہر بخارا زیادہ ہوا تو اٹھ

کُوبت پر ایک لات ماری اور کہا تو پروردگار نہیں مندر سے نکھر چلا راہ میں ایک مسجد سامنے آئی اسے لیا اور ایجا رکھا اسے خلعے موسیٰ تو ہر طرف سے آواز سے لبیک عبدی لبیک عبدی مروی ہے

کہ ستر بار لبیک سنے بلا واسطے غیر کے بت پرست حیلان رہا کہ چار سو برس سرکُوبت کے قدموں سے نہ

اٹھایا اور کہی کوئی حاجت اُس سے نہ مانگی آج ایک حاجت چاہی تھی وہ حاصل نہ ہوئی ہر چند الحاح و

زاری کرتا رہا اور یہاں ایک بار موسیٰ کے خدا کو پکارا تو اُس نے جواب میں ستر بار لبیک عبدی کہا میں آج

سے اُسکا بندہ ہوں وہ عمر میری ضائع ہوئی بہر عرض حاجت کی کہ اسے سچے محبوب و بخار مجھ سے دور کر۔

فی الفور تپ جاتی رہی وہاں سے اٹھ کر حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے موسیٰ اگر کوئی

چار سو برس تک دم بہر بُت کے قدموں سے سرنہ اٹھاوے پھر اُسے ترک کرے اور بنیزار ہو تو آپ اسکے

حق میں کیا فرماتے ہیں یہ سن کر حضرت موسیٰ کے چہرہ مبارک پر غصہ ظاہر ہوا بُت پرست یہ دیکھ کر بھاگا اور

بار پیچھے پر کر دیکھتا جاتا تھا با عتقاد کم آہی کے کہ شاید حضرت موسیٰ علیہ علی نبینا الصلوٰۃ والسلام مجھ کو

اپس بلائیں جب دوڑ چلا گیا فی الفور حضرت موسیٰ پر وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ جلد جا کر میرے بندہ

سے ملو اور کہو کہ چار سو برس تو کیا اگر چار ہزار برس بت پرستی کرتا اور وقت حاجت اُس سے ناامید ہو کر

مجھ کو ایجا رکھتا تو میں مقتضائے کرم و جسم کے ستر بار تہجد کو بلا واسطہ جواب دیتا اور جو حاجت چاہتا۔

بَرَلَا غرض حضرت موسیٰ علیہ علی نبینا الصلوٰۃ والسلام اُسکے پیچھے ننگے پاؤں دوڑے اور بلا تپا تیری

توبہ اور ایمان قبول ہوا حکم خداوندی یہ ہوا ہے کہ اگر چار سو برس کیا چار ہزار برس تک لگ کر بُت پرست ہوا اور میرے

اُسکے قدموں میں ڈالے رکشا پھر جب اُس سے ناامید ہو کر ہماری باگاہ عالی پر آتا اور ایجا رکھتا تو

ستر بار ہم بلا واسطہ جواب دیتے اور جو حاجت ہوتی بلاتا فقط حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان حکام میں حاضرین زار زار روتے تھے اور شور مچا گیا تھا میں فطریہ گریہ سے بے حال تھا اور کچھ باتیں فرمائیں سب میں نہ آئیں پہر اپنے آپکو سنبھال کر ادھر متوجہ ہوا تو فرمایا مالک ہمارا کریم و جریم ہے فرماتا ہے سبقت حق علی غضبی پس جب رحمت غالب ہوئی تو غضب و ب گیا پہر فرمایا اُس نے جان دی نعمت ایمان عطا کی ذوق ایمان بخشا وَإِنْ تَعَدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تَحْصُوْہَا اِیْسے خدا کو کون ہو لے جس نے چار سو سال بت پوجا اسکو محروم نہ فرمایا تو اگر مسلمان کلمہ کو معاصی سے توبہ کرے تو وہ رحیم و کریم قبول فرماوے گا پہر آیتہ شریفہ پڑھی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَیْہِ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنۢ یَّشَآءُ شَرکَ نہ بخشتا اور اُس کے سوا سب گناہ بخشا ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ *

مجلس سی و ہفتم - سعادت پاہوس چل ہوئی ایک درویش میں سے آیا تھا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکو کچھ دیکر عذر کیا درویش اٹھا آپ نے اشارہ بیٹھنے کو فرمایا اُس نے بیٹھ کر کہا آج میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھکو پہر بن پھرتے ہیں اور کوئی کتاب ہے یہ جامہ شیخ محمود کا ہو اسوقت وہ جامہ مجھ کو عنایت ہو جو خواب میں دیکھا تھا حضرت خواجہ نے اُسکو اپنا پیر صحن خود دے

مبارک سے عنایت کیا اور وہ نصحت ہو امن بعد آپ نے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ملک یار پران کے ایک مری نے خواب میں دیکھا کہ مجھکو شیخ حکم فرمائیں کہ اپنی گھوڑی حضرت شیخ نظام الدین کو دے اُس نے بیدار ہو کر اُس دن اُس نصیحت کی تعمیل نہ کی دوسری شب بھی یہی خواب دیکھی کہ پہر فرماتے ہیں یہ گھوڑی شیخ نظام الدین کے نزدک عرض تین رات متواتر یہی خواب دیکھی تب وہ ماہہ اسپ شیخ کی خدمت میں حاضر کی اور کہا میں تین دن سے پیہم یہ خواب دیکھتا ہوں لہذا اسے آپ کی خدمت مبارک میں لایا ہوں اسے قبول فرمایاں اور اُن دنوں جناب سلطان الاولیا کا اہتمام وقت تھا فتوحات کم تھی گرمی میں غیاث پور سے کیلو کھری کا کہ آدہ کوس ہے نماز جمعہ کو پیادہ تشریف لیجاتے اور صائم الدھر تھے ایسے حال میں اتنی دور پیادہ جانا دشوار ہوتا تھا اکثر آپ کو خطرہ گذرتا کہ اگر کوئی سواہی ہوتی حمار یا چھڑ تو اُسپر سوار جایا کرتے جب ملک یار پران کا مریہ یہ خواب دیکھ کر ملوہ اسپ

آپ کی خدمت میں لایا تو خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا تم سے تمہارے پیر نے خواب میں کہا ہے کہ گیٹوی
فلانے کے پاس لیجا لند اتونے اسکی تمیل کی اگر مجھ کو بھی میرے پیر و مرشد خواب میں لینے کو فرما دیں گے
تو جب میں قبول کر ڈنگا اسدن وہ گھوڑی پیر دی پر چار روز بعد ملک یا پران کا مرید وہ گھوڑی لایا
تو آپ نے یلی۔ چونکہ ہمارے شیخ نے خواب میں دیکھ لیا ہوگا لند قبول کیا پر خواب خواجہ نے فرمایا سیر
دلیں بھی بطریق دل لگی آیا تھا کہ کہوں تو نے خواب میں دیکھا کہ جامہ پہنایا ہے مگر میں بھی دیکھ لوں
تو دوں مگر میں خاموش رہا کہ اسکی دشمنی نہ ہو پر کہا یہ میں سے آیا ہے اور وہ موضع تبرک ہے بہت
اولیا و کرام ہیں میں ہوئے ہیں اور یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ابوالغیث یامانی علیہ الرحمۃ میں تھے وہ ایجاب
سخت بیمار ہوئے اُنکے فرزند اور مرید جمع ہوئے اور سب نے عرض کی کہ شیخ کا قاعدہ ہے جب جان
سفر کرتے ہیں تو کیسکھاپنا قائم مقام اپنا کر جاتے ہیں کہ اُن کا مسئلہ خالی نہ رہے آپ بھی کیسکھاپنا
جانشین فرما جاویں شیخ نے کہا میرا جانشین فیروز ہے وہ لوگ پاس سے لوٹ آئے اور کہنے لگے یہ
شیخ نے کیا کہا ہمارے درمیاں فیروز کیسکا نام نہیں دیکھتے فیروز کون شخص ہے غرض کہ شیخ نے اُس غرض
میں رسلت کی مریدوں نے کہا وصیت شیخ تھی کہ فیروز سجادہ نشین ہو اور خلاف وصیت شیخ کے ہم چمپیں
کہہ سکتے اور ہمارے اندر کیسکا یہ نام نہیں تمام شہر میں میں ٹھہروںڈا اس نام کا کوئی مرد صالح نہ ملا۔ پھر بری
سلاطین سے معلوم ہوا کہ اس نام کا ایک شخص خمارینے شراب بنانے والے کا شاگرد ہے کہ وہ ہمیشہ شراب خانہ
میں ملا کرتا ہے اُسکے سوا شہر میں کوئی اس نام کا نہیں بھنے فیروز نہ مرید بے ذوق ہوئے بوسے ہم
اُسے ہرگز اس واسطے قبول نہ کریں گے کہ سجادہ نشین شیخ بنے اور ایسے بزرگ کے مصلے پر شراب ساز کا شاگرد
بیٹھے بعضوں نے کہا ہم کو اس بات سے کیا کام جب شیخ نے پسند کر کے اُسے کہا تو ہلکواُس سے چارہ نہیں
گھپے پلے چلکر اُسکا معاملہ دیکھنا چاہئے اور چند مرید تحقیق حال کو شراب خانہ میں گئے اور جو فیروز کو پہچانتا تھا اُسے
تنگے کیا تو پہلے اس سے کہ یہ سب شراب خانہ میں جاویں فیروز اندر سے نکلا شکر شراب کا سر پر رکھے ہوئے
اُس نے اوروں کو بتایا کہ فیروز شاگرد خمار ہی ہے اسیں فیروز انکے قریب پہنچا اور بے کچھ بات چیت کئے
ان سے آہستہ سے کہا یا رویہ آخری مشک ہے تم سب چلو میں پیچھے سے آتا ہوں یہ سب لوٹ کھانا وہ میں

آئے اور کہنے لگے جسکے واسطے شیخ نے وصیت فرمائی تھی ہم اس سے مل آئے اور فیروز نے وہ سب سے شراب پہونچا کر غسل کیا اور بدن اور کپڑے دھو کر خانقاہ میں آیا اکثر مریدوں نے ٹھکڑا اس کا استقبال کیا اور تنظیم بجالائے اور بیٹھے بیٹھے رہے اور سوچا جو شخص ایک مدت خراب کام میں رہے اور آج نہاد ہو کر آیا ہو ایسے مقام کے کیا لائق ہو گا فیروز بولا شیخ نے مجھے وصیت کی ہے اور تم تعین نہیں لاتے اگر دوبارہ شیخ میرے واسطے فرماویں جب تو تعین کرو گے سب لوگ حیران ہوئے بولے شیخ نے انتقال فرمایا جواب کون دیکھا فیروز نے کہا مگر شیخ پر چلو اور پوچھو اگر شیخ مجھ کو کہیں تو مانو ورنہ خیر سبے کا بہتر ہم جب تو بیشک مان لگو اس بات کا شہر میں شہرہ ہوا جسے جہاں سنا دھڑا ہوا آیا اور حاکم شہر بھی حاضر ہوا یہ ہجوم ہوا کہ بازار میں قدم رکھنے کی جگہ نہ رہی فیروز ایک صہم خیر کے ساتھ تربت شیخ پر گیا اور سر پہنے کھڑا ہو کر بولا شیخ آپ نے میرے واسطے وصیت کی ہے یہ لوگ مجھے قبول نہیں کرتے کیا حکم ہے آپ کی جگہ کون بیٹھے تین بار قبر سے آواز آئی کہ فیروز فیروز فیروز۔ پھر بیان کیا کہ یہ فیروز ایک شخص علوم الناس سے تھا جب مصلائے شیخ پر بیٹھا۔ تو تسبیح پرا کرتا اسکی تسبیح میں نہرا دانتے سو بار ہر روز وہ تسبیح پڑا کرتا اور اُسے قدر رات میں۔ پھر نماز اُٹھاتا وچاشت و تہجد بھی انیس صوفیوں سے سیکھی شب و روز مشغول تسبیح پڑا کرتا اور خلوت اختیار کی اسے اُسکا کام پورا ہوا پھر فرمایا تہجد و بتدرک بسلو کہ یہ لوگ ہیں کہ اول حال میں اُنکو سلوک نہ تھا جذبہ بآلہ آیا بعد اُسکے سالک ہوئے میں نے عرض کی کہ سلوک کس چیز سے عبارت ہے تصنیف و تزیلہ ہے یا ذکر و نماز و زہ ہے فرمایا اسے درویش ایک طریق یہ بھی ہے کہ بوسیلہ ذکر کے مقام قرب کو پہونچیں اما الطريق الى الله مشق والمقصود واحد پھر یہ آیت شریفہ فرمائی وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اِنَّهُمْ سَبَكْنَا لَفْظَ جَمْعٍ كَا فَرَمَا يَلْفُظَ سَبِيلٍ کا مفرد نہ فرمایا۔ کہا ایک بار جناب امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ حضرت اعلیٰ علیہ السلام نے کثرت فیض رحمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ دَلَّيْنِي عَلَى اقْرَبِ لَطَرِقٍ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَاسْمِهَا اَهْلُ عِبَادَاتِهِ وَافْضَلُهَا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ عَلِيُّ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ عَلَيْكَ بِمَا نَلَتْ النُّبُوَّةَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَكَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ عَلِيٌّ هَكَذَا فَضِيلَتِ الذِّكْرِ وَكُلُّ النَّاسِ يَذْكُرُوهُ اللَّهُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ لَا تَقُومُ السَّاعَةَ وَهَلْ وَجْهٌ لِّلْأَرْضِ مِنْ لِيَعْمَلَ اللَّهُ اللَّهُ تَعَالَى هَلْ كَيْفَ

اَذْكُرْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَمَضَ عَيْنُكَ وَأَنْصَبْتَ خَنِي اَذْكُرْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَنْتَ تَسْمَعُ هَكَذَا الْقُرْآنَ رَسُولُ

اللہ علیہ السلام الذکر لعل جب یہ لکھ کر خباب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تین بار یہ کلمہ طیبہ اپنے زبان مبارک سے ادا کیا تو میں نے چشم باطن سے دیکھا کہ آدھا گھنور سے بھر گیا تھا پھر کہا یہ طریقہ متبدل ہوا ہے ذکر لا الہ الا اللہ میں نفی و اثبات ہے اول میں نفی جذبات و خواہش بشری کے ہے کہ یہ لا الہ کا ہے یعنی جو تیرا مقصود اور محبوب قلبی ہے وہی محبوب تیرا ہے اول اُسے محو کر اور دل سے مٹا۔

بعد اسکے اثبات وحدانیت پروردگار جل جلالہ کا کہ مطلب اللہ ہے پہ فرمایا کہ اسکی مثال عالم ظاہر میں تانا
ہوں اگر کوئی بزرگ یا امیر کو اپنے گھر مہمان بلایا جاوے تو پہلے اپنے گھر کو جھاڑ کر کوڑا کرکٹ دوڑ کر کے صاف
ستھر کرے گا اور حسب حیثیت مکلف عمدہ فرش بچھائیگا پہر اُس مہمان غریب گراں مالیہ کو گھر میں لا دیکھا اور اگر
گھر جھاڑ کر صاف ستھرا نہ کرے اور عمدہ کورے کرکٹ بے فرش و روشنی کے بٹائے تو ہر چند وہ بزرگ اسکی
خاطر سے آجائے مگر لوٹ کر دلیس کی گناہیں ٹھانا، ان بے سمجھ ہے کہ بے جھاڑے ہوائے اور بے فرش
وروشنی کے مجھ کو اپنے گھر لایا پہ فرمایا ان دونوں میں ہر شخص جائیگا کہ پہلے نے اچھا کیا مہمان کو خوش
کیا اسکو تعظیم و تکریم اور اس خوش سے اسکو مہمان کی دلیس تقرب اور محبت ہوئے +

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس سی و ہشتم - سعادتِ قدم بوسِ تیسر ہوئی ماہ مبارک رمضان شریف کا تہانہ
کو واسطے افطار کے بلایا تھا۔ بعد ازاں آئے او امین دسترخوان بچا خدام نے چائے دے مولائیں ایک قند
ابدال صفت کہ حاضر تھا ائمہ کرام اور محفل سے جانا چاہا جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود باوجود بلند کھارا
کہ درویش کہاں جلتے ہو بیٹھو مگر اُس نے نہ سنا بھلائی نکلیا۔ خواجہ نے خادموں کو دو ٹاپا جھکت
ہو چنے دروازہ تک چلا گیا تھا خادموں نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر مغدرت کی اور لوٹا لائے صف میں آکر
اپنی پہلی جگہ نہ بیٹھا میرے پاس آکر سیدھے ہاتھ کی طرف کہاں بیٹھیں گاد یوانوں کی طرح ایک آنے
اٹھا کر بیٹھا خدمت خواجہ ذکر اللہ تعالیٰ بالآخر نے یہ حکایت شروع کی مگر آہستہ فرماتے تھے کہ ایک دن
کو محی قند خانقاہ شیخ الاسلام مولانا فرید الدین قدس سرہ الغریب میں آیا اور حضرت فیض محمد کے اندر شنول

تھے اور جب آپ حجرے میں ہوتے تو دروازے بند ہوا کرتے کیونکہ قدرت کو ملنے کی نہ ہوتی مگر قلندر
 آکر آپ کے سجادے پر بیٹھ گیا شیخ بدرالدین اسحاق نے کہا شیخ اندر مشغول ہیں وہاں کوئی جانہیں سنت
 تم یہ کھانا کھاؤ پہر شیخ کے پاس سے چلوں گا قلندر نے کھانا کھا یا پہر غلط سے بولی جو قلندر پہنچا
 نکال کر کچکول میں گھولنے لگا کہ اُسکے قطرے شیخ کے سجادہ پر گرے بدرالدین اسحاق نے قریب آکر کہا کہ
 یہ کام یہاں نہ کرو قلندر غصہ ہوا اور کچکول اٹھا کر بدرالدین اسحاق کو مارنا چاہا جناب شیخ حجرے سے
 ہوئے آئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے قلندر بواسطی میرے رحم کر اُس کے کلب درویش ہاتھ اٹھائے
 ہیں تو خالی بے وار کئے نیچے نہیں لاتے شیخ نے فرمایا اس دیوار پر مار اُس نے کچکول دیوار پر مارا دوبار
 گر پڑی پہر فرمایا ہر عام میں ایک خاص ہو اکر تا ہے اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ جب شیخ الاسلام
 بہاؤ الدین ذکر یا رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے
 رخصت ہو کر بغداد تے نکلے تو راہ میں ایک جگہ شام کو مقام کیا وہاں سرے نہ تھی سیداں میں بیٹھیں
 کے نیچے آئے اور برابر آپ کے جماعت قلندروں کی بھی آکر اتریں شب کو شیخ مشغول ہوئے ایک
 قلندر کو دیکھا کہ اُسکے سرے آسمان تک نور تھا شیخ اُس قلندر کے پاس گئے اور کہا اے مرد خدا تو ان
 میں کیا کرتا ہے قلندر نے کہا اے بہاؤ الدین ذکر یا جان لے کہ ہر عام میں ایک خاص ہوا کرتا ہے کہ انکو بہ
 برکت اُس خاص کے جتنے ہیں پہر فرمایا جسے یہ طریقہ ایجاد کیا ہے وہ ایک بڑا عالم تھا اُسے کتب خانہ رہا
 کہا کرتے تھے شیخ جمال الدین ساوجی نام رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ جب کو فتوے میں کوئی مشکل پیش آتی اُس کے
 پاس آتے وہ جواب دیتے بے کتاب دیکھے ہوئے اور اسوقت میں ایک اور بزرگ تھے نام انکا یا نہیں
 ہے سو ان بزرگ کے پاس ایک جماعت فقرا آہن پوشوں کی آئی اور یہ آہن پوش لباس و خرقہ نہیں
 رکھتے فقط آہن بن پہر جکڑے ہوتے ہیں اور کتل بفل میں لنگوٹ رانوں میں ہاتھی برھنہ کسی چیز کی پہر
 نہیں رکھتے جب یہ فقرا ان بزرگ کے پاس سے باہر آتے تو ان بزرگ نے کہا یہ کیا گزران کرتے ہیں
 اسوقت اُنکے پاس شیخ جمال الدین ساوجی بیٹھے ہوئے تھے بوسے میں مغوی ہوں کہ ان سے بڑے
 سکے نکالوں خدا جانے کیا وقت تھا جب انھوں نے یہ کلمہ کہا تاکہ وہاں سے باہر آتے ہی اُن پر ایک

حال وارد ہوا سب چیزوں سے تجرید حاصل کی تھے کہ ریش بھی جان کر تراشی ایک کلی لیکر ٹوٹی قبر میں
رو قبیلہ جا بیٹھے اور حیرانوں کی طرح ٹھنکی طرف آسمان کے باندھی لوگوں نے اُن بزرگ سے کہا۔ سولانا
جمال الدین سا جو کایہ حال ہوا ہے کہ ڈاڑھی منہ واکر ایک قبر میں جا بیٹھا ہے وہ بزرگ ہمراہ اپنی عمت
کے اُنکے دیکھنے کو لائے دیکھا قبر میں خاموش آسمان کی طرف سو نہ کیے بیٹھے ہیں۔ کہا رنگ بگملا کر
اُسے سو نہ میں ڈالیں سبحان اللہ وہ سہرو پانی کی طرح اُنکے حلق میں اتر گیا اور کچھ ضرر نہ پونچا اُن بزرگ
نے یہ حال دیکھ کر کما یہ صورت اسکو نہراوار ہے پروہاں کے علماء اُنکے ملاقاتی یہ حال سُن کر کئے انفاقا
اُس وقت سولانا جمال الدین سا جو قدرے ہوش میں آئے ہوئے تھے سولویوں نے کہا تم نے خلاف
شریعت کیا کہ ڈاڑھی منہ ڈاڑھی پوچھا تم لوگ ڈاڑھی چاہتے ہو اور منہ خرقہ میں چھپا کر جب کہو لا تو بناب
خواہ نے اشارے سے فرمایا کہ شکم تک سفید گہنی ڈاڑھی تھی فقط دولت خانہ خواجہ سے لوگ رخصت ہوئے
اور وہ اجہ اور وہی قلندر بیٹھے رہے تو افطار کو اُس نے چند لقمے کھائے پیرا تہ روک لیا جناب خواجہ
نے اپنے روبرو سے کچھ کھانا اُسے بھیجا وہ لے لیا خاموشی سے کہا اے قلندر یہ روٹیاں خوان پر
کیسے اُٹھائیں مگر اُس نے توجہ نہ کی میں ہر چیز اُسکو نظر پہچانا۔ مگر نہ معلوم ہو اکون ہے کہ کبھی سابق قلندر یا
میں اُسے نہ دیکھا تھا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

مجلس سوئم - سعادت پاتیس حاصل ہوئی حضرت خواجہ نے فرمایا حدیث شریف ہے کہ
من اصبر امنافی منزلة معافانی بد نہ دنی بہتہ قوت یوفہ کا نہا جمعت لعالد تیا بخدا فیہا ہ
پہر یہ شعر زبان مبارک سے پڑھا

بہتر از تاج و تخت فیہ وزرہ

صمت نفس و قوت یکے وزرہ

پہر کہا لوگوں نے قرآن و حدیث کو چھوڑ دیا اُس پر عمل نہیں کرتے لہذا خراب و پریشان ہیں ومن
یق اللہ یجیل لہم و جاوہر زق من حیث لا یغتب الکر دنیا مطلوب ہے تو پارسائی کو لازم پڑھے کہ صمت
رزق کو ساتھ لے کر کسے متعلق کیستہ ہواں سے دیگا کہ گمان میں نہو فرمایا ایک شخص حضرت امیر المؤمنین
عمر بن الخطاب کی خدمت میں آیا بولے خلیفہ محکم کیس کی حکومت دیجئے آپ نے پوچھا تو نے

قرآن پڑھا ہے کہا نہیں فرمایا اول قرآن پڑھا ہر آیت کو کسی ملک کا حاکم کر دوں گا جب یہی قاعدہ تھا کہ موافق حکم قرآن کے کام کیا کرتے تھے جو قرآن جانتا وہ امیر ولایت ہو ا کرتا۔ جو نہ جانتا اسکو حکومت نہ ملتی۔ غرض اُس جوان نے جا کر قرآن پڑھا اور پھر جناب خلیفہ کے پاس نہ آیا ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں جاتے تھے اتفاقاً وہی جوان راہ میں آپ کو ملا آپ نے اُس سے فرمایا۔

یا فلان لم یلیقا قال یا امیر المؤمنین دست من تنجھ ولکن وجدت ایتہ من القرآن اغثنی عن عمر قال عمر ما نلتک الا بقرآن وبتق اللہ یجعل لہ غرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب کما جب سے یہ آیت پڑھی دروازہ اپنا بند کر لیا ہے اور پارسانی اختیار کی ہے نہ معلوم رزق وافر مجھ کو کہاں سے آجاتا ہے کہ حاجت مجھ کو تلاش کی نہیں ہے پھر جناب خلیفہ نے یہ حایت شریف پڑھی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انی لا علم لیتہ اولا عرف آیتہ لواخذ الناس بہا لکفہم فقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکرر ومن یتق اللہ یجعل لہ غرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ۔

پھر یہ شعر پڑھا *

کہ نور پارسانی شمع دلہا ست

انظامی تا توبانی پارسا باش

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجاہد چہلم - سعادت پاتوس میسر ہوئی ایک عورت نے اپنے مُرید ہونے کو کفشی کی معرفت کسلا بھیجا تھا۔ جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوزہ پر آب منگوا یا اور کچھ دیر اُسے رو برو رکھ کر کچھ پڑھا پھر انگشت شہادت اپنی اُسیں ڈوبا کر اُس شخص سے کہا یہ کوزہ آب لیجا اور میرا سلام اُس عورت سے کہو اور کہنا اپنی انگشت اُس پانی میں رکھو اور کہو کہ میں مُرید فلاں کی ہوئی اور اُس شخص سے کہا میرا طرف سے کہدینا کہ بعد اسکے نماز پڑھنا اور روزہ ایام میں رکنا مگر جو غدر ہو اور غلام باندی کو مت ستانا اور مار پیٹ نہ کرنا اور اپنے بیگانے سب سے اخلاق کرنا پھر فرمایا ایک بیعت اسلام کی ہے اور ایک ارادت کی۔ بیعت اسلام میں عورتوں سے نسبت مردوں کے شریک زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کلام پاک میں خبر دی ہے یا ایہا النبی اذ اجابت اللومنات ببأبغینات علی ان

لا یشرکن باللہ شیاء ولا یسرqn ولا یزینn اور بیعت ارادت میں مرد و عورتوں کی شرائط برابر ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم عورتوں کو بیعت کرتے تو فرماتے ایک پیالہ پانی بہرا ہوا لانا اور اپنا دست مبارک اُس پیالہ پر آب میں رکھتے اور شرائط مذکورہ آئینہ اُن سے فرماتے اور وہ اُن شرطوں کو قبول کرتیں اور بعضے کہتے ہیں کہ آپ بیعت کی وقت چادر مٹی لپیے دست مبارک پر ڈال لیتے پھر اُن سے مصافحہ کرتے تا ما تھہ انکا دست مبارک سبے پردی کے نہ لگے یہ طریقہ بیعت کا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ امیر المؤمنین علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی طرف سے عورتوں سے مصافحہ کرتے بعد اُسکے یہ فوائد بیان فرمائے کہ نہایت حال الولی بدایت حال المبنی ایک شخص نے حاضرین مصل سے اُسکے منہ پوچھے فرمایا بعضے فیض نبوت کے بعد متابعت کے ہیں اور ولی جو کمال حاصل کرتا ہے بعد فیض پانے کے تو وہ بسبب متابعت نبی کے ہوتا ہے پس متابعت کے سبب تکمیل ہوتا ہے اور بعد اپنے کمال کے اور کی تکمیل کرتا ہے اس میں میں نے عرض کی کہ انبیاء علیہم السلام قبل نبوت کس کی متابعت کرتے ہیں فرمایا درویشوں کو محب سادات جلال جمال کے بہت ہیں کمالیت انبیاء کا اور طریقہ ہے کہ اولیاء اُسکے اور اک میں عاجز ہیں وہ کسب سے تعلق نہیں رکھتے اور کمالیت اولیاء کی تعلق بہ کسب رکھتے ہیں اس بیان میں بات مقدمہ محبت میں آئی خواہ نے یہ حدیث شریف پڑھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا لا یمن احدکم حق اكون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین فقال عمر اکان انت احب الی من کل ثقی الا من نفسی فقال علیہ السلام لا اختار اكون احب الیک من نفسک فقال عمر اکان انت احب الی من نفسی فقال علیہ السلام لا ان الآن یعنی اب تیرا ایمان کامل ہوا پھر فرمایا علالت محبت آنحضرت علیہ السلام کی متابعت شریعت کی ہے جو متابعت کرتا ہے اُسے محبت پیغمبر کی حاصل ہوتی ہے ایمان کامل پاتا ہے مگر سل کہ بعد اور کمالات کے کمال فیض سالت پاتے ہیں اور انہیں بھی ور جے مختلف ہیں تلک الرسل فضا نا بعضہم علی بعضا ہر شاہ ہے میں نے عرض کی کہ مہاجرین کلمہ اللہ کیا بیان تفضیل ہے فرمایا ہاں اور مراد اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں و رفع بعضہم

درجات سے مراد حضرت خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ اور محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں یعنی بلند کیا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھ نعت کے، ورموسی علیہ السلام کا ساتھ کلام کے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ محبت کے وفضلنا بعضهم علی بعض فی الدرجۃ والمقام فی الوسائے والنبتۃ اوفضلت بعض انبیاء کے بعض دیگر پر از جہت درجہ اور مقام کا ہے مگر حق رسالت اور نبوت میں سب برابر ہیں رہا انہیں جو اختلاف سو وہ درجہ اور مقام کا ہے کہ اسطیغ اشارہ اس حدیث نبوی میں ہے لا تفضلونی علی انخی یونس یعنی فی النبوۃ والوسائے اور بیان درجات میں اپنے فرمایا انا سید ولد آدم وہ فخر اور یہ حدیث بطریق افتخار کے نہیں ہے بلکہ ہر طریق اخبار کے ہے تا امتی جان لیں کہ آپ فاضل ترین نبی آدم کے ہیں اس واسطے کہ ایمان لانا پیغمبر پر کیا ہو بصفائے لازم و واجبات سے ہے بعد اسکے قاضی آدم نے یہ حدیث پڑھی قال علیہ السلام من حفظ القرآن کما نما ادرجت النبوۃ بہن جنبیہ ؕ سو یہ مشہور ہے کہ کس طرح ہوگی خواہ نے فرمایا اور حفظ قرآن سے عمل بالقرآن کہ لفظ کا نہا فرمایا کا تشبیہ تقاضائے عموم نہیں کرتا جیسا کہتے ہیں فلاں کا لقمہ کسی طرح کی مشابہت چاہے پھر فرمایا امام ابو یوسف نے اس حدیث سے تسک کر کے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارق امواتنا کسارق اعیاننا کہا ہے قطع ید کیا جاوے اور روئے جو یہ کہا کافش بیہ عموم کا تقاضا نہیں کرتا اور اسکے دلائل و نظائر بیان کر کے کہا اسکے حق میں قطع نہ چاہئے کہ مرو نہیں خط نہیں ہے۔ وَلِلْحَمْدِ شَرِيبَتِ الْعَالَمِیْنَ ؕ

مجلس چہل و یکم

سعادت پانچویں میسر ہوئی خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے خدام سے شربت طلب فرمایا کہ ایام عینام ستہ شوال کے تھے اور اکثر بار روزہ دار تھے کترے روزہ ایک عالم بھی حاضر محفل تھے شربت پیکر بوسے یہ روزے برابر نہیں رکھتے ہیں تا نصاریٰ سے مخالفت ہو کہ وہ برابر متواتر رکھتے ہیں جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سکر یہ حدیث مشارق کی پڑھی کہ فرمایا ہے آنحضرت علیہ السلام نے من صلاہ رمضان لہ تبعہ ستہ شوال کا نکصائم الدھر یعنی ثم اتبعہ فرمایا بھائے ثم واداعلفہ نہ کہا کہ ثم واسطے ترانی کے ہے پس مخالفت نصاریٰ کی بغاصلاہ افطار روز عید کے حاصل ہو گئی کہ وہ عید کے دن بھی روزہ رکھنے میں اور بعض علماء متفرق بھی رکھتے ہیں پھر چند قلندر آئے اور صوفیوں کو بیٹھا دیکھ کر لوٹ جانے لگے اور

جناب خواجہ چاشت کے وضو کو اٹھا چاہتے تھے آپ نے قلندروں کو لوٹایا اور صوفیوں سے عذر کر کے
 منحل خالی کی اور اُس کے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار چند عالم شہر کے میرے شیخ قدس سرہ الغزیز کی میت
 میں آئے اقبال نے عرض کی کہ علمائے شہر آتے ہوئے ہیں شیخ اوٹھے اور وضو فرما کر نماز چاشت ادا
 فرمائی عالموں نے کہا باہم دیر ہوئی شیخ نے ہلکونہ بلوایا ہمیں گر وہ قلندروں کا آیا اقبال نے دوبارہ
 عرض کی چند قلندر بھی آتے ہیں اور علماء دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں شیخ نے نماز سے فراغت حاصل کر کے
 کہا علماء اور قلندروں کو اکٹھا بلاوا علماء بے ذوق ہوئے کئے گئے جب قلندراتے تو ہلکونہ کئے طفیل میں بلوایا
 جب رو برو گئے تو جناب شیخ نے قلندروں کو کچھ لو کر رخصت کیا پہر عالموں سے کہا جب آپ لوگ آئے
 تھے اقبال نے جب ہی مجھ سے کہا تھا میں تجدید وضو کو اٹھا تھا پہر وضو کر کے نماز چاشت پڑھی تاجمیت
 خاطر اور فراغت تمام سے ملاقات کروں اور قلندروں کو پہلے اس واسطے بلایا تھا انکو جلدی رخصت کروں
 پھر کچھ دیر تم سے مشغول رہوں مقصود اس بیان سے کشف جناب شیخ کا ہے کہ عالموں نے باہم کہا تھا کہ
 ہلکونہ بیٹھے ہوئے دیر ہوئی شیخ نے کمال کشف سے اُسے بیان کیا اور عذر خواہی سے انکو خوش کیا پہر
 جناب شیخ قدس سرہ الغزیز نے کہا ان قلندروں میں ایسا کامل بھی کوئی ہوتا ہے جھگوڑ گاہ حق جل و علا
 میں خصوصیت ہوتی ہے اُس پر اُسی قلندر کی حکایت کہی جو شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شمس میں
 آیا تھا مولانا برہان الدین پر کچھ کول اٹھا یا جسکا سابق ابھی بیان گذرا اور پہر یہ حکایت بیان کی کہ ایک بار
 سفر میں مولانا بابا والدین ذکر یا کسی مسجد میں شام کو اترے اُس میں ایک جماعت قلندروں کی بھی اگر مضمین
 ہوئی کہ اُس منزل میں اور کوئی سڑے وغیرہ مقام مسافروں کے اترنے کا نہ تھا شب کو جب قلندروں
 نے خواب کیا تو آپ نے دیکھا ان میں سے ایک کے سر پر نور آسمان تک بلند ہے اور ہر متعجب ہو کر تلاش
 حال کو گئے دیکھا ایک قلندر مشغول بیٹھا ہے اور باقی سو رہے ہیں اور نزول نور اُس پر ہے اُس سے کہا تم ان
 لوگوں میں کسے شامل ہوئے وہ بولا اے زکریا سیر ہونا نہیں اس واسطے ہے کہ جالمولاء اللہ تعالیٰ ہر عام میں
 ایک خاص کرتا ہے کہ ان عوام کو اُس خاص کے سبب بخشے ہیں پہر یہ حدیث شریف فرمائی کہ لا الصالحون
 العارف الطالحون کہا بسنے لگے میت کر جاتے ہیں کہ ہلکونہ متعجب صلیما یا فلان نے بزرگ کے پائین دفن کرنا

بنیت اس بات کے کہ انکی بکرت سے مذابِ بقرہ سے شحات پاویں اور نزولِ رحمت ہو فرمایا تصوف
راہِ صدق و اخلاقِ حسنہ کا نام ہے اگر کوئی اور زیادہ عمل نہ رکھتا ہو قطعی ہی نیچو قحہ نماز پڑھے اور یقین
صادق رکھے تو یہ بہت بھڑاس سے ہے جو بلا صدق بہت عبادت کرتا ہے اور انکی مناسب یہ حکایت
فرمائی کہ ایک عورت تھیں بی بی فاطمہ نام ہمیشہ دن کو روزہ دار ہوتیں سولنے آیامِ منوعہ افطار نہ کرتیں انکی
ایک چھو کر تھی وہ ضروری کر کے شام کو دو نان جویں اور کوڑہ آب لاکڑی بی بی کے مصلے کے پس
رکھ دیتے اور ہر جا کر چھ کاتنے لگتی ایک رات بی بی فاطمہ نے نماز مغرب پڑھ کر وہ نان و آب رو برو
رکھ کر کھانا چاہا تھا کہ یہ خیال گندہ لگا اسے فاطمہ لگا اس رات تو مہر جاوے تو افسوس ہے کہ دنیا سے پیٹ بھر
جاوے یہ سوچ کر وہ روٹی پانی فقیر کو اٹھا دیا اور مشغول عبادت ہوئیں غرض اس طرح چالیس دن رات
کچھ نہ کھایا نہ پیا ہر شب بھی کتیں کیا معلوم آج آخر شب حیات کی ہو شاید یہی آخری سانس ہوں۔ اور
چالیس رات برابر عبادت میں بیدار رہیں آتا لیسویں دن ایک شخص با حبیبیت و عظمت کو گھر کے صحن میں
کھڑا دیکھا پوچھا تو کون ہے وہ بولا میں ملک الموت ہوں پوچھا کہاں آئے ہو کہا تمہاری قبض روح کو
بولیں اتنی فرصت دیجو کہ کیا وضو کر کے دو رکعت تحنۃ الوضو اور دو رکعت اور کے بعد پڑھ لوں ملک الموت
نے اتنی فرصت دی وہ اٹھیں اور وضو کر کے تحنۃ الوضو اور دو رکعت پڑھیں اور سجدہ میں سر رکھا کہ
اسی حال میں حضرت ملک الموت نے انکی جان قبض کی بعدہ فرمایا۔ الصوفی ابن الوقت۔ ابن الوقت
کے یہی معنی ہیں اپنا وقت اور فرصت ضیعت ہو کر عبادت میں مشغول رہے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو
نہ معلوم ہر وقت فرصت کا پاوے نہ پاوے ۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجاہد چیل و ویم سعادتِ پائوس حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے یہ
حکایت فرمائی کہ عبدِ دولت میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت مغرب کے حاکم نے سرکشی
کی اور خراج نہ بیجا حضرت خلیفہ نے اُس پر لشکر کشی کی وہ پکڑا گیا حبس اسکو سلاسل و اغلال میں مقید
آپ کے رو برو لائے تو آپ نے فرمایا اگر تو بدستور خراج ادا کرتا تو میں فوج بھیج کر تجھ کو گرفتار نہ کرتا اور یہ

خوابی واقع ہوئی اب اگر خدا تعالیٰ سے عہد کرے کہ ہر سال خراج دیتا رہوں گا۔ تو ہر چھو اُس ملک کی حکومت دیتا ہوں اُس نے کہا میں نے خدائے تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ اب اُس ملک کی حکومت قبول نہ کروں گا۔

جناب خلیفہ نے فرمایا تو گھر بار اہل عیال لٹو دی غلام خوش اقارب رکھتا ہے عمدہ کھانے پہننے سوار ساری اہم کا عادی ہے بے ملک گذر کیسے کریگا کہا بعض ملک کے مجھ کو کوئی ویران قصبہ اُس سے عنایت ہو میں اسے آباد کر کے اپنی گذر اُس سے کروں گا۔ آپ نے فرمایا کوئی پرگنہ آباد وہاں سے پسند کر لے بولا نہیں فرمایا کوئی کانو آباد بولا نہیں ایک وہ ویران دیکھو کہ آباد کر کے اُسکے محال سے اپنے مصارف پورا کروں تاخر جب اسے خلیفہ فی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے متعدد چند اصحاب بھیجے کہ حسب الطلب سکے کوئی گائوں ویران دیکھ کر اُسکے سپرد کر دیں۔ وہ لوگ اُس ملک کے تمام پرگنات میں دبیہ بدہ پر سے ہر چند تھوکی کوئی جگہ کم و بیش ویش لڑ نہ پائی آپنے اُس سے کہا وہاں کوئی جگہ دبیہ وزمین افتادہ خیر آباد نہیں نکلی جو چھو دوں اپنی گذر کو اور جو کچھ تو چھ لے اس امیر نے کہا میرے مقصود یہی ظاہر کرنا تھا آپ پر کہ اس امیر المؤمنین ظاہر ہو جاوے یہ بات سب کے ملک ایسا ملک آباد معمور خوش و خرم آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ اگر ایسے بعد یہ کچھ خراب وہ ویران ہوا تو عمدہ اسکے جواب کا قیامت کو آگے احکم الحاکمین کے لپکے ذمہ ہے اور میں زیر دستوں کے جواب سے برہنہ ہر فرمایا جو سعی و کوشش بادشاہوں کی ہوتی ہے وہ سب رعیت پروری اور آبادی ملک میں ہے۔ نہ اپنی تن پروری اور خواہش نفسانی میں پھر یہ حکایت فرمائی ملک فارس میں ایک بادشاہ ملکشاہ بن۔

اب اسلاں نام عدل دوست نیکنہا خدا ترس تھا ایک ن شکار کو گیارہات جو گئی قریب کسی گائوں میں شب کو مقام کیا اسیں ایک بوڑھا تھی کہ وہ ہمہ عیشت اُسکی تھا ایک گائے پر تھی۔ اور وہ کمیت میں چڑا کرتی ظلمان شامی نے بزور اُس گائے کو پکڑ کر کھانے کو ذبح کر لیا جب اُس پر یزن نے حال اپنے گائے کا سنا بقیہ راجہ کو بولی مجھے پل پر لے چلو وہاں شہر کے پاس منہر ایک پل تھا کہ آمد رفت ملک شاہ وغیرہ لوگوں کی اُس پر تھی اُسے پل زندہ رود کہتے تھے غرض کسی نے اُس بوڑھا کو پل پر لیجا کر بھلایا۔ جب سواری بادشاہی اُسکے قریب پل پائی تو پر یزن شہر و فریاد کو لے گئی۔ بولی اسے پس اپ اسلاں آج اس پل زندہ رود پر میری داد دے ورنہ کل قیامت کو جب خدا تعالیٰ قاضی ہو گا تو میں تمہارے پھر ملے

اپنا انصاف چاہو گی بادشاہ یہ سنکر اُسکے پاس آیا اور گھوڑے سے اتر کر وہاں غاشیہ بچھو کر اُسے
 پل پر بٹھایا کے پاس بٹھ گیا۔ پوچھا تم پر کیا ظلم ہے۔ بولی میری گائے کہ وہ معیشت مجھ ناتوان کی تھی
 اور کیت چرتی تھی۔ اس رات تیرے غلاموں نے پکڑ کر زنج کر لی اور لٹا گئے۔ ملکشاہ نے تحقیق کی تو وہ
 بڑھیا سچی نکلی غلاموں کو بند رو بھاری حکم سزا دیا پہرستی گائیں عمدہ منگو کر اُس پیرزن کو دیں۔ کہا
 ایک گائے انیں بموجب عدل عوض تیری گائے کہ ہے اور باقی ۹ گائیں بطریق احسان کے تجھ کو
 دیتا ہوں ان سب کو لیا پہر اُس بڑھیا سے دریافت کیا کہ تیرے کئے آدمی غریزہ و اقارب ہیں اور ہر
 ایک کی ماہوار مقرر کردی اور کہا مجھ سے راضی ہو اور جو شکایت رکھتے ہو اُس پل پر کہہ کے اُسکا تذکر
 کر دوں ورنہ کل قیامت کو اُس پل پر مجھ سے نہ جواب بن پڑیگا نہ کچھ عوض و تذکر ہو سکیگا پھر بعد ایک
 مدت کے ملکشاہ نے انتقال کیا جب خبر اُسکی وفات کی پیرزن نے سُنی تو سر پر بند لگے پروردگار کے
 سجدے میں گر پڑی اور بگریہ وزاری بولی خداوند اہل بیت علیہ السلام نے کہ بادشاہ مجازی دنیا کا تھا تیرے
 لحاظ سے مجھ پر عدل بھی کیا افضل احسان بھی تو بادشاہ حقیقی کریم و رحیم ہے اُسپر اپنا فضل احسان فرما
 غرض اُس رات وہاں بہت مستبد لوگوں نے ملکشاہ کو خواب میں دیکھا کہ حمد لباس ہشتی پہنے ہوئے
 خوش و خرم جنت میں پہر رہا ہے اُسکے مصاحبوں نے پوچھا باوجود حکومت یہ مقام عالی کس عمل سے آچو
 ہوا۔ بادشاہ نے اُن بے کمائیں نے یہ سب کچھ اُس مال کی دولت سے پایا ہے کہ پل زندہ رود پر اُسکے
 ساتھ عدل احسان دونوں کیا تھا اللہ تعالیٰ لائیکہ نواز نے اُسکے بے مجھ پر بالکل فضل و عنایت فرمائی
 پہر جناب خواجہ یہ فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور یہ مصرعہ پڑھا مصوعہ۔

عدل شاہاں بہ از فاضی سال *

میں اُس وقت مستغرق تھا یہ مصرعہ نہ سنا آکھ کر لو کر عرض کی کیا مصرعہ ارشاد ہوا تھا تو آپ نے مکرر

فرمایا۔ عدل شاہاں بہ از فاضی سال وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

مجلس چہل و سیم۔ سعادت پانہوس ہاتھ آئی جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان شروع کیا
 کہ آدمی جو کام کرے اُسکو اُس کام کے واسطے کچھ سرمایہ ضرور ہے مثلاً قبائل کو مایہ تھالی مال و

دوکان و غلہ ہے اور نواز کا مایہ نزاری مال و قماش و فراغ کو تخم و ستور وغیرہ سامان زراعت اور تہاڑ و
 اسی طرح بلخ و ہر بیشیہ و رکہ ہر ایک کو مایہ جدا گانہ ضرور ہے اسی طرح جو علم پڑھتا ہے اُسکو سرمایہ علم چاہئے
 سو مایہ علم کیا ہے کوشش و ورع جیسے حدیث شریف میں ہے اطلبوا العلم بالورع طالب علم کو مایہ پر ہر گز
 ہے کہ علم شریف تر سب چیزوں کا ہے ہمہ اس سے بڑھتی ہے وصول الی اللہ اس سے ہوتا ہے چین
 یہ سب چیزوں میں بہتر ہوتا تو باہمی کے ساتھ جمع نہوگا۔ لہذا متعلم متورع چاہئے اور جو کوئی چاہے رویش
 بنے اور شوق طلب خدا رکھے تو اُسکو بھی سرمایہ چاہئے اور فقیری کا سرمایہ مجاہدہ ہے وہ بھی صدق دل سے
 نہ اس غرض سے کہ مخلوق اُسکو عابد زاہد صاحب مجاہدہ جانیں بلکہ یہ مجاہدہ خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے
 ہو اور جب مجاہدہ باخلاص ہوگا تو شکر فوائد ہوگا اور اللہ تعالیٰ اُسے مقام مقصود تک پہنچا دیگا۔ کہ فرماتا ہے
 والذین جاہدا فینا لنھدینہم سبیلنا اور دوسری جگہ فرمایا ہے وجاہدا فی اللہ حق جہادہ پہ فرمایا۔
 حکمت اُسکی دلیس اُترتی ہے جو جھوکا اور شکم خالی رہے کہ کما ہے الحکمت لا یجتمع مع الشغ و دانشمند سیر
 ہو کر نہیں کھاتا اور قطع شہوت نہیں ہوتی مگر مجاہدہ سے اور مجاہدہ عبارت ہے قلت طعام قلت کلام
 قلت صحبت انام سے اور مجاہدہ بھی ایجاب کی نہیں ہو سکتا بلکہ تدریج میں ہوتا ہے اور اسباب میں یہ
 حکایت فرمائی کہ شیخ ابوالقاسم جوزی قدس سرہ الغریزہ پہلے مذاع یعنی کاشتکار تھے اور کھیتی باڑی
 سے گذران کرتے ایجاب لکے دلیس یہ خیال آیا کہ اگر موت آئی اور میں اسی حال میں ہوا تو کیسے بنے گی اور
 یہ خیال اُنپر غالب ہو گیا کسی نے لکھے دلیس یہ قول چھوٹک دیا کہ ان جألت الموت وانت علی هذا
 الحال فكيف حالك مع الله تعالیٰ انہوں نے ترک زراعت کی اور بی بی بچوں کو چھوڑا اُنکے ماں باپ
 حیران ہوئے پوچھا بابا احمد بتجھے کیا ہوا اور شیخ ابوالقاسم جوزی کا نام احمد تھا انہوں نے کہا موت کا خوف
 میرے دل پر غالب ہو گیا ہے میں اُسکے واسطے تیاری میں ہوں۔ میں سفر کیا چاہتا ہوں۔ آپ سے
 رضامندی چاہتا ہوں کہ مجھ کو خوشی جانے دیں باپ نے مجا مایہ بطریق رسا رسی کتا ہے کہ میں شہت
 دی جاؤ جب اہانت باپ کی پانی دل خوش ہوا تیاری سفر کرنے لگے جب باپ نے سمجھا کہ اکی رسی
 طور پر نہ تھی سچ کتا تھا۔ بولے بابا احمد میں تجھ کو آتا تھا تنے سچ جانا کہ میں نے اہانت دی ہے میں

مہرگز تھما رہے جانے پر راضی نہیں اگر چلے جاؤ گے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اور تم بھی خوب جانتے ہو کہ
 میں بن تمہارے جی نہیں سکتا کہ ان باپ بیٹے میں نہایت محبت تھی اب کہو تم کیا چاہتے ہو اپنا سفر یا
 میری ہلاکت یا یہاں رستے ہو کہ تمہاری غرض دینی بھی حاصل ہو اور میں بھی ہلاک نہوں انہوں نے کہا یہی
 بہتر ہے مجھ کو اپنی غرض مطلوب ہے چھ خوش کہ آپکی خدمت کیساتھ حاصل ہو باپ نے کہا اگر تم کو شوق طلب
 نہ اکا ہے اور چاہتے ہو کہ قرب الہی حاصل کرو تو جاؤ فلاں نے محلہ میں ایک پیر ہیں اندوشتی رب انکے
 خدمت میں رہو گے تو امید ہے کہ وہ تم کو خدا تک پہنچا دینگے یہ انکے پاس گئے ان بزرگ نے پوچھا تم
 کون ہو کہا ابن السبیل یعنی مسافر ہوں پوچھا کیوں آئے ہو کہا مجھ کو شوق طلب نہا کہ ہے اور بھی لوگوں نے
 آپکا پستہ یہ ہے ان بزرگ نے فرمایا نیکو آمدی مبارک باشندہ حباب تئیں میرے پاس رہنا ضرورت
 غرض ان بزرگ کی سمیت اختیار کی ان بزرگ نے تین دن تک عمدہ کھانا پکوا کر دھان کے ساتھ کھایا پہلے
 اسے ابوالقاسم میری عادت ہے کہ میں دن کو روزہ رکھتا ہوں تمہارے بھڑی کو کھالیا رہتا تھا کہ شاید
 تم کو روزہ رکھنا گراں ہو اب کھانا آوے تو تم کھانا میں روزہ رکھوں گا یہ بولے میں بھی آپ کے
 ساتھ روزہ رکھوں گا کما خیر شام کو دو دنوں افطار کرتے اور ساتھ کھاتے دو تین دن بعد ان بزرگ نے کہا ای
 ابوالقاسم میری عادت سحری کے وقت افطار کی ہے بیٹے آٹھ پہر میں مگر تری خاطر کو بعد چار پہر دن کے
 شام کو کھاتا تھا اب تم شام کو کھایا کرو میں سحری کو کھاؤنگا تم مبتدی ہو اسقدر صبر نہ کر سکو کہ یہ بولے
 میں بھی سحری کو افطار کروں گا خیر پھر دو تین دن بعد ان بزرگ نے کہا اے ابوالقاسم میری عادت دوسرے دن افطار
 کی ہے تمہارے سبب سے سحری کو کھاتا تھا کہ تم مبتدی ہو شاید پیر شکل ہو یہ بولے میں بھی ملوث آپ
 کے دوسرے دن افطار کرونگا کما خیر غرض اس طرح بڑھاتے گئے تین دن میں افطار کرتے پھر تیسرے
 سات دن تک پہونچی پہر دن تک جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ شیخ ابوالقاسم سوارہ زہ
 رمضان اور پنجوقتہ نماز کے اور کچھ نہانتے تھے پہر ایک دن وہ شیخ انکے حجرے سے نکلے اور نماز اترق
 پڑھی ابوالقاسم نے پوچھا یہ کیا پڑھتے ہو کہا اسکو نماز اترق کہتے ہیں بولے مجھ کو بھی تعلیم کرو پہر ایک
 دن شیخ نے نماز چاشت انکے روبرو پڑھی پوچھا یہ کیا ہے کہا اسکو نماز چاشت کہتے ہیں غرض اس طرح

فی الزوال اولادین تہجد سب نمازیں اُنکو سیکھلائیں اور یہ شبانہ روزیا و خدا میں مشغول رہنے لگے اپنے زمانہ میں بڑے بزرگ نامی ہوئے تمام مخلوق اُنکی طرف رجوع ہوئی خلاصہ کلام یہ ہے کہ طلب خدا کا توفیق دل میں پیدا ہوا سرما یہ حاصل کیا مجاہدہ اختیار فرمایا تو بے لٹی کو پہنچے انسان جتنا کہ راہ نہ چلے منزل میں کیسے پہنچے گا جب تک مجاہدہ نہ کرے خدا سے کون پائیگا فرمایا ہے الذین جاہدوا فینا لنہدھنہم سبلنا۔ جاہدوا شرط ہے لہذا یہ ہم اُسکی جڑا پس خرابی شرط کی کس طرح تحقق ہوگی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

مجلس چہارم۔ سعادتِ ملازمت حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیرتے مجھ سے پوچھا کیا شعر کہتے ہو میں نے عرض کی کچھ نہیں فرمایا امیر حسن اور امیر خسرو نے بہت چاہا کہ شیخ سعدی کی طرح کہیں مگر متیر نہوا حضرت سعدی نے جو کچھ کہا وہ اُن کا حال تھا اور عاقبتی نظامی بڑے نیک آدمی تھے مگر سعدی کا کلام ہتھکڑے حال ہے میں نے خواجہ سنائی کا ذکر کیا فرمایا سنائی رحمۃ اللہ علیہ تارکین سے تھے جہاں جہانیوں سے منقطع ہو گئی تھی گورستان میں رہا کرتے پھر فرمایا یکم سنائی نے کتابیں غزنی میں لکھیں ہیں ایک روم کی شاہراہ نے اُنکا یہ شعر سنا۔

شعر

اے کہ شنیدی سفتِ روم و چین	خیر و بیا ملک سنائی بہ ہیں
<p>شاہراہ نے باپ کے وزیر کو بلوایا اور اس شعر کے معنی اُس سے پوچھے کہا سنائی کہاں کا بادشاہ ہے جبکہ ملک ہم کے ملک سے زیادہ ہے میں نے اوجھی اُسکا حال نہیں سنا وزیر نے کہا اے شاہراہ سنائی کی ملو اس سے ملک دنیا نہیں اُنکا مقصد ملک فقر سے ہے پوچھا فقیری کیا چیز ہے کہا ملک فقر دنیا دار نہیں دیکھ سکتے جو اہل فقر ہو وہ اُس ملک کا حال بیان کرے شاہراہ نے کہا مجھ کو سنائی کے پاس جانا ضرور ہو کہ اُن سے بلکہ حال دریافت کروں باپ سے جا کر کہا مجھ کو غزنی جانے کی اجازت دیں تا کہ سنائی دیکھوں اول باپ نے باتوں میں ٹالا جب دیکھا کہ حیران و پریشان ہے مبادا اس خیال سے دیوانہ ہو جائے تو فرمایا جاؤ۔ نمبر از غلام تہرکی اور رومی خدمت کو ہمارا کر دے جب یہ غزنی میں آیا۔ پوچھا</p>	

خواجہ سنائی کا مکان کہاں ہے لوگوں نے کہا اسکا کوئی گہرا بار نہیں ہے، ویران مسجد یا گورستان میں ہوگا شاہزادہ نے وہاں کا ایک آدمی ہمراہ لیکر تمام ویران مسجدوں اور گورستانوں میں دیکھا آخر اس شخص نے دور سے دیکھ کر شاہزادہ کو اشارہ سے بتایا کہ فلانی قبرگتھ میں بیٹھے ہوئے ہیں قبلہ رُو۔ گریبان خرقہ میں سر ڈالے مشغول ہیں شاہزادہ نے غلاموں کو دور کھڑا کر کے گھورے سے اُتر اور لباس شاہی اوڑھ کر بارانی اوڑھی اور روبرو گیا خواجہ سنائی نے آتھٹ سے جانا کوئی آتا ہے سر اٹھایا۔ شاہزادہ نے سلام کو زخارۂ زمین پر رکھا پھر اوٹھ کر پاس گیا اور قدم مبارک پر خواجہ سنائی کے پوس دیا بادب کھڑا خواجہ سنائی نے پوچھا ایچان تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے لہا روم سے آپ کا شتاق ہو کر آیا ہوں پوچھا کس واسطے کہا آپ کے ایک شعر نے مجھ کو سرگرداں حیراں بنایا ہے پوچھا وہ کیا شعر ہے شاہزادہ نے یہ پڑھا شعر

اے کہ شنیدی صفت روم و بین
خیز و بیا ملک سنائی بہ بین

اسکو شکر وزیر سے منے دریافت کئے کہ کیا ملک سنائی کا ملک میرے باپ کے ملک سے جو دلی روم ہے بڑا ہے وزیر نے کہا اس سے مراد ملک دنیا نہیں ملک فقر مراد ہے میں نے پوچھا ملک فقر کیا ہے اس نے کہا دنیا دار ملک فقر کو نہیں بنا سکتے جو کوئی فقیر ہو بتا دے میں نے دل سے کہا آپ اس شعر کہنے والے کے پاس چلن پاتے کرا کے منے انھیں سے خوب معلوم ہو گئے لہذا آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا ہوں کہ جس ملک کا دعویٰ کیا ہے وہ دکھائیں خواجہ سنائی نے فرمایا ہمارا ملک مکہ ہو گئے بولا ہاں تین بار پوچھا پھر کہا اگر میرا ملک دیکھ لو گے تو باپ کے ملک سے ہاتھ اٹھا لو گے پھر کہا آؤ دیکھو اور واسن اپنے خرقہ کا اٹھایا اللہ تعالیٰ نے اُمیں شاہزادہ کو یہ چیریں دکھائیں کہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو خواجہ سنائی نے اُس سے پوچھا میرا ملک دیکھا بولا خوب دیکھا آپ نے اپنی سلطنت سے شعر میں بت کم بیان کیا ہے روم و بین کے ملک کی کیا حقیقت مملکت تمام عالم کی کچھ نہیں ہے خواجہ سنائی نے کہا اب تو مجھ سے مل لیا اپنے باپ کے پاس جا بولا میں کہیں نہ جاؤں گا آپ کی خدمت

میں رہونگا اپنے ملک سے کچھ غنایت فراویں خواجہ سنائی نے کہا میرے ملک میں اس لباس سے نہیں جاسکتے شاہزادہ اٹھا غلاموں کو معہ لشکر خدمت کیا نقد و مال اللہ دیا اور ایک کلی خرید کر بچ سے پھاڑی اور دونوں کنارے شیکر قفی کی طرح گلے میں ڈالی اور خواجہ سنائی کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے اس صورت میں دیکھ کر فرمایا خوب آیا مرد ہو کر آیا ہر اپنے ملک سے بہت کچھ اُسکو دیا اسوقت میں نے عرض کی کہ تقدیر نے خواجہ سنائی سے یہ شعر ایک واسطے کہلایا تھا جناب خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ بالآخر نے فرمایا ہاں اُسکے واسطے کہلایا تھا اور خواجہ سنائی کے بیان مناقب میں یہ دوسری حکایت فرمائی کہ غزنی میں ایک قاضی بزرگ زادہ تھا باپ دادا کے اسی عہد پر رہے تھے انکو شرف الدین قاضی القضا کتے تھے مگر اُس نے میرا عہد قضا پایا تھا علم سے بے بہرہ منجملہ علوم الناس سے تھا بارہ لوگوں نے تبصرہ لکھا یہ بارہ بادشاہ سے عرض کی کہ دارالاسلام میں یہ قاضی ناخواندہ ہے حکماء شرعی غلط کرتا ہے لیکن جو وہ بزرگ زادہ اور بادشاہ کا داماد تھا بادشاہ اُسکے تعرض سے شرماتا اور فکر میں تھا کہ کسی عذر سے اُسکو مغرول کرے ایک بار غرہ ماہ شعبہ شنبہ کو واقعہ ہوا سب لوگ بارگاہ شاہی میں مبارکباد کو آئے انہیں قاضی بھی آئے بادشاہ نے قاضی سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ سے بطریق و غلط کچھ نصیحتیں سنوں کل جمعرات ہے آپ خیال رکھنا جمعہ کے دن وعظ کنا اور بادشاہ نے اُس بہانہ سے چاہا تھا اُسکو مغرول کرے قاضی جب مجلس سے لوٹا تیر و تعجب بال خراب اور سینہ کباب کے گہرایا دیں سوتا تھا کل جمعہ ہے میں ناخواندہ ہوں وعظ کیسے کروں گا اور کس حیل سے ترک وعظ کروں گا گہرائے کتاب میں ایک قصہ دیکھا تھا اٹھا اور سوار ہوا غلام کو ہمراہ لیکر غزنی سے باہر چلا۔ جلد دو تین کو س پر شہر سے ایک نہر جاری مقام پیر خا تھا وہاں گہوڑے سے اُترا اور غلام کو گہوڑا دیکر کہا دوڑ چلا جا۔ غلام دوڑا کر کھڑا ہوا قاضی نے کپڑے اتار کر غسل کیا اور بعد طہارت باہر زمین پر ایک تربت کا نقش بنایا اور اُس قبر کے بائیں طرف کھڑے ہو کر یاد بابتہ اٹھائے اور یہ دعا کی یا رسول اللہ میں عاجز متفکر ہوں مجھے وعظ کہنے کو تاکید کی ہے اور میں اُمتی محض ہوں پھر سر بائیں تربت میں رکھ کر ازرا رو یا اور کہا یا رسول اللہ دستگیری فرمائیے اور یہ کہہ کر اٹھا اور سوار ہو کر گہرا گیا شب میں جنب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو خواب میں دیکھا کہ لعاب اپنے دہن مبارک کا انگشت شہادت سے قاضی کے منہ میں لگا دیا قاضی جب بیدار ہوئے تو لکھے و لیس اس قدر معلوم خوش زن تھے جو بیان نہیں ہو سکتے قاضی خوش ہوئے اور دن بکھلا علماء و مشائخ منظر تھے کہ قاضی کو حکم و غلط ہے بے لکھے پڑے کیا بیان کرے گا غصہ و غصہ کہ آج مغرول کیا جاوے اُدھر قاضی سب سے پہلے مسجد میں پہنچے مصل آراستہ ہوئی منبر رکھا گیا۔ بادشاہ آیا قاضی منبر پر جا کر بیٹھا مخلوق حیران تھی کہ کیا کیگا ناخاندہ ہے غرض قاضی نے بیان شروع کیا اور وہ تقریر کی کہ جلد علماء و بطناء و مشائخ اُسکے وقت بیان اور فصاحت لسان میں حیران ہوئے اور بادشاہ روم مال نکھوں پر کہ کر ازارار روتا تھا اور جو اہل علم اُسکی مغرولی کے منظر تھے بے اختیار رو رہے تھے غرض وہ و غلط کیا کہ کسی نے ویسا نہ سنا تھا خواجہ سنائی بھی پایاں اُس مصل میں تھے کہ بے ہو کر یہ شعر پڑھا۔

شعر

لے کر دینی در دہنت آب ہن	اون ختم نہوت است و تو ختم سنن
--------------------------	-------------------------------

پھر جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالیر نے فرمایا کہ خواجہ سنائی رحمۃ اللہ علیہ ایسے صاحبِ لایت تھے اور فرمایا خواجہ سنائی اوتین عثمان خیر آبادی ابن دونون کو نعمت ایک ساتھ ملی ہے اُس مجذوب سے جسکی حکایت سابق گذری وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

مجلس چہل و چہم - دولتِ قدم بوسِ مال ہوئی جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے چھوٹے بھائی بہا مال دریافت کیا چونکہ وہ ملازم شاہی اور نوکر تھا۔ نوکر میری پرچلا گیا تھا میں نے عرض کی وہ یہاں حاضر نہیں۔ باہر نوکر میری پر گیا ہوا ہے فرمایا بعض لشکری جب لوٹ کر آتے ہیں تو نیک حالت میں آتے ہیں اور اس پر یہ حکایت فرمائی کہ ایک سیر آستان شمس الدین نام ہزاری کرتے تھے بنایت آلمی دنیا سے اُنکا دل مست ہوا الماک و اسباب فروخت کر کے مہر عورت آد اکیا کیا میں اُمور دنیا سے کنارہ کشی کیا چاہتا ہوں اگر تو اور غا و مذکرنا چاہے تو کوہ طلاق دوں ورنہ یہ گہر مال فوز و تیرے ملک میں آرام سے رہو اُس نے کہا مجھ کو کچھ نہیں چاہئے تمہارے شریک مال رہو گی

جو ہو تقدیر سے سب کی شرکت میں ہوں۔ فرزندوں نے بھی یہی کہا تب کچھ مال میرے اُسکو زیادہ دیا اور کہا اپنے عزیزوں کو دے کہ تیری گذراؤ قات کو اس مال سے سوداگری کیا کریں پھر خدمت فیضد رحمت جناب شیخ العالمین نظام الحق والدین قدس سرہ العزیز میں اگر بیعت کی اور مخلوق ہوئے بعد حصول اس عبادت کے خدمت عالی سے کوٹے جاتے تھے کہ مجھ سے راہ میں ملاقات ہوئی ہیں موضع پٹیار سے وصلی کو آتا تھا اور وہ دہلی سے کہیں اور جاتے تھے اول دور سے میں نے پہچانا جب قریب آکر سلام کیا تو میں نے پہچانا عناقہ کیا زرہ و ضعیف ہو گئے تھے اور کپڑے موٹے پٹے سیلے پہنے ہوئے تھے ایک جڑا لٹا ہاتھ میں اور ایک درویش رفاقت میں اور پہنے انکا لباس پر تکلف نہ کرتا تھا بب سوار ہوئے چند غلام ساتھ دوڑا کرتے یا یہ حال دیکھا میں نے پوچھا خواجہ شمس الدین یہ کیا حال ہے کہا پردہ روگ کرنے مجھ پر غایت کی دنیا سے میرا دل پھیر دیا میں نے کہا یہ لوٹا مٹی کا اچھا سیڑی بھاگل چمڑے کی سیلو کہا نہیں اُس پر شخص نظر ڈالیکا حفاظت کرنی ہوگی مٹی کے کوزہ کی کوئی خواہش نہیں کرتا میں اکثر ساجد و ویرانوں میں اُتر اُترتا ہوں جہاں ٹھہرا یہ چوب دستی سر تلے رکھی اور لوٹا وضو کو پاس پہلو کے بے فکر رہتا ہوں میں نے حیران ہو کر کہا کیا خوب غایت الہی یکا یک تمہارے شامل حال ہوئی فقط + پھر یہ حکایت فرمائی کہ ابوجہن میں دو بھائی منشی تھے ایک کو کچھ ایسی کمینیت پیدا ہوئی کہ ملازمت ترک کی زن و فرزند بھائی کو سپرد کئے اور شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین کی خدمت شریف میں مُردہ ہو کر ذکر و فکر میں مشغول ہوا وہ بھائی اُسکے عیال و اطفال کی خبر گیری اپنے متعلقوں سے زیادہ اور بہتر کرتا اتفاقاً وہ بھائی سخت بیمار ہوا آخر اُس کو لوگوں نے چادر اوڑھا دی اور بخیر و تکفین کی تیاری کرنے لگے۔ دوسرا بھائی درویش جناب شیخ الاسلام کینورت میں زار زار روتا آیا آپ نے پوچھا کیا حال ہے عرض کی میرا ایک بھائی تھا اُسکی مدد سے میں انفرادی خاطر آپ کی خدمت میں مشغول یا وہ الہی میں رہا کرتا تھا اور وہ میرے اہل عیال کی خبر گیری مجھ سے زیادہ کیا کرتا اب اگر وہ فوت ہوا تو مال بچے ہم کو تحصیل معاش سے تنگ کرینگے اور بیکے قوت سے غامریں پریشان خاطر ہو کر فوق طاعت و عبادت جھک نہ رہے گا حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز

نے اُسکو اپنے قریب بلوایا اور فرمایا مُراقب ہو کر دیکھ لے کہ تیرا بھائی اچھا ہو گیا ہے لوگوں نے اُسکو چار پانی پر بٹھایا ہے کھانا کھا رہا ہے اُس نے جو آنکھیں بند کیں یہ معاملہ بخوبی دیکھا دل کو تسلی ہوئی جب حضرت کی خدمت سے گھر میں آیا بھائی کو تندرست پایا غرض اُسے حضرت شیخ نے فرمایا کہ اُسے شخص جیسا تو اس وقت درو مند آیا ہے میں ہمیشہ صحبتِ حق سے ایسا ہی رہتا ہوں۔ رازِ دل کسی پر ظاہر نہیں کرتا بعد اس ذکر کے ہمارے خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر کو ایک سال پیدا ہوا اور بنام مبارک خدمت شیخ الاسلام مولانا فرید الدین قدس سرہ الغریب کی تواضع کی اور انکی بزرگی ذات اور وفورِ علم اور کشف و کرامات میں بطریق تعجب فرمایا کہ عجب کشف تھا اور بآداب و ذوقِ انو بیٹھ کر یہ حکایت دوسری بیان کی کہ قریب اچو من کے ایک قصبہ سے اوز نام اُسکا اسوقت بھولا ہے وہاں اپک مُترک غوزنیز عالم تھا اور اُسکا ایک باز تھا۔ نہایت پسند اور محبوب اُسکا اپنے میر شکار کو جو اُسے رکھتا تھا بتا کہ کیا گیا تھا کہ اُسکو سلو میرے موجودگی کے کبھی میری غیبت میں مت اُڑنا اگر اُڑ گیا تو پر سنر بابی میں اُسکی بُرائی تجھ پر ہے نہ مجھ پر اتفاقاً ایک روز وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اُس باز کو پر لے باہر شہر کے لے گیا تھا ایک جانور اُڑتا دیکھا سب نے اصرار کیا کہ اسپر اپنا باز چھوڑ اُسے کہا بادشاہ نے منع کر رکھا ہے میں کیسے اُڑاؤں۔ سباد اگر چلا گیا تو قطع نظر شرمندگی سے بادشاہ ہمکو مار ڈالے گا یا روئے کہا تو بے فکر ہو کر اُڑا اور اس پر بند کا ہکو شکار دکھا ہم سب آدمی گھوڑے پر سوار ہیں اُسکے ساتھ رہیں گے کہاں جاویگا غرض اُنکے اصرار سے اس نے اُس جانور پر باز اپنا چھوڑا وہ بلند ہو کر سب کی نظروں سے غائب ہو گیا وہ سب یار اُسکے متفرق ہو گئے وہ میر شکار بھی کچھ دور ایک طرف گیا پھر واپس کیا یہ ترک بد مزاجِ نحوں زید ہے اور میں نے اُس کی وصیت کے خلاف کیا ہے اب کس مُنہ سے اُسکے روبرو جاؤں اور خوف سے گریہ اُسپر غالب ہوتا ہوں ہائے زار زار روتا اور طمانچے اپنے سر دُور پرارتا پھر سوچا کہ علاج اسکا اور کچھ ایسے سوانہیں کہ گھوڑا بیکھر قلعہ در ہو جاؤں اور پوشیدہ کسی اور ملک میں چلا جاؤں پھر سوچا کہ اگر میں نے اپنا مُنہ کالا کر کے جان بچالی مگر میرے عیال و اطفال کو وہ ظالم پچھے گا اور خدا جانے کیا کچھ تکلیفیں دے لگا غرض اُس بدحواسی میں اچو من کی طرف چلا اور حضرت شیخ الاسلام کی خدمت فیضِ رحمت میں آکر بگزیدہ و زاری قدموں پہ گر پڑا اپنے

فرمایا خیر ہے حال بیان کر اُسے سب قصہ کہا اور بولا اب کس نے اس ظالم کے روبرو جاؤں اور اگر چاہوں
 کہیں اور بھجواؤں تو دیکھئے میری اہل عیال کو بچ کر اُن سے کس سختی سے پیش آوے آپ نے پہلے اُس کے
 واسطے کھانا سنگوایا اور کھانا عرصہ کی جناب آج دوسرا دن ہے باز گم ہوئے میں ہی کھانا گھر کا کھانے
 ہوئے ہوں کھانا پینا کسکو بھاتا ہے آپ نے باہر لکھا فیکو کھانا اُس نے ہاتھ بڑا کر ایک نوالہ لیا اور بولا
 خلق سے نہیں اُترتا بیچنے فرمایا کھانا کھانے خداوند کریم تیری خاطر جمعی پر قادر ہے اُس نے اپنی خاطر سے
 روٹی توڑ کر پالہ میں ڈبوی اور منہ میں رکھ کر کھانا حساب ارشاد میں نے نوالہ لیا مگر خلق سے نہیں اُترتا مجھے یہ
 تیرا پیار ہے کہ امیر نے جب سنا ہوگا کہ بازوڑا کر خود بھی بھاگ گیا تو میری اولاد پر کیا ظلم کیا ہوگا حضرت شیخ
 نے فرمایا اُوٹھ دیکھ لے تیرا بازوہ مہر پناہ کے کنگورے پر بیٹھا ہے جا کر بچ لایا میرا شکار نے جب بازو دیکھا
 قریب تھا کہ شادی کرگیا ہو جاوے مگر شیخ کے پاس اُس طرف دوڑا اور پرچو چوبہ بند سے تھے کُحرف
 شکاریوں میں اُسے بلاوئی کہتے ہیں کمر سے نکال کر بازو کو دکھانی بازنی الفور اکر کے ہاتھ پر بیٹھ گیا اُس نے
 پکڑ کر حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کی یہ گھوڑا میری سواری کا جناب کی نظر ہے قبول فرماؤں اور
 میں ہمیشہ بندہ ناخیرہ ہوں شیخ نے فرمایا تو کس پر سوار چاویگا۔ بولا میرا دل خوش ہو گیا ہے ہرن کے سر
 پانوں میرے ہو گئے ہیں دوڑا تو دوڑا چلا جاؤں گا جب آیا تو مردہ تھا اب اپنی غمایت سے نئی زندگی
 پائی ہے شیخ نے فرمایا میں نے یہ گھوڑا قبول کیا پھر تجھے دیتا ہوں مگر تک سوار جاوےاں فروخت کر کے
 آدمی قیمت جھکو بیٹھا آدمی تجھے بخشی میرا شکار روانہ ہو جب گھر پہنچا شہر میں مشہور ہوا تھا کہ میرا شکار نیلے
 باز شامی گلدیا اور خود بھاگ گیا اور حاکم نے بھی سُندیا تھا مگر جب تک اُس کے متعلقوں سے کچھ نہ کہا تھا۔
 اسکے جلتے ہی پھر شہر میں شور ہوا کہ میرا شکار معہ باز کے آگیا حاکم نے اسی وقت اُس کو بلوایا جب روبرو گیا
 تو کہا بازوڑا گیا تھا تو خیر جانو تھا مگر تو کیوں بھاگا بولا اسے آقا یہ بازو کچھ محبوب تھا اور جھکو اٹھانے کی نیت
 فرمائی تھی جب خلاف حکم مجھ سے غل میں آیا اور بازو بھی گم ہوا تو کس منہ سے روبرو آتا اور کیا جواب دیتا۔
 اب جو بازو لگیا تو حاضر خدمت ہوا پوچھا بازو کہاں ہے کہا گھر میں بٹھا آیا ہوں کہا جا کر جلد لے آئے گھر آکر
 بازو کو لگیا امیر نے لیکر لپے ہاتھ پر بٹھا ترو تازہ پایا خوش ہو کر پوچھا کیسے پایا اُس نے سر سے

سرگزشت اپنی بیان کی کہ چند یاروں کے ساتھ پہلے لے گیا تھا انھوں نے ایک پرندہ دیکھ کر اڑنے کو کہا میں نہ مانتا تھا مگر سب کے اصرار سے باز چھوڑا یہ نظروں سے گم ہو گیا سب لوگ ڈھونڈ رہے تھے مگر لوٹ گئے میں خراب و خستہ سوچتا تھا کہ جو مالک کے قول کے خلاف کرتا ہے آخر نقصان اٹھاتا ہے میرے بھلے دن تھے کہ میرا مومنہ آج وہن کی طرف ہو گیا حضرت شیخ الاسلام مولانا فرید الدین گنج شمس میں جا کر رونے لگا آپ نے حال پوچھ کر کہا نہ مانگو یا وہ کس سے کہا یا جاتا تھا ہر چند کوشش کی مطلق سے نہ اُترا۔ تب شیخ نے فرمایا اطمینان سے کھا خدائے تعالیٰ تیری خاطر جمع پر قادر ہے میں نے پہلے مومنہ میں رکھا گلے سے نہ اُترا تو برہ کمال مرحمت فرمایا کیوں گبرتا ہے آدیکھ لے تیرا باز وہ لنگرہ شہر نیاہ پر بیٹھا ہوا ہے جا کر پکڑ لا میں دوڑا اور بلاؤنی دکھلائی باز ہاتھ پر آ بیٹھا پکڑ لیا حاکم نے کہا شیخ الاسلام مولانا فرید الدین ویسے بڑے بزرگ صاحب تصرف ہیں پر کچھ روپیہ میرا شکار کو دیا کہ شیخ کے پاس انکو میری طرف سے نذر کر آ اور پہلے وہ حضرت کا معتقد نہ تھا میرا شکار نے بہتر مجھ کو خود انکی خدمت میں جانا تھا کہ جب بلاؤ اور یہ کرامت غیب میں نے چشم خود دیکھی تو اب ناگھڑا نہ کیا آپ نے قبول فرما کر کہا کہ تک اس پر سوار جاؤں فروخت کر کے نصف قیمت مجھ کو بھیجنا نصف اپنے لڑکوں کو میری طرف سے دینا اب مجھے یہ اسپ فروخت کر کے نصفی قیمت لیجانی ہے اور جو کچھ سرکار دیا ہے یہ بھی لیجاؤ نکامین بعد وہ حاکم معتقد ہوا اور بہت تنظیم کی اور مرید ہوا جب قصہ تمام ہوا تو فرمایا درویشی کا یہ طریقہ ہے بے مجاہدہ کچھ نہیں ملتا فرمایا ہے الذی جاهد افینا نہہد نہہد سبیلنا اول مجاہدہ ہے پہر شاہدہ اور یہ آیت پڑھی و من جاهد فانما یجہد لنفسہ اہل مجاہدہ کو آخرت میں ترقی و درجات کی ہوگی پہر فرمایا سنا مریدوں نے شیخ الاسلام مولانا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نزیل لیکر گدائی کی ہے چنانچہ میرے شیخ جناب نظام الحق والشرع والدین نے بار بار فرمایا کہ ہم جرات و ولید یاکل کریر شیخ کی خانقاہ میں بیٹ بھر کر کھاتے تھے اسدن ہمارے خوشی کے عید ہوا کرتی تھی اور جن روزوں ولید وکل کریر نہوتے تو فخر الگائی کیا کرتے پہر فرمایا مردان راہ خدا نے یہ خون جگر کھایا ہے۔ جب کسی مقام کو پہنچیں۔

وَلِلّٰهِ الْمَدَدُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ +

مجلس چہل و ششم

سعادت قدیموس میسر ہوئی جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر قاضی محی الدین کاشانی کے ذکر میں نے فرمایا میں نے بزدودی انھیں سے پڑھی ہے پر لکھے طبع رسا اور وقت نظری کا بیان کیا کہ بڑے محقق تھے اس مجلس میں ایک مُرید جناب سلطان الشیخ کا حاضر تھا اُس نے یہ قصہ اُنکی بیان کیا کہ ایک قاضی محی الدین کاشانی سخت بیمار ہوئے مگر یاروں نے اُنکی صحت دشوار بانی حضرت سلطان الاولیاء شکر اُنکی عیادت کو شریف لائے وہ دیکھ کر اُٹھے اور اپنے آپ کو سنبھال کر شیخ کی تعظیم کی اسی وقت سے مرض میں تخفیف ہو گئی جب حضرت شیخ لوٹ گئے تو کاشانی بظاہر میری عیادت کو آئے تھے مگر دیکھو کس طرح درپردہ سلب مرض کر گئے اُس مضمیں ایک درویش ظفر آباد سے آیا ہوا تھا اُس سے دریافت کیا کہ وہاں کوئی درویش ہے وہ بولا پہلے تو نہ تھا اب ایک شخص آ گیا ہے اور شیخ نبر کو لوگوں کو مُرید کرتا ہے میں نے اُس سے پوچھا کیسے مُرید کرتے ہو کس کے خلیفہ کون خانوادہ ہے بولا شیخ علیم الدین نبیرہ حضرت فیلدین رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک کاغذ لکھ دیا ہے اور اجازت مُرید کرنے کی دی ہے یہ کہہ کر خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر سے پوچھا کہ جناب یتخت صحیح ہے اس تحریر دینے سے وہ مُرید شیخ علم الدین کا درحقیقت ہو گیا یا نہیں حضرت خواجہ نے فرمایا اگر کوئی شیخ کسی اور کے مُرید کو دیکھے کہ سلوک ملے کر چکا اور مرتبہ کمالیت کو پہنچ گیا ہے تو درست و بجا ہے کہ اپنی طرف سے بھی اجازت نامہ عنایت کرے کہ وہ جہاں ہو سونے اپنے طریقہ سابقہ کے اس طریقہ مجاز میں بھی مُرید کیا کرے ایک حاضرین مصل سے بولا جیسے شیخ جلال الدین تبریزی کو حضرت ابوسعید تبریزی نے اجازت دی تھی جناب خواجہ نے فرمایا یہ شیخ جلال الدین تبریزی تو خود مرید شیخ ابوسعید تبریزی کے ہیں مُرتاض کامل الحال اُنکی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی اُنکی مُریدی سے سابق کمال حاصل ہو چکا تھا فی الحال خلافت اور اجازت پائی اُن سے مروی ہے کہ فرمایا کرتے میرا پیر شرمید تارک رکستا تھا کہ لباس اُستحاطہ پہنجامہ کرتا اور ٹوپی ہوتا۔ سفر میں اگر دریا سانسے آجاتا اور کشتی نہ تھی تو دریا پر پائوں رکھتے اور پار ہو جاتے اور یہ سب ہمیشہ اطراف عالم سفر کیا کرتے تھے اور واسطی

نماز و ذکر کے اقامت کرتے پہر حال ترک دنیا شیخ ابوسعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا کہ بڑے تارک النیاء
تھے ہمیشہ فقرو مجاہدہ میں بسر کی ہرگز دنیا داروں سے کوئی چیز قبول نہ کرتے ایک بار بادشاہ تبریز نے
کچھ بطریق نذر آپ کے پاس بھیجا نہ لیا جب وہ مستعد شاہی چلا گیا تو خادمان خانقاہ سے کہا کہ یہ جیل
سے آیا اور گیا ہے اتنی زمین ایک بالشت گہری کھود کر شی اسکی باہر پھینکیں اور وہ نذر لائے والا
جب باہر گیا تو شیخ کے خادم سے راہ میں ملا خادم سے کہا تم امیں سے کچھ قبول کر لو کہ برکت کا ہیشہ
اُس نے اس نظر سے کہ حضرت شیخ پر کئی فائقے ہوئے ہیں اور اب وقت افطار قریب ہے کچھ خرید کر روبرو
شیخ کے لیجاؤں قدر قلیل اُس نذر سے لیکر طعام و افطار تیار کر کے مغرب کو روبرو لیگیا آپ نے جو چند
تھے کھائے تو اُس رات عبادت میں ذوق نہ پایا خادم سے جبکہ پوچھا یہ طعام کہاں سے لایا تھا خادم
نے اول چُپا ناچا مگر سوچکر صاف کہہ دیا کہ مستعد بادشاہی جبکہ کچھ قدر قلیل دیگیا تھا میں نے مناسب
جانا کہ اُس سے وجہ افطار تیار کر کے روبرو لے جاؤں کہ آپ پر چند فائقے برابر گذرے ہیں یہ اُس سے
تھا شیخ نے یہ سُکر اُسے خادمی سے مغفول کیا فرمایا تو لیاقت خدمت نہیں رکھتا ہے پھر جناب خلیفہ
ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا روایں یہ میں مجاہدہ شریعہ ہے کہ بے مجاہدہ مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا
والذین جاهدوا فینا لنہدینہم سبلنا۔ و جاهدوا فی اللہ فی جہادہ۔ و من جاهد فانما
یجہد لنفسہ ان اللہ یغنی عن العالمین جو مجاہدہ کر گیا اُس کا نفع اُس کے نفس واسطے ہوگا آخرت
میں ترقی درجات ہوگی میں نے سوال کیا کہ جہاد و افینا اور جہاد وافی اللہ کے کیا سننے ہیں اور ان میں کیا
فرق ہے فرمایا کہتا ہوں پہر وہ تقریر دقیق بیان کی کہ چند عالم جو حاضر محفل شریف تھے کوئی نہ سمجھا فرمایا
اب واضح اور آسان تر کہتا ہوں اس بیان کو سب نے فہم کیا مجھ سے فرمایا تو کیا پوچتا ہے میں نے
وہی عرض کی فرمایا الذین جاهدوا فینا ای لاجلنا و جاهدوا فی اللہ ای لاجل اللہ ہے کلمہ فی میں
وہ شدت اتصال ہے جو کلام میں نہیں فی ظرف ہے اور ظرف میں مطروف ہے اور اُسکی سند
پر یہ آیت شریفہ پڑھی انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والموافقہ قلوبہم فی الرقاب
اور گھٹوں میں ٹام کے ساتھ ارشاد فرمایا اور رقاب ساتھ فی کے ذکر کیا کہ رقاب میں وہ شدت

حاجت ہے جو اوروں میں نہیں آؤں میں سدباب جو ع ہے اور رقاب میں ترک رقیہ اور رقیہ
حکم موت کا کرتی ہے جو کوئی بردہ آزاد کرتا ہے وہ درحقیقت لیاے موتا کرتا ہے پس اسیں شدت
بہ نسبت اور ونکے زیادہ ہے سو یہ سب تقریر موقی علم نحو و بیان کے ہے اور حضرات شائع قدس
سرحم الغریز اسباب میں ایک اور نکتہ مفیدہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجاہدہ کرے گا تو وہ یا بامید حور
قصود بہشت کے کریگا یا فاسد و سلسلے ذات پاک حق تعالیٰ کے سو پہلا مجاہدہ اللہ ہے اور ثانیہ و سلسلہ
مجاہدہ فی اللہ ہے اور جو مجاہدہ کہ فی اللہ ہو چاہئے وہ پہلے سے تحت اور کا طر ہو تا حق مجاہدہ بجا
لاوے کہ فرمایا جابدوانی اللہ حق جادہ پہر کہا لوگ قدر مطلوب نہیں سمجھتے لہذا مجاہدہ سخت و دشوار
اختیار نہیں کرتے اگر قدر مطلوب جائیں تو آپر مجاہدہ دشوار تر آسان تر معلوم ہو اور کہا اوقات کو
نصیحت جائیں اکثر راتوں کو بیدار رہنا چاہئے کہ نزول انوار کا راتوں میں ہوا کرتا ہے میں نے پوچھا
کہ اول شب بیداری بہتر ہے یا آخر شب کی فرمایا حدیث شریف میں وارو ہے سال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرئیل من افضل الاوقات فقال لا درى لكن اذا مضى النصف الليل
ترتعد الملائكة ويهتدون نور فرمایا بعد گزرنے نصف شب کے انوار کا نزول ہوتا ہے عالم لاہوت
سے ارواح پر اور ارواح سے قلوب پر اور قلوب سے جوارح پر اور جوارح سے عالم میں فہم ہوتے
ہیں پہر ایک آہ سرد لیکر فرمایا جب انوار آتے ہیں تو جاگئے والا نہر نزول انکا ہوتا ہے اور سونے
والے محروم رہتے ہیں کسی نے پوچھا اسکی کیا علامت ہے کہ نزول انوار معلوم کرے فرمایا علامت
اسکی یہ ہے کہ اسوقت خوشی و تسکین دلیں پیدا ہوتی ہے اور طبیعت ہوتا ہے یعنی ذوق و شوق
پیدا ہوتا ہے میں نے پوچھا اگر وہ وقت پاوے تو کیا تمام دن شوق و ذوق میں رہتے ہیں فرمایا
ہاں اور یہ آیت شریفہ پڑھی امن هو قامت انا اللیل انار سے مراد ثلث شب اور نصف شب بلکہ
وقت سحر اور طلوع فجر سے پہر ایک غریزے عرض کی میں نے ایک خواب دیکھا ہے جناب خواجہ
اسکی طرف متوجہ ہوئے اور بنور منکوحاب فرمایا اور مناسب اسکے ارشاد کیا کہ جناب خواجہ جن بھی
اور ابن سیرین رحمہما اللہ تعالیٰ یہ دونوں ایک زمانہ میں تھے اور ایک شہر میں اور خواجہ جن بصری ج

رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ ابن سیرین سے عقیدہ نہ رکھتے تھے ایک بار حضرت حن بصری نے خواب میں دیکھا کہ میں برصنہ مادر زاد ایک بلند گھوڑے پر کھڑا ہوں صبح اپنے ایک مُرید سے کہہ کر ابن سیرین کے پاس دریافت تعبیر کو بھیجا اُس نے جاگ اپنی نسبت کہا میں تلخ خواب میں دیکھا ہے کہ میں برصنہ مادر زاد ایک میلہ پر کھڑا ہوں ابن سیرین نے اُسکا منہ بنو دیکھا اور کہا یہ تیرا خواب نہیں ہے یہ خواب حن بصری کا ہے وہ اونچا گھوڑا دنیا ہے اور اُنکا بہن کھڑا ہونا اُسپر تجدد اور بے تعلقی دنیا سے ہے کہ اُسکی طرف کچھ دل اُنکا مال نہیں وہ شاگرد حضرت حن بصری کے پاس لوٹ آیا اور سب کیفیت متعجب بیان کی بعد اُسکے حضرت حن بصری ابن سیرین سے خوش اور معتقد ہونے دو سبب سے ایک یہ کہ پس غیبت مجھ سے وہ ایسا عقیدہ نیک رکھتے ہیں کہ حکما کہایہ خواب اُسکا ہے دوسری تعبیر عمدہ سے کہ خالد ابن دنیا کو کما اور سیری بڑنگی اُسے بے تعلقی اور نیزاری بتانی پراسی باب تعبیر میں انکی ایک اور حکایت فرمائی کہ ایک شخص نے ابن سیرین سے آکر کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں انگوٹھی ہے اور میں اُسی افواہ رجال اور فروج نسا پر مہر میں لگاتا ہوں پوچھا تو موزن تو کسی مسجد کا نہیں ہے اُس نے کہا مالِ نانی سب کا موزن ہوں ابن سیرین نے کہا تو اذان صبح کے قبل وقت ہونے سے دیتا ہے یہی جلدی مت کیا کہ رمضان شریف میں جب اذان ایسی صبح سے ہوتی ہے تو لوگ آغا صبح صادق سمجھ کر عورتوں کی صحبت اور کمانے پینے سے باز رہتے ہیں گویا یہ تیرا مہر کرنا ہے فروج و افواہ پر +

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس چہل و ہفتم - دولت ملاقات حاصل ہوئی حضرت خواجہ نے فرمایا عبادت ظاہری کا سبب ہونا واسطے خدا کے بلکہ ہونا اسی عبادت کا بجائے خدا کس طرح پر ہے پھر خود اُکی توجہ میں فرمایا اگر سالک کو عبادت میں ذوق و شوق حاصل ہے تو وہی ذوق و شوق بجائے خدا تر ہے اور اگر اُسکو عبادت میں ذوق و شوق حاصل نہیں تو وہی عبادت باعث اشتہا ہو جائیگی اسواسطے کہ اعضا حرکت میں آدیں گے اور انکی حرکت سے اشتہا پیدا ہوتی ہے اس پر یہ حدیث شریف پڑھی کہ فرمایا جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابیت عند اللہ طمعنی و یستغنی فرمایا مراد طمعنی و یستغنی سے یہ ہے کہ آپ کو

نور کرم سے غذا حاصل ہو کر تپتی تھی پہر کما بعض کو طعام کھانا عبادت ہے کہ جب بھوک ہونے اور خواہش کھانے پینے کی دلیں آئے تو اب جو یہ کھاویگا تین حال سے خالی نہیں یا اس نیت سے کھاوے گا کہ سد جوع ہو اور طاعت میں قوت بڑھے تو یہ کھانا عین عبادت ہے چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ انا اکل وانا اصلی یعنی میں کھانا کھاتا ہوں حالانکہ وہی نماز پڑھنا یہ ہوتا ہے تو جو کھانا بغرض تقویت عبادت کے ہو وہ عین عبادت ہے اور یا اس نیت سے کھاویگا کہ زور و توانائی ہو تو یہ کھانا مباح ہے یا اس نیت سے کھاویگا کہ شہوت بڑھے تو یہ کھانا حرام ہے پھر فرمایا ذکر بھی باعث اشتہا ہے اور بجائے غذا کے بھی ہو جاتا ہے مگر جو مراقبہ حضور می اور شادی کا ہو اور اعضا متحرک نہوں وہ سبب اشتہا نہیں اور یہ حکایت بیان کی کہ خواجہ عقال مغربی رحمۃ اللہ علیہ پیر کبشتہ ایف میں مراقبہ رہے اور کبھی اس چار سال میں نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیایا جب دل کسی چیز میں مشغول ہوتا ہے تو کھانا پینا یاد نہیں آتا اور قصہ اس دوکان دار کا جو سابق مذکور ہو چکا یاد دلایا اور تعجب فرمایا کہ اسکو یاد نہ رہتا تھا کہ کھالیا ہے یا نہیں یعنی سیری و گردش کی مشغولیت میں معلوم نہ ہوتی تھی پھر فرمایا آخرت دنیا کی ساتھ جمع نہیں ہوتی اس طرح حکمت و دانائی ساتھ امیری و ملکوت کے نہیں جمع ہوتی جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ فرماتے لو كانت الدنيا والاخرة اجتماعا لاحد فیری لاجتماع علی ما ان لی قوۃ ولبینۃ پھر کسی اور بزرگ کا قول بیان کیا کہ شاید عارف میں وہ کما کرتے اردت العبادۃ والعبادۃ فما اجتماعا فترکت التہادۃ و اقبلت علی العبادۃ بعد وہ حکایت بیان کی کہ ایک بزرگ تھے بزرگان دین سے انکو علاوہ باندینشیں کتے تھے جنگل میں ایک عبادت خانہ بنایا تھا اگر و اگر دیکھے دو رنگ کسین آبادی نہ تھی انکے پاس نہ اس ایک ن تین درویشیں آئے آتے وقت دلیں یہ خیال کیا کہ ہم ایک بزرگ کے پاس جاتے ہیں لوگ اسکو صاحب کرامت و فرستہ کہتے ہیں ہر ایک نے کوئی بات دلیں سوچ لی اگر وہ صاحب کرامت اور مطلع خطرات پر ہوا تو ان خطرات کو ظاہر کر دیگا ایک نے کہا میں راضی شکم رکھتا ہوں اگر اسکو کرامت ہے تو پے کو میرے پیٹ پر ماتھ رکھ کر فاتحہ پڑیگا میں سمجھا ہوا بخدا دوسرے نے کہا کتاب نو و نہ نام کی تالیف منصور علاج سے انکے پاس ہے اگر ان میں کرامت ہو تو وہ کتاب بکھرے گی

تیسرے نے کہا میں جاتا ہوں وہ صحرا میں پہتے ہیں اگر ان میں کرامت ہے تو حلاوت صابونی گرا کر مر
مجھ کو کلائیں گے غرض تینوں یہ باتیں سوچ کر ان بزرگ کے پاس آئے اول انہوں نے اس بیمار کو پاس بلایا
اور ماتہ لکے شکم پر رکھ کر فاسخ پڑھی کہا جا اچھا ہو گیا وہ فی الفور تندرست ہو گیا پھر دوسرے کو بلا کر کہا یہ
کتاب نود و نہ نام منصوب کی رکھی ہوئی ہے لیجا اور حلق کر کے لادینا تیسرے کو پاس بلا کر کہا بابا تو لباس
شرم و بازی پہن کر خط نفس طلب کرتا ہے یا یہ لباس اتار کر تلو غداے خط نفس دون نقطہ +

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جلس چھل و ششم - سعادت مجلس روزی ہوئی یا بہت تھے جناب خواجہ رحمۃ اللہ
ملیہ نے ہر ایک کی پیش احوال کی ہر ایک سے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو اس نے عرض کی میں
زراعت کرتا ہوں فرمایا القمہ زراعت اچھا القمہ ہے اور بہت کاشتکار صاحب ل گذرے ہیں اور فرمایا
حکایت حقہ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں ایک کاشتکار صاحب ل تھا مخلوق میں
اُسکی بہت کرامتیں مشہور تھیں جب دعا کرتا پانی برستا جب موقوفی کی دعا کرتا برسنا موقوف ہو جاتا سب
میں اُسکا شہرہ تھا امام حقہ الاسلام نے اُسکا حال سنا کر اُسکو یہاں بلوانا مناسب نہیں خود جا کر
اُس سے ملنا چاہئے کہ برکت حاصل ہو غرض یہ ملنے کو اُسکے پاس گئے لوگوں نے اُس بزرگ سے انکی
تعریف کی کہ یہ بڑے بزرگ عالم ہیں اُنکا لقب حقہ الاسلام ہے وہ کاشتکار عامی مسلمان نہایت
تواضع الاسلام کیا سمجھے اور اُسوقت ٹوکری غلہ کی انبلیں لئے ہونے زمین میں تخم بیری کر رہا تھا سیط
بیج ڈالتا ہوا امام حقہ الاسلام کے پاس آیا کہ باتیں اُن سے کریں اُسوقت ایک اور شخص نے کہا تم
ان سے باتیں کرو سب بدغلہ مجھکو دو اتنی دیر میں تخم زمین میں ڈالوں گا اُن بزرگ نے اُسے ٹوکری
ندی اور اُسکی تخم بیری پسند نہ کی حقہ الاسلام نے اُسکا حال دریافت کرنا چاہا اور سوچا کہ اولیاء اللہ
کوئی حرکت بد و ن مرضی حق کے نہیں کرتے اور کوئی بات الہی بے نیت نیک کے نہیں ہوتی دریافت
کروں کہ انہوں نے ٹوکری غلہ اُسکو کیوں دی اور اُسکا بیج ڈالنا اس غرض سے تھا کہ آپ کچھ بھراغ خاطر
مجھ سے ملیں باتیں کریں کہ برکت حاصل ہو اور وہ آپ کا کام کرے کہ ہر ج زراعت نہ ہو اس بزرگ

نے کمائیں تخم زمین میں دل شاکر اور زبان ذاکر سے ڈالتا ہوں اور امیدوار ہوتا ہوں کہ جو کما دے اس کو نور و قوت عبادت حاصل ہو اور یادِ خدا میں صرف ہو اگر یہ غلہ اور کو حیدروں تو کیا معلوم وہ دل شاکر اور زبان ذاکر سے ہوتے یا نہ ہوتے ڈرتا ہوں کہ بے برکتی واقع نہ ہو پھر فرمایا معاملات میں خلوص نیت کا ہونا ضرور ہے اور حق نیت یہ ہے کہ کوئی حرکت اور کوئی کلام بے نیت نیک کے نہ کرے اگر کوئی نماز پڑھے اس نیت سے کہ لوگ مجھے دیکھیں اور نمازی کیس تو بعض علما کا قول ہے اسکی نماز روا نہیں اور بعض کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے کہ عبادتِ خدا میں اور کو شریک کیا کہ ولا نشارك بعبادۃ ربہ احدًا وارد ہے پھر فرمایا مخلوق کے روبرو سر زمین پر رکنا بطور سجدہ روا نہیں مگر لب سے زمین چومنا آیا ہے اور تعلیمِ قرم کی بھی روا نہیں مگر طوافِ کربلا تبت کسی بزرگ کا بزرگانِ دین سے آیا ہے پھر فرمایا طاعت میں خواں برداری ہے اور مصیبت سے باز رہنے میں بیخ و تعب اسکا ثواب بمراتب زیادہ پہلے سے ہے کہ ممکن ہے طاعت میں ذوق و راحت حاصل ہو اور گناہ سے باز رہنے میں بیخ و تعب نفس کا ہوتا ہو اور مروی ہے کہ انما اجرک علی قدر تعبک اور فضیلت میں مصیبت سے باز رہنے کی ایک اور حدیث بھی آئی ہے کہ من صبر علی المصیبة فله ثلثاۃ درجات بین الدرجتین من السماء الی الارض من صبر علی الطاعۃ فله ستمائۃ درجۃ بین الدرجتین من السماء الی الارض ومن صبر علی المصیبتہ قلہ تسع مائۃ درجۃ بین الدرجتین من العرش الی الذی مآورہ عیب ہے کہ صبر علیہ سے مراد روکنا نفس کا ہوتا ہے اس کام پر اور صبر عتہ سے مراد پیرنا نفس کا ہے اسے ہر بروایت و سبب ایک عبارت عربی پڑ ہے کہ من صبر علیہ فہو صبر علیہ کہ جس نے اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے مواخذہ نہ کرے لگا تو پروردگار اسے فی الفور پکڑتا ہے اور سزا دیتا ہے اور جو گناہ کرتا ہے پھر ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ کہیں اس نافرمانی پر مواخذہ نہ فرمائے تو اللہ تعالیٰ عفو فرماتا ہے پھر فرمایا الایمان بین الخوف والرجا صفتِ قلب کی ہے اعضا کی صفت نہیں سالک کو ضرور ہے کہ محافظِ باری کا رہے اس واسطے کہ ارادہ اول و میں پیدا ہوتا ہے بعد اس کے اعضا حرکت کرتے ہیں جب اس نے اعضا کو روکا تو ارادہ دل نقطہ منزلِ خطرہ کے رہ گیا اور حضرات پر مواخذہ نہیں پھر فرمایا جو اپنے آپ کو مصیبت سے روکتا ہے اسکو طاعت

میں ذوق و لذت حاصل ہوتی ہے اور بیان ذوق طاعت میں یہ حکایت نقل کی کہ صوفی بدھنے کو عبادت شوق نہایت تمہا مسجد میں پیش محراب ہمیشہ نماز پڑھتا کرتے اسکے سوا کچھ کام نہ تھا آدم و رفت خلق کی انکے پاس بہت ہوتی ایک دن چند عالم ملاقات کو لئے اُن سے پوچھا بشت میں نماز ہوگی یا نہیں انھوں نے کہا وہ دالٰخیر ہے وہاں کھانے پینے پیش آرام کے سوا اور کچھ نہ ہوگا جو عبادت ہے وہ دنیا ہی میں ہے صوفی بدھنی نے جب یہ سنا کہ بشت میں نماز نہ ہوگی تو کہا مجھ کو بشت سے کیا کام ہے جب وہاں نماز نہیں پڑھتے انکے مناقب بیان کرنے شروع کئے اور پہلے یہ حکایت فرمائی کہ اُن کے شہر میں ایک شخص تھا وہ انکی ملاقات نہ کرتا ایک دن وہ کسی پہاڑ پر جاتا تھا کہ کیتل میں پہاڑ بہت ہیں وہاں پہاڑ پر ایک شخص رجال الغیب کے ملا اُس نے اُس سے پوچھا کہ صوفی بدھنی کیسے درویش ہیں اُس مرغیب نے کہا وہ بڑا بزرگ ہے مگر افسوس اور اسبقہ مگر افسوس کہ کرب ہو گیا پھر استغفر اللہ کہ کر عائب ہو گیا۔ وہ شخص صوفی بدھنی کے پاس آیا انھوں نے پہلے ہی کہنا شروع کیا کہ اُس من جو مرد غیب نے بیان میں مگر افسوس کہا تھا اگر فی الفور استغفار نہ کرتا تو میں اُسکو پہاڑ پر سے ایسا گراتا کہ گردن اسکی ٹوٹ جاتی پھر یہ دوسری حکایت فرمائی کہ جب وقت وہ مشغول ہو کر تے تو اپنے ایک ایسا حال طاری ہوا سر و دست و پا جدا جدا ہو جاتے تھے اگر اُس وقت کوئی انکی ملاقات کو آتا اور یہ حال دیکھتا تھا تو خوف کھا کر باہر نکل آتا اور شور و غوغا کرتا کہ صوفی بدھنی کو کوئی مار گیا اور پارہ پارہ کر گیا پھر جو لوگ انکے حال سے مطلع تھے وہ سن کر کہتے چپ رہو فریاد دست کر کسی نے قتل نہیں کیا انکا یہی حال ہے پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ شخص اندر جاتا تو دیکھتا کہ صحیح و سالم لگے محراب کے بیٹھے ہیں ایک نے حاضرین سے پوچھا شیخ بہنہ کی کسوقت میں تھے حضرت خواجہ نے فرمایا وہ معاصر شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنجشکر کے تھے پھر خواجہ ذکر اللہ تعالیٰ بالخیر سے مولانا زین سے فرمایا کہ یاروں کو بھول تقسیم کر دیں مولانا نے سب بدل خواجہ کے زور و بر سے اٹھا کر لوگوں کو باندھے جناب خواجہ نے ایک پھول اٹھا کر سونگھا اور درود شریف پڑھا۔ پھول سُرخ و سپید دونوں تھے پھر کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے او حکیم ابوعلی سینا دونوں ہم عصر تھے حکیم ابوعلی حضرت شیخ ابوسعید کا مستفید تھا او انکی کرامت سن کر کتنا شیخ علم سب میں کامل اور فیض نجات خوب پہنچا اسکے ذریعہ سے

باتیں باغی استقبال کی کہا کرتا ہوا یکدن یہ دونوں کسی باغی جس نے گل سرخ ہمیں بت شگفتہ پہ ہمارے حضرت شیخ نے
 اُن سرخ پہ لوگوں کو دیکھ کر تم کھو اپنا چہل کھاتے ہو مجھ کو اس گھنے کے وہ پھول زرد ہو گئے حکیم علی یہ معاملہ دیکھ کر حیران گیا
 شیخ نے قدموں میں گر پڑا عرض کی مجھ کو خیال باطل تھا کہ آپ کو عالم سمیا اور ماہر نہر نجات جانتا تھا مگر ان علموں کے
 واسطے آلات و اسباب کا ہونا ضرور ہے جب اُن سے اترنا ہر ہوا ہے آپ نے اُس وقت فقط ایک
 بات کہی سب گل سرخ فی الفور زرد ہو گئے یہ امر بجز کرامت صادقہ کے ہو نہیں سکتا پھر فرمایا مولانا شریف
 ان شیخ ابوسعید ابوالخیر کا موعظ منہ ہے اور وہ ایک گانوں ہے درمیان سرخس مارو کے اور بجز قتب
 اُنکے سے یہ حکایت بیان کی کہ حضرت ابوسعید زمانہ کودکی میں منہ سے علم حاصل کرنے کو سرخس میں تشریف
 لائے اُن دنوں وہاں امام محمد سرخسی درس فرمایا کرتے تھے اُن سے سبق شروع کیا اتفاقاً شیخ ایک دن
 کہیں بات تھے شیخ لقمان پرندہ کو ایک بلندی پر دیکھا اپنا خر قہ بڑی رہے ہیں تیز دھوپ میں اور پسینہ
 اُن سے بتا ہے شیخ ابوسعید جا کر انکی روبرو آفتاب کی طرف کھڑے ہوئے اور اپنا دامن اٹھا کر انکے چہرہ
 پر سایہ کیا شیخ لقمان نے سر اٹھایا دیکھا ابوسعید سایہ کئے ہوئے ہیں کہا اے ابوسعید تجھ کو اس خر قہ میں سے
 دیتا ہوں پھر اٹھ کر ابوسعید کو شیخ ابوالفضل سرخی کے پاس لے گئے اور انکی خانقاہ میں جا کر انکو پکا لالہ
 ابوالفضل انھوں نے آواز سن کر جانا شیخ لقمان ہیں بجاظ انکی بزرگی کے باہر دوڑتے آئے اور قدموں
 میں انکے گر پڑے انھوں نے شیخ ابوسعید کا ماتہ پکڑ کر حضرت ابوالفضل کو دیا اور کہا یہ آشنا تمہارا ہے ابھی
 طرح پرورش کرنا شیخ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کیا اور یہ کہہ کر شیخ لقمان پرندہ لوٹ گئے شیخ ابوسعید
 حضرت ابوالفضل کنیت میں بیٹھ گئے اور ایک کتاب اُتار کر دیکھنے لگی اور دلیں کہا اس میں کیا لکھا
 ہو گا شیخ ابوالفضل انکے اس خطرے پر واقف ہو کر بولے اے ابوسعید اس کتاب میں لکھا ہے کہ پورے
 غرامہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پانچ سو پیدائے سب سے مقصود یہی ایک کلمہ اللہ کا تھا شیخ ابوسعید کو انکے
 اس بات سننے سے ایک کیفیت پیدا ہوئی اور خواب و خور مجھول گئے رات وہیں رہے خادم کھانا لایا
 نہ کھایا پھر سحری کو بھی نہ کھایا پھر ایک بار شیخ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ سبق کا وقت آیا طالب علموں
 کو خیال رہتا ہے کہ ناغہ نہ ہو شیخ سے عرض کی یہ میرے سبق کا وقت ہے حکم ہو تو پڑھ آؤں اور تفسیر

اکمال کے تھے چاہتے تھے اُکو کچھ نعمت حاصل ہو جانے پر راضی ہوئے ابو الخیر اُن بزرگ کی خدمت میں آئے
 کہا یہ لڑکا بن تمہارے نہ رہیگا میں نے اجازت دی اپنے ساتھ لیا تو آپکی ابرق کشی کر کے گاؤں تک ابو سعید پس
 بزرگ کے ساتھ رہا نہ ہوئے ہر روز ایک تازہ نعمت آنکھ دیتے یہاں تک کہ ابو سعید کا کام تمام ایک بیان
 میں پہنچے کہا اے ابو سعید تم یہاں رہ کر حق سے مشغول رہو میں ہمیشہ تم سے ملجایا کروں گا شیخ ابو سعید نے
 برسوں اُس بیان میں بسر کی وہاں وخت گزیر کے تھے اور چشمہ باری شام کو چند پہل اُنکے لیکر اٹھا
 کرتے اور اُس نہر سے پانی پتے اللہ تعالیٰ نماز کی وقت گروہ مردانِ غیب کے بیحد تیار اُنکے ساتھ نماز
 جماعت پڑھتے اور پھر مشغول ہو جاتے بعد کئی برس کے ناگاہ وہ یہ ظاہر ہوئے ابو سعید نے اوٹھ کر
 تنظیم کی پیر نے کہا اے ابو سعید ماں باپ تیرے منتظر ہیں اور تو یہاں خوش رہتا ہے باپ تیرے
 واسطے سرگرداں ہے بیابانوں میں پرتا ہے غمغریب تیرے پاس آویگا اور تجھ کو دیکھ کر خوش ہوگا پھر تجھ
 سے پوچھیں گے اس جنگل میں تیرے کھانیکا کیا حال ہے اگر تو نے کہا کہ گل کر لیا تھا تو اُس کا دل آزرده
 ہوگا مگر اسی وقت غیب سے ایک خوانِ طعام آویگا وہ جان لیا کہ کھانا غیب سے آیا کرتا ہے۔ وہی
 اُس کا جواب ہو جاویگا کہ ہر اگر تجھ کو لیا جوے تو اُسکے ساتھ چلے جانا یہ کہہ کر غائب ہو گئے بعد اُسکے ابو سعید
 کے باپ اُس بیان میں پہنچے گریاں بجالا کر اب پھر ابو سعید کو دیکھ کر زیادہ روئے اور پٹ گئے
 پھر دونوں بیٹھے اور حال پوچھنے لگے کہ وہ بلا کیوں ہے اور اس جنگل میں کہاں سے کھاتے تھے بھلا اس
 نہر سے پانی کا آرام تھا مگر کھانا کیسے ملتا تھا اور نماز جماعت کیسے ہوتی ہوگی ابو سعید نے کہا حالِ غیب
 ہر وقت آتے اُنکے ساتھ نماز جماعت پہنچتے پڑھتا تھا یہ سن کر چپ ہوئے اسی وقت ایک خوان
 اوپر سے اُترا ابو سعید نے باپ کے آگے رکھا معلوم کیا کھانا ہمیشہ غیب سے آتا رہے اُس خوان میں
 گوشت روٹی شہد اور ہر قسم کا کھانا تھا تو اٹھوڑا تھا ابو سعید نے بعد برسوں کے وہ کھانا کھایا اور اُنکے
 باپ نے بھی چہرہ بولے بابا ابو سعید بچاری ماں تیری فراق میں شربتِی ہے برسوں جدا رہی اہلِ طاقت
 مفارقت نہیں ہے باوجود پیری و ضعیفی کے لوگوں سے جدا ہو کر بیابانوں میں پہاڑِ متحسین کھینچیں عورت
 بچاری کیا کرے ابو سعید نے کہا بہتر والدہ کی خدمت میں چلتا ہوں بسم اللہ اُسٹے ابو الخیر نے کہا اگر تمہارا

اپنے جسے نکال دیا یہ آوے اور تم کو نہ پاوے تو بہتر ہوگا۔ تم میں رہو میں باکتر ہیں ان کو نصیحت
 کہ وہ ناکہ نہ نوش نہ منہ خدائے مشغول ہے۔ ابوسعید نے کہا ابھی آپ سے ذرا پہلے پیر شریف لائے
 تھے وہ کہتا تھا رباب ابھی آئیوا ہے اور فرما گئے ہیں کہ اگر وہ لیجا دیں تو گھر جانا بہرہ دونوں اٹھیں
 اور گھر کی راہ میں اوپر پہلے ہی شہر میں مشہور ہو گیا تھا کہ ابوسعید آتے ہیں جیسے کسی بادشاہ کے
 آتے کو نہ ہو تا بہت تاہم ان کو مرد شہر کے باہر سے فتنے بہت ملیں مگر ابوسعید نے سب
 راوند میں چیر گھر میں آئے اور بعد برسوں کے ماں سے ملے پھر ہر روز ان کا کام بڑھتا گیا +

والحمد للہ رب العالمین +

مجلس چہل و نهم۔۔۔ البتہ پابوس ہاتھ آئی ایک درویش غریب مشغول الحال نیا آیا تھا۔

اُن کا ماں دریافت فرمایا۔ سرس کیا شاہ پور میں تھا ہوں فرمایا کسی تعلق اور آمد و شد نہیں اور توکل
 ہے تو نہ شال رہو درویش کو پہننے کہ اگر اُسے فاقہ گذرے تب بھی اپنی حاجت غیرت نہ کہے اور اگر
 کوئی ایک پاس آئے تو طمانچہ اپنے موخہ پر مار کر گالوں کو سرس کر لے کہ دیکھنے والا اس کے فقر پر مطلع
 نہ ہو پھر فرمایا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یاروں میں بیٹھے تھے فرمایا من یضمن واحدا غنم
 لہ بالجمعة فقال ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا یا رسول اللہ فقال علیہ السلام لا یتال الناس
 شئنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان قبول کیا پھر ہرگز کسی سے کوئی سول نیا یاں تک کہ ایک
 دن سوا بابتہ تھے چابک ہاتھ سے گر پڑا دوسرے سے نہ مانگا خود اتر کر اٹھایا کہ جناب نبوب تاب
 نے سوال سے منع فرمایا ہے ایک اور درویش طالب ہاں حاضر تھا اُس نے پوچھا جس خیر سے جناب
 آنحضرت نے ایک کو منع کیا ہو وہ امر کیا اور و نحوہی لازم ہو جاتا ہے کہا ہاں سب کے حق میں حکم
 مانعت ہوتا ہے اُس پر میں نے یہ حدیث یاد دلائی کہ فرمایا ہے جناب آنحضرت نے حکمی لولہ حکمی
 علی کل اور جناب خواہنے یہ حدیث شریف پڑھی کہ خطابی ل حاضر خطاب لغائب جب یہ بحث تمام
 ہوئی تو خواہنے پھر تقریر باقی شروع کی اور منے سوال میں یہ فائدہ بیان فرمایا کہ ایک بار حضرت
 ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین فاقے متواتر گذرے پھر پیٹ پر باندھا انکی بیوی نے کہا جناب

آنحضرت کی خدمت میں جا کر فلاں گیا تھا اُسکو یہ ملا اور دو سر گیا اُسکو وہ دیا اُسکے کہنے سے ابو سعید
 آنحضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہر پر پہنچا
 تھے من يستغف يعف الله ومن استغنى اغناه الله ومن طلبنا فوجدناه واسيناه واعطيناه ولكن
 يستعفف احب الينا جب ابو سعید رضی اللہ عنہ نے یہ بیان شریف سنا جانا میرے مطلب کا جواب ہے
 جناب آنحضرت سے کچھ سوال کیا کہ میں لوٹ آئے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ اس قدر وسعت کی کہ حساب
 نہ تھا پہ اسی باب میں یہ آیت شریف پڑھی لا یسئلون الناس الحافا پر یہ پڑھی یحسبہم الجاہل اغنیاء
 من التعفف بعد اُسکے یہ آیت تلاوت فرمائی للفقراء للذین احصروا فی سبیل اللہ لا یتسطیعون
 ضریفا فی الارض یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف تعفہم بیما هم لا یسئلون الناس الحافا فرمایا یہ
 آیت شریف فقراء مہاجرین کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ اُنکے سوا کوئی اور سکین مدینہ منورہ میں نہ تھا
 مسجد شریف میں پڑے رختے اور سوال سے چھڑ رکتے پہر ابو سعید قطع رحمہ اللہ طبعی یہ حکایت فرمائی
 کہ جب آپ تین فاقے گذر گئے تو انکی بیوی نے کہا بازار میں جا کر کسی سے سوال کر کے کچھ لے آ اور
 اور جب تک اُنکا لقب قطع نہ ہوا تھا۔ غرض اُنہوں نے بازار میں جا کر ایک شخص کے گے ہاتھ مانگے کہ بیٹا یا
 اور سوال کیا اُس نیک مرد نے اُنکو کچھ دیا جب گے بازار میں گئے تو کو توالی کے لوگوں نے اُنکو تہمت طاری
 میں گرفتار کیا کہ تو نے فلاں کی جیب کاٹی ہے اور اس جرم پر اُنکا ہاتھ کاٹ ڈالا اُنھوں نے وہ اپناٹا
 ہوا ہاتھ سپاہیوں سے مانگ کر گھر لے آئے اور مصلے پر لگے رکھ کر روتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ لے
 ہاتھ خزانہ خدا چھوڑ کر تو اسکے مال کی طرف بڑھا آخر اپنی سزا دیکھی پھر دل سے کہا تو نے دیکھا جو کچھ ہاتھ پر گذرا
 اگر تو بھی خزانہ خدا چھوڑ کر غیر سے امید رکھتا تو تو بھی اپنی سزا پر تراس سے دیکھتا کہ پر جناب خواجہ نے اسپر
 قصہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کافر مایا کہ آپ کی عادت تھی جب سجد سے لوٹتے جو یا ربنا
 اُسکو ہمراہ گھر لے آتے اور جو حاضر ہوتا اُسکے سامنے رکھ دیتے ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ پر تین فاقے گذرے سجد سے نکلتے سب راہ منظر جناب امیر کرم اللہ وجہہ کٹھے ہو گئے اس عرصہ میں
 حضرت امیر بھی سجد سے آئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کوئی آیت قرآن شریف کی

پوچھی اور اس بہانہ سے ہمراہ ہونے کے لئے گھر تک چلوں شاید کچھ کھانا دیں بعد تین فاقوں کے کچھ کھاؤں
 غرض کہ جناب امیر ان سے باتیں کرتے گھر تک پہنچے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم دہلیز خانہ میں بیٹھو
 وہ بیٹھ گئے اپنے اندر جا کر پوچھا کچھ کھانا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہلہ لائے ہوئے ہیں خاتون جنت
 نے فرمایا تمہارا روزہ ہے تین روٹیں قرض لیکر تمہارے واسطے پکائی ہیں فرمایا اے آنحضرت خاتون
 نے وہ روٹیاں آپ کو دیں ایک رکھ لی حضرت امیر وہ دونوں روٹیاں ابو ہریرہ کے پاس لے لے
 اور میں وہ کھانے لگے پھر حضرت امیر اندر آئے اور کہا کچھ مالین ہو تو دو حضرت خاتون نے کہا تمہارے
 گلے کیواسطے روغن زیتون منگوایا ہے آپ کا گلا ورم کر آیا تھا اسکی مالش کو روزن زیتون مانے تھے۔
 آپ وہ ایک باقی روٹی اور روغن زیتون ہا ہر لے آئے اور ابو ہریرہ نے وہ بھی کھالی جناب امیر نے
 اُس دن بھی بعد افطار کچھ نہ کھایا نہ ورم پر روغن ملا اُس تمام پر میں نے جناب نوحہ سے عرض کی کہ یہ
 آیت شریف و یطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیمًا واسبیبا یا حضرت امیر کی شان میں ہے فرمایا
 ہاں مگر قصہ اسکی شان نزول کا اوجہ ہے کہ آنحضرت شریف ایسا کن حضرت امیر سے کہ تشرف راستے ہا
 حسنین مکرین کو نہایت ضعیف و نحیف پایا کہ رگیں بدن کی جلد کے نیچے پکتی تھیں حضرت رسالت پناہ
 نے جناب امیر اور خاتون جنت دونوں سے کہا کچھ نذر اللہ تعالیٰ کی قبول کر دنا یہ کہتے نذر سے نذر
 تعالیٰ انکو صحت و عافیت عنایت فرماوے جناب امیر اور خاتون جنت او آپ کی کوئی فضا
 تینوں نے نذر دانی کہ ہم ہر ایک تین تین روزے اللہ تعالیٰ کے واسطے کہیں گے اور یہ نذر خاص کر
 اس واسطے کی کہ بھوکے کو روزوں کے برابر اور کچھ مشکل نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے بہرکت اُس نذر کے
 حسنین مکرین کو شفا عاجل عنایت فرمائی ان تینوں نے پہلے دن روزہ رکھا اور افطاری کو تین
 روٹیاں پکائیں ہر ایک کیواسطے ایک ایک قریب قریب ایک مسکین نے روزہ پرا کر فریاد کی کہ اے
 اہل نبوت و فتوت کچھ مسکین کو کھانا دو جناب امیر نے اپنی روٹی اُسے بھیج دی اور جناب خاتون جنت
 و فضہ خادمہ نے بھی بموافقت آپ کی اپنے حصے اُسکو دیدئے اور یہ قصہ اگرچہ مینہ پر سکینہ پہاؤ اور
 نزول آیت شریف کا مظہر میں تھا مگر جب کھانا کھانا انکام مینہ میں واقع ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام
 نے دوبارہ یہ آیت آنحضرت پر پڑی کہ یطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیمًا واسبیبا اے اس کے

جناب خواجہ ابوالحسن کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ آیت شریفہ پڑھنی دی و ترون علی انفسہم ولو کان
بہم خصاصہ بعضوں نے کہا نزول اسکا جنگِ اُحد میں ہوا ہے کہ کافروں نے پانی گہیر لیا تھا۔ اور
صحابہ کرام پیاس سے ہلاک ہوتے تھے اور فریاد کرتے تھے میں یسقطی کون ہلکوا پانی پلاؤں تو ہشام
نام صحابی کو ٹھوڑا پانی ملا اور انہوں نے وہ پانی اپنی بھانجی زخمی کو بھیجا جب اُس نے یہ چاہا دوسرے
صحابی زخمی نے دیکھ کے فریاد کی میں یسقطی اُسے کہا یہاں وہ اُسے پلاؤ اسیطر پر ایک زخمی پانی دیکھ
کر نالگیا تھا اور یہ اُس دوسرے کو پلانے کہتا تھا یہاں تک کہ اسیطر وہ پانی ساتھ پر احب تویں
کو پلانے اُٹھایا وہ زخموں میں چور قریب المگ تھا اس حرکت میں وفات کی ناچار پٹے کے پس لائی
وہ بھی اس عرصہ میں گندہ کی تھی پنجپوں کے پاس لائے وہ بھی زندہ نہ تھے اور اسیطر پوتھی تیسری
دوسرے پٹے کے پاس آئے جبکہ دیکھتے وفات ہو چکی تھی رحمہ اللہ علیہم جمعین وہ پانی اسیطر
رہا تو صحابہ کرام کی مدد میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی و ترون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ
اور دوسرا قول جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس شب
میں ایک زمان آیا آپ نے ہر نوچرہ ازواجِ مطہرات میں آدمی تحقیق طعام کو بھیجا کہیں سے اُفت
طعام دستیاب نہ ہوا تب اپنے یارانِ حاضرین سے فرمایا اسوقت کون اس مہمان کو کھانا کھاتا ہو
کہ ہمارے گھر میں کھانا نہیں مانگے کھاپی لیا ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ میں ہلکوا پنی
گھر مہمان لیجاتا ہوں پہر اُسکو اپنے گھر لے آئے اور بیوی سے کہا یہ مہمان آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ہے اسکا اکرام اور لحاظ بہت کرنا اُس خنتی بیوی نے کہا کاش کہ اگر شرع میں اپنا مانا
روا ہوتا تو مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اپنی جان قربان کرتی میرے پاس اسوقت سو
بچوں کے کھانے کے اور کچھ نہیں انصاری نے بیوی سے کہا کچھ فکر نہیں تو چراغ اور کھانا لے آ
اور لڑکوں کو سلاہے اُس نے ایسا ہی کیا اور جو کچھ تھا مہمان کے روبرو رکھ کر یہ دونوں بھی تھ
دشترخان پر بیٹھ گئے کہ لڑکے ساتھی کھا دیں مگر سوچا کہ اگر بہنے اسکے ساتھ کچھ بھی کھایا تو مہمان آنحضرت
بُہو کار ہیگا بیوی چراغ جلائے کہ بہانہ اٹھی اور بچلے بچا کر آ بیٹھی اور میاں بیوی اندھیرے میں نہان

کے دکھانیکو ہاتھ روٹیوں تک لیجاتی پھر خالی منہ تک لاتے جیسی کوئی کھاتا ہو۔ مہمان نے جانا کھاتے
 ہیں وہ خوب کھا کر شگم سیر ہوا پھر وہیں سو رہا انہوں نے اتیار کیا کچھ نہ کھایا اور معدہ اولاد کے بھوکے سو
 رہے صبح کو جب وہ آنصاری جناب آنحضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے تو اپنے ارشاد فرمایا۔
 لقد عجب الله البارحة من هذا المراء ومن هذا المرأة ای رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی اللہ تعالیٰ خوش ہوا
 رات کو اُس مرد و عورت سے پھر یہ تیش شریف پڑھی و پڑھتوں علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ۔
 فرمایا جو کچھ تم نے شب میں مہمان سے کیا خدا تعالیٰ اُس سے مٹاں گا تمہاری تعریف فرمائی جبریل
 علیہ السلام یہ آیت لائے ہیں اور دوسروں نے اسکے شان نزول میں یوں کہا ہے کہ ایک صحابی فلقہ
 تھا اُسکو ایک سری بُنی ہوئی ملی اور اُسکے ہمسایہ پر وفات گذرے تھے اُس نے دلیں کھاؤ تھی
 مجھ سے زیادہ ہے اُسکو وہ سری بیحدی اس طرح ساٹ بجو وہ سری پھری اُسوقت جبریل علیہ السلام
 وصف صحابہ میں یہ آیت لائے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دو روٹیاں دیکر رضائے الٰہی حاصل کی۔
 حکایت دوسری فرمائی ایک دن جناب آنحضرت علیہ السلام حجرہ بیوتی قطیفہ میں آرام فرما رہے تھے اور
 ریلح نامی غلام آنحضرت کے درجہ پر نگہبانی کو بیٹھے ہوئے تھے اور ان ماریہ قطیفہ کو مقوقس بادشاہ
 مصر نے آنحضرت کیواسطے بھیجا تھا کہ اسی حال میں جناب عمر تراش کرتے ہوئے حاضر در دولت
 ہوئے ریلح نے بڑھ کر جناب رفق سے کہا آنحضرت نے ابھی آرام فرمایا ہے حضرت عمر یہ سنکر لوٹ گئے
 اور اپنے گہر میں جا کر پہلوئے ریلح نے دو بار کہا ابھی آنحضرت شریف آرام میں ہیں امیر المؤمنین عمر
 نے باوازن بند باتیں کیں جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کواڑ کولا اور بیوی ماریہ اندر کی کوٹھڑی
 چلی گئیں حضرت عمر نے دروازے میں حکر دیکھا کہ جناب رسالت تاب چٹائی پھیلتے ہوئے ہیں اور
 آپ کے پہلوئے مبارک نقش چٹائی کے جم گئے ہیں اور ایک گوشہ حجرے میں قریب دوسیر جو
 کے پڑے ہیں حضرت عمر یہ دیکھ کر روئے اور عرض کی کہ کسریٰ قیصر فروش دیبا و حریر پیش آؤ آپ
 کہ غریبی آدم اور سرفراز تمام عالم میں پانی چٹائی پر آرام فرماویں تو جناب رسالت تاب نے حضرت عمر
 سے فرمایا کہ کیا نہ رضی ہوئے قمر لے عمر اس بات سے کہ ہوائے واسطے دُنیا اور ہمارے واسطے آخرت

ہو پر جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مروی ہے جناب ائمہ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک بار
 آپ نے کسی سے فرمایا کہ بیشک گذرتا ہے ہمیر ایک ماہ یا نصف ماہ کہ ہمارے گھر میں آگ نہیں لگتی
 نوپوچھا اُس سننے ملے نے کہ پہر آپ کچھیر سے زندگی بسر فرماتی تھیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ گذر
 کرتے تھے ہم خرمے اور نمکے اور ہمارے پڑوسی انصار بسا اوقات ہیجاریں نہ تھیں۔ یہاں
 یہ یہ پر فرمایا یہاں ہندوستان میں خرماء و غریہ الوجود ہے سب میں اس کثرت سبب کہ ہر کوئی نہیں
 کھاتا جیسے یہاں کے عربا باہر جا کر سبزی ترکاری چھ لاتے ہیں اور پکا کر بہ اوقات کرتے ہیں اسطرح
 فقر اعراب باہر کلک خرما جن لاتے ہیں پر فروط تعجب فرمایا کہ باوجود اس غنت و قدرت کہ جناب آنحضرت
 نے فرمایا ہے والذی نفس محمد ہید بوسالت ربی ان یخری معی جبال الدنیا ذہبا لاجرتھا حیث
 مشیت ولكن آخرت جو عہا علی منبعا و فقرھا علی غنائھا علی منافع ہر گاہ کسی توجہ خاطر عاظر و نیاز دہی
 کی طرف نہ فرمائی اور تفصیل اس بیان کی مجلس آئندہ میں ہے +

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

مجلس چہارم

سعادت پابوس میر ہوئی خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالآخر بیان فائدہ
 مشغول تھے اور یہاں پہونچے تھے کہ جبریل علیہ السلام جناب آنحضرت کی خدمت مبارک میں آئے
 اور بعد سلام کہا اللہ یرثک السلام و یقول خیرت بین نعیم الدنیا و بین نعیم الاخرۃ یعنی نبوت
 خواہ نعیم دنیا کے ساتھ قبول کرو خواہ فقر کے ساتھ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخترت ان
 اکون نبیاً فقیراً جوعاً یمیناً و اشبع یوماً۔ سو جس روز آنحضرت سیر ہوتے تو کیا نوش فرماتے تھے چند
 خرے غرض جب ازواج مطہرات نے یہ سنا کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ پیغام آبی لائے تھے
 اور جناب رسالت مآب نے فقر اختیار فرمایا تو چونکہ عورات ناقص العقل ہوتی ہیں کہ من ناقص العقل لا یحکم
 منکے باب میں ارشاد ہے آپس کہنے لگیں کہ جناب آنحضرت تو فقر کو پسند فرمایا ہو کہ جو عہدہ لوں طعام بخوبی مستی ہوگا اگر وہ عہدہ
 اب ہلکو بطور ہمان بلاوینگے تو ہم نہیں مانگتے کہ انکے پاس زیور و لباس عمدہ ہوگا اسپر انکے حق میں
 یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔ یا ایہا النبی قل لا ازیوا حاک ان کنتم تریدون الحیوة الدنیا و زینتھا فاعلموا
 انکم ستکون من الخاسرین۔ وان کنتم تریدون اللہ و رسولہ الدار الاخرۃ فان اللہ اعلم اللہ

منکن لجزع عظیماً جب یہ آتیں اُتریں تو آپ نے پاؤں اور اوج مہلکات کو اس حکم سے مطلع کروں۔ لیکن خیال فرمایا کہ عورتیں کم عقل ہوتی ہیں کہیں شق سابق نہ اختیار کر لیں لہذا پہلے جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کہ سب سے کم مایہ اور عاقل تر تھیں بلا کر فرمایا اسے عائشہ میں تمکو درمیان دو باتوں کے مختار کر دینا کہ ان دونوں میں سے جو پسند ہو اختیار کرو مگر جواب میں جلدی نہ کرنا کہ بے سوچے کچھ کہہ بیٹھیں اول سنکر اپنے والد ابو بکر صدیقؓ سے مشورت کرنا پھر جو وہ صلاح دیں ویسا کرنا بعد اسکے آنحضرت علیہ السلام نے اُنکے روبرو یہ آیتیں پڑھیں اور کہا اگر تم سب دنیا اور اُسکی زینت چاہتے ہو تو کوئیں طلاق دیکر جدا کر دوں اور اگر خدا اور رسول کو فقر و فاقہ کے ساتھ پسند کرتی ہو تو روز قیامت تمکو ثواب عظیم اور آرام پورا ملے گا جناب عائشہ صدیقہؓ نے یہ حکم آہی سنکر کہا یا رسول اللہ! اسی بات کے واسطے مجھکو میرے باپ ابو بکر سے مشورت کرنے کا تھا میں آپ سے سوچے اور بلا مشورت کہتی ہوں کہ میں نے خدا اور رسول کو پسند کیا اب جو کچھ رنج و تکلیف دنیا کی ہو سب کچھ اس لذت قرب الہی اور رضائے جناب رسالت پناہی میں گوارہ اور موجب راحت ہے اس گفتگو کے وقت باقی اہمات المومنین جبرہ شریفہ کے باہر کھڑی تھیں جب انہوں نے باہر سے سنا کہ بیوی عائشہؓ نے اللہ اور رسول کو اختیار اور رنج و محنت دنیا کی گوارا فرمائی تو سب اندھیل آئیں اور کہنے لگیں کہ ہم سب نے اللہ اور رسول اور فقر و فاقہ کو اختیار کیا یہ کہہ کر جناب خواجہ نے فرمایا کہ دنیا کوئی چیز نہیں جو مال بہت رکھتا ہے اُسکے دشمن بھی بہت ہوتے ہیں پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے درویش سالہا سال مجھکو یہ آرزو رہی کہ ایک تہ بندو کرتہ پہن کر کلاہ سر پہ کر وہ بیابان یا کسی مسجد و مزار میں جا بیٹھوں پھر شہر کو یاد کر کے فرمایا کہ وہاں بہت خطیرے دلپسند ہیں وہاں محکم غلوت سے بہت راحت و تسکین ہوتی تھی ان دنوں وہ فرار اور خطیرے نہیں رہے سنتا ہوں کہ وہ سب معاملات و بخش خراب و مہرباد ہو گئے ہیں پھر فرمایا خواجہ محمود والد معین الدین جو بھانجا مولانا کمال الدین کا ہے میرے ہمراہ ہو اگر اتنا ہمیشہ نماز صبح مسجد میں پڑھ کر ہم نکلے اور وظیفہ پڑھتے جاتے راہ میں جب کسی فرزند پر پہنچتے تو میں محمود سے کہتا اب تم چاہو مکان جاؤ چاہو کسی اور مزار پر تنہا مشغول ہو

اگر اس وقت مخدوم کے پاس کوئی آگ کی گھنٹی ہوتی تو سردی تکلیف نہ دیتی خواجہ نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ کو نہ دیکھا تو آگ سلگاؤں گا ورنہ خیر۔ جبہ اور لباس ہے اسیں بسر کروں گا اُس نے کہا مجھ کو لبادہ کے مانند ایسی سردی معلوم ہوتی ہے کہ بدن برف ہو جاتا ہے اسپر خباب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بادشاہ کی لڑکی پر ایک شخص کلال کی نظر پڑی اُس پر عاشق ہو گیا بادشاہ نے یہ سنکر وزیر و س مشورت کی کہ بس امر میں کیا کیا جا ہے سب نے کہا اسکا تدارک جلد کرنا سب ہے ورنہ موجب بے حرتی ہوگا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو دو سو چوب زریہ محل شاہی کی باریں اور اسبقا رہرور واژہ محل پریس کلال سے منقول ہے کہ سرھنگان شامی نے پکڑ کر زمین پر گرایا اور مارنا شروع کیا۔ جب مارنے کا شور بولا تو اُس شہزادی نے کٹر کی لکھو لکھو نیچے دیکھا اس نے پہلے ایک ہی زخما شہزادی کا دیکھا تھا اس بار پورا موٹہ دیکھا حیران و شنیفہ اُسکے حُسن کا اور زیادہ ہوا وہی دو چوب جو اسپر پہلے پڑیں انکی ظہر کم رہی اور تکلیف پہر جب اور دروازوں پر اسکو لیجا کر مارا اور باقی جو زیر محل باریگیں ہرگز اُن کی اسکو خبر نہوئی نہ کچھ درد ہوا اب یہ فقراء عاشقان خدا ہیں اور مشاہدہ عالم الغیب میں مستغرق جب عشق مجازی کا یہ حال ہے کہ مشاہدہ معشوق مجاہد میں درد و غم سے بے خبر ہوں تو عشق حقیقی میں بطریق اولیٰ بے خبر ہوں گے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس خپاہ و حکیم - شرف مجاست حاصل ہوئی۔ ایک شخص کوئی کاغذ لایا تھا حضرت خواجہ اُس کو دیکھ رہے تھے فرمایا یہ حدیثیں موضوعات سے ہیں کتب شہورہ حدیث میں نہیں ایسے ایک یہ حدیث تھی کہ تارک نماز کے ساتھ کمانا نہ کھاویں دوسری یہ کہ یهود و نصاریٰ سے سلام کریں اور بے نمازی اور شراب خوار سے سلام نہ کریں خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان سے سلام کریں اور تارک نماز کے ساتھ کمانا کھاویں مگر اُسے ادائے نماز کو کما کریں مگر وہ مصل میں آکر بیٹھے تو اُسکی تعظیم نہ کریں اور جواب سلام میں علیک نہ کہیں اس نیت سے کہ اُسکی امانت ہو اور وہ غمرا کر اُس کام سے باز آوے پھر خا خواجہ نے اُس شخص کو وہ کاغذ دیدیا اور فرمایا حضرت شیخ عثمان خیر آبادی کے زمانہ میں انھیں ایک طے صحت نامیہ پان کھاتے ہوئے طنبور بجاتا ہوا اپنے گھر سے باہر آیا راہ میں شیخ کو دیکھا شرم کر دوسری گلی میں چلا گیا

فیخ عثمان بھی اُسی کو چہیں گئے جب وہ جوان آگے گیا تو کوچہ کو سرستہ پایا آگے راہ نہ تھی شیخ عثمان
 جب قریب پہنچے تو وہ جوان ایک یار پر ہونٹ لگا کر کھڑا ہو گیا شیخ اسکے پاس گئے اُسے سر اٹھا کر بہ
 نظر شرمندگی انکی طرف دیکھا اور بجز نظر طہنہ نہ توڑا اور شیخ کے قدموں میں گر پڑا شیخ نے اپنے خادم سے
 کہا اس جوان کو خانقاہ میں لے چل اور اُسکے کپڑے اُتر واکر دینا کہ جلد ہو آویں اور اسے دو چادریں دینا کہ
 جب تک ایک بندہ کر اور ایک اوڑھ کر سو رہے جب کپڑے چل آویں تو اسے حمام میں لیجا کر نہلانا اور
 دھلے ہوئے کپڑے پہنا جب تک نیں بھی لوٹ آؤ مگر غرض خادم سے خانقاہ میں لیگیا اور دو چادریں دین
 ایک بندہ اور ایک اُڑھی کپڑے دھونے دیئے اور جوان سے کہا جب تک کپڑے دھلکر آویں سو رہو وہ لیگا
 جب کپڑے دھل آئے تو اسے جگا کر حمام میں نہلایا اور چلو کپڑے پہنائے شیخ کسی کی ملاقات کو گئے تھے
 اُسوقت لوٹ آئے مُریان شیخ نے اُس جوان کو روبرو حاضر کیا شیخ اُسکا ہاتھ پکڑ کر قہر روکھے ہوئے
 اور دعا کی کہ خداوندِ جو میری وسعت میں تھا وہ نیں نے کیا کہ اسکا ظاہر پاک و صاف کر دیا اب تو اپنے
 کرم سے اسکا باطن پاک کر دے پھر شیخ نے اُسے ذکر تلقین فرمایا اور خلوت میں بیٹھنے کا حکم کیا جان مجہرہ
 میں گیا اور خلوت میں مشغول نہ کر ہوا اتفاقاً شیخ عثمان مغربی واسطے ملاقات شیخ عثمان خیر آبادی کے لئے
 تو انکو غمگین بیٹھا دیکھا پوچھا اے ہمدرد آج غمگین کیوں ہو انہوں نے کہا غیرت سے پوچھا کس کی غیرت
 نے کہا غیرتِ دوست سے پوچھا یہ غیرت کس طرح ہوئی کہا ہنسنے جو برسوں میں خون مگر کھا کھا ہایا تھا
 وہ نعمت اس جوان کو ایک ساعت میں ملی پھر جنابِ خواجہ نے فرمایا عالم بے نیازی ہے قبل من قبل بلا
 علتہ و رومن رد بلا علتہ اسکے بعد حکایتِ خواجہ سنکان کی زبانی کہ انکا باپ والی سنکان کا کارکن
 تھا اور سنکان قریب شمس ہے اُس والی نے خواجہ سنکان کے والد کے دست و پا بے موجب کٹوا
 ڈالے اُنکے سب قریب غریز خوف سے بھاگ گئے خواجہ سنکان کی دوہمیانی اشرافیوں کی ہاتھ آئیں یہ
 انکو کمر سے باندھ کر بھاگے سرخس میں پہنچ کر ایک مسجد میں گئے سوچا سیرے پاس دوہمیانی اشرافیوں کی ہیں
 اگر مسجد میں سویا تو نہ معلوم کوئی مجھ سے لیجاوے سرے میں اُترنا چاہئے مسجد سے نکلا کر خندہ ہو نہ ڈا۔
 سرے نہ پائی اتفاقاً خانقاہ شیخ لقمان پر ایجا گندہ ہوا فقر القمانی انہیں کی طرف منسوب ہیں یہ اُس خانقاہ

میں گئے دہلیس کما شیخ سے ملنا چاہتے غرض اُس سے ملے اور وہیں شب گذاری اس خانقاہ میں قیام لیا
تھا کہ شب کو سوتے وقت چراغ بجلا کر ہر شخص کو دیکھا کرتے اور حجروں اور مقاموں میں تعین کرتے جو
بے حکم رہتا اسے نکالتے اس کے ساتھ خانقاہ میں فتوحات بہت آیا کرتی تھیں اور سامان بخت
تھا چنانچہ چراغ و قندیل تشریف تھی اور فروش ملہی بندگانِ خدایہ قسم کی چیزیں بہت لاتے تھے
خادم اسباب ہر جگہ رکھتے اور حفاظت کرتے کہ بیگانہ رات کو رہ کر کہیں نہ لیجاوے غرض شب
کو حسبِ عہدہ چراغ بجایا اور ملوث قاعدہ قدیم کے جستجو شروع کی خواجہ سنان کو اجنبی دیکھ کر باہر نکال دیا
خواجہ سنان نے سوچا رات کو سہلے نہ ملی ہر سجدہ کو جاؤں کیا کروں جب قریب ہلیر خانقاہ کے
پہنچے وہاں ایک گھر خالی دیکھا گھوڑوں کیوٹے گھاس لاکرواں جمع کیا کرتے تھے دہلیس کما۔ آج
رات کو اسیں رہ جاؤں جب صبح کو دروازہ کھولے گا تو باہر چلا جاؤنگا یہ نہیں چلے گئے اور خادم نے دروازہ
بند کر دیا ہر شخص سوراخ عبادت میں مشغول ہوئے نصف شب میں خادم سے بھاگ کر کہا مجھے آج کی
رات اس گھر میں ایک آتش لگتی ہے جا کر غوب دیکھ خادم پہ گیا اور حجرے اور خانقاہ اور کوٹھی بنور دیکھی کئی
نہ تھا پھر آکر عرض کی کوئی نہیں یہ سنکر شیخ مشغول ہو گئے تیسری بار پھر سر اٹھا کر خادم کو بلایا کہا چراغ
جلا اور خود اٹھ کر چلے اور دہلیس کی طرف آئے جب نزدیک پہنچے روشنی چراغ کی اُس گھر میں پڑی خواجہ سنان
نے سوچا اب خادم چراغ لیکر اندر آویگا مجھے دیکھ کر بھان چور پکڑ لیا بہتر یہ ہے کہ خود باہر چلوں غرض اٹھ کر
باہر آئے شیخ لقمان نے اُنکو دیکھ کر مصافحہ کیا کہا اے فرزندِ ہمراہ آؤ ہم تہی کو دیکھتے تھے اپنے تہیج خانہ میں
لیجا کر رکھا اور ذکرِ عقین کیا اور شیخوں کی سکائی تین دن میں اُس کمال کو پہنچے کہ اُنکو حکم کیا اب تم سنان
میں جا کر خلقِ خدا کو دعوت کرو ہر خراب خواجہ نے فرمایا کہ خواجہ سنان اور خواجہ حیدر زادہ یہ دونوں خاص میں
میں تھے اور دامنِ کوہ میں باہر شہر سے خواجہ حیدر کے قاربے جا کر آباد کی تھی اُس محلہ کو حیدر زادہ کہتے ہیں ہم
اسکی یہ ہوئی کہ خواجہ حیدر کو ایک حال پیدا ہوا یہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں غائب ہو گئے۔ وہاں بنویر پہاڑوں
کا بہت بُرا درخت ہے اسکو چند سال گذر گئے ایک بار کسی شخص کا ان پہاڑوں میں گھبراہٹ ہوئی کہ وہاں
دیکھا کہ اپنے بنویر درختوں کے پتے باندھے ہوئے ایک دونی میں ہرن کے تھنوں سے دودھ دھتاکا

اور پتا ہے اُس شخص کو دیکھ کر غائب ہو گیا اُس نے ولس سوچا کہ جو حیدر زادہ غائب ہو گیا ہے شاید وہ یہی ہو گا غرض اُس نے شہر میں اگر حیدر زادہ کے ماں باپ سے کہا کہ تمہارے فرزند کو فلاں پٹا میں میں نے دیکھا ہے کہ بناس تپی بدن پر باندھے تپوں کی دونی میں ہرنی کا وودہ دھکرتیا تھا مجھ کو دیکھ کر غائب ہو گیا جب باپ نے یہ سنا تو سمجھ لو کہ برسوں کے گم ہوئے فرزند کی جب باپ خبر سے تو کیسا بیتا ہو گا اُس وقت دوڑا اور سپاٹھیں پہر اکھیں نہ پایا لاچار ہو کر شیخ لقمان کی خدمت میں آیا کہا برسوں میرا لڑکا مفقود الخیر ہے بوڑھی ماں اُسکی رو یا کرتی ہے اور میری زندگی بھی تلخ ہے اب ایک پلہ میں تپہ ملا تما میں ڈھونڈ آیا کہیں نہ ملا آپ مقرب الہی ہیں اور وہ بھی درویش صفت ہاں آپ اُس پرانہ میں تشریف لیچلیں تو امید ہے کہ آپ کے ملنے کو آوے آپ کی برکت سے میں بھی بعد مدت اُسے دیکھ لوں گا شیخ نے کہا تہتر لڑکے ساتھ ہوئے جب اُس کوہ میں پہنچے تو خواجہ حیدر زادہ ظاہر ہو کر شیخ کے پاس آیا اور باپ سے بھی ملا شیخ نے کہا کہ میں چل خلق خدا کو دعوت طرف حق کے کر ماں باپ سے ملکر انہیں خوش کر حیدر زادہ شیخ سے بولائیں آبادی میں نہیں رہ سکتا میرے والدین سے فرماویں کہ دامن میں اس پہاڑ کے آ رہیں میں ہر روز اُن سے ملجا یا کر دنگا لندا والدین اُنکی اُس دامن کوہ میں مٹھ گئے اہل قرابت جا بے آبادی ہوتے ہوتے ایک گانوں بس گیا اور حیدر زادہ کے نام سے مشہور ہوا۔

پھر مناسب اس مجلس کے یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ تبارعال میں شراب کی بھری مشکیں گدھے پر لاد کر شہر میں لاتے فردوسی کرتے یا بیتے ایک دن گدھے کو ہانکتے جاتے تھے ایک نہر پر پہنچا کہ حاکم اہو گیا شیخ نے اُسے کوڑا مارا کہا چل گدھے نے موڑ پیر کر کہا عجب حال ہے کہ احمد کتا ہے چل احمد حکم کرتا ہے مست چل شیخ احمد کو یہ سنا کہ ایک حال پیدا ہوا مشکیں پھاڑ کر پینکلیں اور گدھا چھوڑ کر ایک سپاڑ پر جا بیٹھے اور وہاں برسوں مشغول رہے برگائے اشجار سیکر پینتے، گبانس کھاتے اور شاعر عمدہ تھے جب کوئی شعر کہتے تہروں پر انگشت سے لکھ دیتے حروف کے نقش تہروں پہنچاتے پھر اُنکو عالم الغیب سے حکم ہوا کہ اب جا خلق کو ہدایت کر کہوہ سے نیچے اترے اور لوگ جب سپاڑ پر چڑھے تو وہ اشعار جو باشارۃ انگشت تہروں پر لکھتے اور منقش ہو گئے تھے دیکھے پڑے لکھتے

ایک کتاب ہو گئی نقطہ واحد محمد ذلک *

مجلس نچاہ و دوم - دولت پانبوس حاصل ہوئی ایک درویش آیا تھا کسی کے ظلم

کا شاکہ جناب خواجہ نے فرمایا درویش تحمل کر اگر اور جھکیا کریں تم درویش ہو معاف کر دیا کرو پہرہ چکا

فرمائی کہ خواجہ ابراہیم دہم رحمۃ اللہ علیہ یکبار راہ میں جاتے تھے ایک ست جان گھوڑے پر سوار پیش آیا

اور خواجہ کو زور سے کوڑا مارا کہ یہ سب کوئے شراب سر پٹھا لے خواجہ وہ سر پٹھا کر ساتھ ہولنے اُسکے گھر

تک پہنچا یا وہاں ایک سنی طنبور بجا رہا تھا جب خواجہ نے سبونی شراب اتارا تو اُس جان سے طنبور اُسکے

ہاتھ سے لیکر اُن کے سر مبارک پر اس زور سے مارا کہ سر پیٹ گیا اور خون بننے لگا بلکہ گوشہ طنبور بھی ٹوٹا

خواجہ باہر آئے اور وجہ پر جا کر جامہ و سرخون آلودہ دھویا اور گھر گرا پنا مصلے لیا اور بازار میں لیجا کر بیچا

پھر اُس جان کے گھر جا کر نصف قیمت مصلے اُسکے نذر کی اور کہا تم نے جو طنبور میرے اٹھا کر مارا - سہارا

تمہارے ہاتھ کو کچھ سنج پہنچا ہو یہ اُسکا شکرانہ قبول کیجئے جب جان نے یہ خوش خلقی خواجہ کی دیکھی اپنی

دستار گردن میں ڈال کر قدموں میں گر پڑا اور خالص دل سے توبہ کی پھر جناب خواجہ وہاں سے اُس سنی گھر

گئے اور باقی نصف قیمت مصلے کی اُسکے روبرو رکھی کہا میرے سر کی شومی سے تمہارا طنبور ٹوٹا - یتھ کرانہ

عوض اُسکا قبول ہوا سنئے بھی جب آپکا یہ خلق حسن دیکھا رویا اور قدموں پر گر کے تائب ہوا - جب جناب

خواجہ نے یہ حکایت تمام کی تو اُس درویش نے کہ نہایت رنجیدہ تھا عرض کی کہ ارشاد حضرت بجا و درست

ہے مگر کوئی فقیر راہ میں جا رہا تھا ایک بٹے آکر پیچھے سے گونسا مارا اُس نے منہ پیر کر اُسکو دیکھا وہ ہولا کیا دیکھتا

تم لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے سہارا عالی سے ہوتا ہے فقیر نے کہا بجا و درست ہے مگر میں بد بخت

ہوں کہ سیاہ رو کون ہے جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنکر جانا کہ ابھی اسکو سنج باقی ہے فرمایا طریقہ

درویشی تو یہی ہے جو بیان ہوا آگے تم جانو پہر کمالا گیا حضرت خواجہ نے فرمایا مجھے یاد ہوتا ہے کہ یہ حکایت

خدمت شیخ الشیوخ فیض شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے شاید عارف کے جانب لائق میں لکھی ہے

کہ حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ یکبار سفر میں تھے امنمان پہنچے وہاں کے حاکم نے

آپ کی تشریف آوری سنکر خوان کمانے کے قیدیوں کے سروں پر بطریق دعوت بیجے آپ نے

فرمایا دسترخوان بچھا دیں اور سب حاضرین کو کھانا کھائے گو کس بعد سب کے میرے ہاتھ دہرائیں۔
 میں بھی سب کے ساتھ کھاؤنگا خاموشی نے عرض کی کہ کھانا حاکم کی طرف سے قیدیوں کے سروں پر
 آیا ہے فرمایا قیدیوں کو بھی ساتھ کھائے کیواسطے کمو غرض دسترخوان آراستہ اور تمام حاضرین مع قیدیوں
 کے بیٹھے بیٹھ گئے دھوکہ دیا کہ آئے تو گذر آپکا قیدیوں کی طرف سے ہوا انہیں میں بیٹھ گئے پھر اور یہ
 حکایت فرمائی کہ شیخ عبداللہ خفیف کو کہیں دعوت میں بلایا تھا جب کھانا رکھا گیا تو بہت اقسام کا کھانا
 اور حلوائی لوزیہ بکثرت اور یہی قریب تر سب کھانوں سے تھا شیخ نے اُس صحنک سے ایک لوزیہ اٹھا کر
 نوش کیا عمدہ بنا ہوا تھا لذت اور سر لوزیہ بھی اٹھا کر کھایا اسوقت خیال ہوا کہ یہ دو سر لوزیہ نہ کھائے اسوقت کھانا
 لذت کو کھایا ہے کہ دل کو پسند ہوا تھا ہنوز وہ لوزیہ منہ میں تھا کہ شیخ نے اپنی زبان چاب لی خون نکلنے
 لگا ہر بار رومال سے پونچھ لیتے جب خون زیادہ ہوا تو معتقدین نے پریشان ہو کر دریافت کیا کہ خیر
 ہے خون کیوں نکلتا ہے فرمایا میں نے پہلے ایک لوزیہ کھایا تھا بہت لذت تھا دوبارہ پھر وہی کھایا خیال
 آیا یہ کھانا کھانے کیواسطے نہیں لذت کو تھا لذت نے نفس کو اپنی زبان چاب لی ہے پھر اور حکایت فرمائی
 ہے کہ ایک باوجود اللہ خفیف کو بخار آیا اپنے پیسے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لے تپ یہاں بجائے شربت کے
 عمدہ آب شور ہے اور بعض بستر نشینی کے موافق اگر شربت لذت اور خوش حریج چاہتا ہے تو غصہ الدولہ حاکم
 شہر کے پاس جاؤں گے حاکم کا لقب غصہ الدولہ ہے جیسے حاکم روم کو قیصر اور والی مصر کو خلیفہ ہیں اسوقت شیخ
 عبداللہ خفیف شہر از قیصر اور وہاں سے مقام غصہ الدولہ تک مسافت چند روزہ تھی جبوقت یہاں
 شیخ نے یہ بات کہی اسوقت وہاں غصہ الدولہ کو بخار آیا اسکو جب معلوم ہوا کہ بخار ہے چاہا تو شیخ عبداللہ خفیف
 کاہے فی الحال شیخ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ جو مہمان اپنا جناب میرے پاس بیٹھے ہیں میں اُسے
 بسر و چشم قبول کرتا ہوں مگر اس مہمان تن کاہ جان خراش نور سیدہ کو میں قبول نہیں کر سکتا جب
 عرض کی اسکی شیخ کی خدمت میں آئی اپنے فاتحہ اسکی صحت کو پڑھی فی الفور بخار جاتا رہا پھر فرمایا کیا خوب شیخ
 تھے اور کیا خوب بادشاہ یہاں سے شیخ نے تپ بھی اُس نے جان لیا کہ دستاویز شیخ ہے ۔

مجلس چہارہوم

بالخیر والسعادۃ ملاقات حاصل ہوئی جناب خواجہ کے پائے مبارک درم کر آئے تھے اور دردتھاپیں
نے یہ رباعی پیہری خاطر مبارک خوش ہوئی۔

رباعی

آماس کرا ز پائے مبارک دست	زانست کہ بوسہ ملائک دست
یا خود ز جہاں ہی رود بہر دواع	در دآمرہ در پائے شام افتاد دست

پہر تقریر شروع ہوئی اول صفتِ دوزخ بیان کی پہر صفتِ بہشت شروع کی میں نے سوال کیا تھا
فرمایا جب بہشتی بہشت میں جاوینگے تو ایک نور بہشت میں چمکیگا کہ آٹھوں بختیں اُس نور سے روشن
ہو جاویں گی سب بہشتی سجدہ کہینگے گمانِ ارباب کے کہ یہ نور تجلی پروردگارِ کریم و حیم کا ہے ہم پر ظن
ہوگا یا عبادی لیس الامر کذلک ولکن هذا نور جاریۃ بتسمت حل وجہ صلحہا پہر فرمایا جو بادشاہ
بہشتی ہیں جب قہر ہائے بہشت و بختیں گے تو اپنے محلہائے دنیا کو اُنکے رو پر و گہو را جانیں گے میں نے
عرض کی بیانِ دوزخ کیوقت بندہ حاضر نہ تھا کہ سُنتا فرمایا پہر سنو اور میرے خاطر سے چند باتیں اعلوہ
فرمائیں کہ اگر دوزخی دوزخ میں آتش نیا پاویں تو اُس آگ میں آرام سے سو رہیں اور اگر آتشِ دوزخ برابر
ناکے سوئی کے پہاڑوں پر رکھی جا سے تو تمام پانی زمین کے خشک ہو جاویں اور اگر ایک بندہ سزا
میں عذاب کرے اور دوسرا بندہ مغرب میں ہو تو اُسکے سانس سے ہلاک ہو جاوے پہر یہ حکایت فرمائی
کہ مولانا شہاب الدین اوثی نے برسوں زیرِ نثار مسجد جامعِ دہلی کے وعظ کیا ہے اور وہ ہمیشہ ذکرِ عذاب
کیا کرتے تھے گا ہے بیانِ رحمت نہ فرماتے ایک بار لوگوں نے جمع ہو کر مولانا سے کہا کہ کہی آپ بیانِ رحمت
نہیں کرتے ہمیشہ ذکرِ عذاب فرماتے ہیں کچھ رحمت کا بھی بیان کیجئے مولانا نے کہا میں نے برسوں عذاب
کا ذکر کیا تم نے خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کیا اگر رحمت کا بیان کرتا تو کیا حال ہوتا آپس پر مناسب
و غلط یہ حکایت فرمائی کہ شیخ سیف الدین باخری ابتداً مال میں وعظ کیا کرتے تھے اور درویشوں کے

مستقد نہ تھے و غط میں درویشوں کو بُرا کہا کرتے ایک بار شیخ نجم الدین کبریٰ اُنکے و غط میں حاضر ہو کر
 انکو دیکھ کر زائد بُرا کہنا شروع کیا پھر جب منبر سے اُترے تو شیخ نجم الدین اُنکے آگے چلنے لگے اور شیخ سیف الدین
 واعظ پیچھے تھے شیخ نجم الدین نے پیچھے ہر کر دیکھا اور کہا ابھی یہ صوفی نہیں آیا اُسی وقت شیخ سیف الدین
 دُورے اور شیخ کے قدموں میں گر پڑے پھر شیخ نجم الدین سوار ہوئے اور شیخ سیف الدین نے غاشیم
 پکڑ لیا اور اُنکے گھڑ تک گئے شیخ نجم الدین پاؤں دراز کر کے کہا سوزہ کھینچ اُنہوں نے سوزہ کھینچ لیا۔ بعد
 مرمیہ ہوئے شیخ نجم الدین نے فرمایا بخار میں جا اور وہاں خلق کو دعوتِ حق کر ایک دن میرا اس قدر
 خلافت ارشاد کی پانی اور یہ دوسری حکایت کہ جب قند و بادشاہ مثل مرا اور اسکا سپہر خربندہ نام
 اُسکی جگہ بادشاہ ہوا اُسے یہ خبر پہنچا کہ جو لوگوں میں مشہور ہے مقصود میں خربندہ قدیم کو کتا ہوں تو اُسکے
 نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں شیخ سیف الدین باخرزی کے روبرو مسلمان ہو گیا ہوں بیلر
 ہو کر یہ خواب اپنی بیوی ملکہ سے بیان کی وہ فی الفور اسلام لے آئی حضرت خواجہ نے فرمایا صحبتِ خواب
 کا اثر دیکھو کہ اُسکی چار عورتیں تیس سب کو بلا کر یہ خواب کہی سب بجز درسنے کے مسلمان ہو گئیں۔ پھر
 فرزندوں کو بلا کر خواب بنایا وہ بھی مسلمان ہوئے پھر تدریج ارکانِ دولت اور مقربانِ بارگاہ کو بلایا
 اور اُن سے خواب کہا ہر ایک مسلمان ہوا گیا اور خربندہ نے شیخ سیف الدین کو جب خواب میں دیکھا تھا
 کو شیخ کو جبہ صوف اور دستارِ مصری پہنے دیکھا جب سب لشکرِ مسلمان ہو گیا تو بادشاہ نے دلیس کہا
 کہ جیکے روبرو میں خواب میں مسلمان ہوا ہوں وہ بزرگ ہنوز بخارا میں زندہ ہیں اُنکو جا کر دیکھنا ضرور ہے
 کہ قدمِ بوسی سے اور سعادتِ حاصل کروں اس ارادے پر چند ہزار سواروں سے بطرفِ بخارا روانہ ہوا
 اہلِ بخارا خبرِ اسکی آمد کی سن کر خوفناک ہوئے خربندہ نے پہلے قاصد بھیجے شیخ کی خدمت میں کہ میں آپکی
 زیارت کو آتا ہوں حصولِ سعادت کو اہلِ بخارا کو فرمادیں کہ خوش حال رہیں اور خیال کر کے ہر سارا
 نہ ہوں شیخ نے سب کو مطمئن کر دیا خربندہ جب بخارا پہنچا بیرونِ شہر لشکرِ چہرے کر معہ حرم و اولاد شہر
 میں شیخ کی زیارت کو چلا لوگوں نے شیخ کو مطلع کیا کہ خربندہ قدیم کو آتا ہے آپنے فرمایا اب اُسے خربندہ
 نہ کہ خد کا بندہ کہو پھر اُسکا نام خدائندہ مشہور ہوا پھر شیخ نے خادم سے فرمایا کہ جبہ صوف اور دستار

ہمسری لاوے تاہنکر ملاقات کروں عرض کی اسکی کیا حقیقت ہے کہ شیخ اُسکے واسطے یہ تکلیف فرماتے ہیں فرمایا تکلیف نہیں ہے اُس نے جس رات مجھے خواب میں دیکھا تھا تو میں جبہ صوف اور دستار ہمسری پہنے تھا اب اس واسطے پہنتا ہوں کہ مجھ کو اُس صورت میں دیکھ کر پہچانے کہ وہی شیخ ہے۔ اور ماہات بنیتر حال کرے پھر یہ اور حکایت دوسری انی بیان فرمائی کہ ایک بار شیخ سیف الدین بخاری غفرلہ عنہ رہے تھے مجلس گرم ہوئی منبر سے قریب چھت کے ایک سوراخ تھا ایک سانپ اُس سوراخ سے نکلا اور بہن کہہ کر سامنے کھڑا ہو گیا سب لوگ اُس طرف دیکھنے لگے توجہ طرف سے شیخ کی بدلی فریج نے لوگوں سے پوچھا کیا ہے کہا ایک سانپ آیا ہے فرمایا اسکو پریشان مت کرو کلام اسی سننے آیا ہے جب شیخ منبر سے اترے وہ سانپ سوراخ میں چلا گیا پھر شیخ نے کچھ دیر چپ رہ کر یہ شعر غرض نظامی کہے

شعر

نظامی تا تو انی پارسا باشر

کہ نور پارسائی شمع ولما است

فرمایا حضرت نظامی رحمۃ اللہ علیہ شکم مادر میں پارسا تھے اور مجاہدہ اپنے اوپر وہیں سے اختیار کیا تھا ومن یثق باللہ یجعل لہ مخراجا ویرزقہ من حیث لا یحسب حکایت پھر حضرت نے فرمایا۔

اجودہن کا ایک عالم فرزدان حضرت شیخ فرید الدین کو ستایا کرتا اور وہ ہر بار جناب شیخ کے روبرو شکایت کیا کرتے اور ستانا اُسکا اس بات پر تھا کہ صاحبزادوں نے کچھ زمین پر زراعت کی تھی مگر ہر بار جناب شیخ اُنکو واسطے صبر کے فرماتے ایک بار جناب شیخ وضو کر رہے تھے کہ صاحبزادوں نے آکر کہا تمہاری بزرگی اور کرامت ہمارے کس کام آئیگی کہ مابل یہاں کا ہم پر ظلم کرتا ہے اور ناقص ستانا ہے شیخ نے یہ سنکر اپنا عصا اٹھایا اور اُسے ایسا اشارہ کیا جیسے کوئی کیسکو ہٹاتا ہے لڑکوں سے فرمایا تم گھر جاؤ اتفاقاً اُس وقت محل کو مدفعی شہر شروع ہوا لوگ اُسکو دروازہ شیخ پر اٹھالائے اور عرض کی کہ حکم ہو تو رو بہرہ واسطے غصہ خطا کے لاویں اپنے فرمایا تیر نشانہ پر پہنچا تو مایا لہو سو وہ گھر پہنچ کر مر گیا لوگوں نے اطلاع کی کہ حاکم نے وفات کی اُس وقت آپ نے فرمایا کہ چالیس برس تک جو کچھ خدائے تعالیٰ نے فرمایا بندہ مسعود نے وہی کیا اب چند سال سے جو کچھ مسعود کے دلیس خطہ ہوتا ہے یا اسے مانگتا

ہے پتا ہے وَلَمْ يَكُنْ لَیْلَةٍ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

مجلس نچاہ و چہارم بخیر و سعادت و دولت قدم بوس مال ہوئی ایک غزنیہاں سے آیا تھا اور صالح و متدین تھا۔ خواجہ نے اُس سے حال دریافت کیا عرض کی میں تجارت کیا کرتا ہوں ارشاد فرمایا کہ لقمہ تجارت اچھا لقمہ ہے اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ اودھ میں ایک سوداگر تھا اُسکو خواجگی خجندی کہتے تھے حافظ قرآن تھا میں اور وہ جامع مسجد اودھ کے حلقہ میں ایک جٹیا کرتے اور وہ موٹے کپڑے سنتی قیمت کے لاکر بچا کرتے بڑے مالدار تھے لوگوں نے کہا مال تمہارے پاس بہت ہے مٹا مال کیوں لاتے ہو عمدہ سلعان قیمتی لاؤ کہ نفع زیادہ حاصل ہو انہوں نے کہا میں کمینہ مال سواسطے لاتا ہوں کہ یہ پوشش فقر و مساکین کی ہے اور باریک پارچہ پیش قیمت لباس ترکوں اور سپاہیوں کا ہے پھر انکی یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار وہ گئے موٹے کپڑے کے دہلی تھے پہلے جلتے تھے راہ میں جو روڑ تھا اُسکے کنارے کچھ بہت تھی جب گاڑیوں سے اسباب کشتی پر چڑھانے لگے تو ایک گانٹھ دریا میں گر کر ڈوب گئی ہر چند طح لوگوں نے دھونڈی دستیاب نہ ہوئی خواجگی خجندی نے کہا میرا مال ہرگز کم نہ ہو گا میں نے زکوٰۃ مال دیدی ہے لوگوں نے اُسے دیوانہ کہا کہ مال ڈوب گیا اور ڈھونڈنے سے نہ ملایا کہے جانا ہے کہ نہ جاویگا اور کیسے جاتا ہے عرض خواجگی خجندی دہلی گئے اور مال بچکر لوٹے جب اُسی جگہ دریا پر پہنچے تو اُس دت میں دریا ہٹ گیا تھا اور گارا سو کہہ گیا تھا دریا کے کنارے دخت کر پڑا دیا تھا کہ اُس پر بیٹھ کر وضو کریں یا نماویں دھوویں ایک لڑکا اُس تنہ پر بیٹھ کر وضو کرنے لگا زمین کی طرف دیکھا تو ایک رسی پڑی دیکھی اُسے پکڑ کر کینچا وہ مضبوط دہلی ہوئی تھی ریت ہٹایا تو وہ گانٹھ نکل آئی اُدٹھ کر چلا یا کہ کسی کی گانٹھ ریت کے تلے دہلی ہوئی ہے خواجگی خجندی نے اُسکا پکانا سنا کہا میری گانٹھ ہے۔ نوکروں اور مزدوروں نے اُسے نکال کر کھولا سب تھان اُسکے صحیح سلامت تھے کوئی خواب و ترنوا تھا تب خواجگی بولے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میرا مال ضائع نہ جائیگا اور دوسری حکایت یہ فرمائی کہ ایک بل خواجگی خجندی کے لڑکوں کو حاتم الدین سپہر ملک کہیں حاکم شہر ترقید کیا تھا ایک اودھ کا رہنے والا غفلت عالی میں حاضر تھا اور اُن لڑکوں سے واقف تھا بل ایک کا نام مرانا شیر و تھا حضرت خواجہ نے فرمایا

ہاں مگر یہ نام چھپنے لگے کہ اسے الغرض ملک کیسے گئے زندگی نے اس رات خواب میں دیکھا کہ کوئی
 اُس سے کہتا ہے کہ اُنکے لڑکوں کو چھوڑنا ہے یا نہیں جب بیدار ہوا تو ہیبت اُسکے دل پر غالب ہوئی رات
 ہی کو حکم کیا کہ اُسکو چھوڑ دیں اور رو برو بلا کر معذرت کی اور کچھ مٹھے دیکر بعد خوشنودی نصحت کیا اور میر
 شکایت اُنکی فرمائی کہ اپنا بچا بچا جلی جھنڈی نے دہلی میں اکر مال بچا تھا اور سب روپیہ میرے میں منتقل
 کر کے خود کسی کام کو گئے تھے اُنکے غلام نے اُنکی ہت پر چڑھ کر اوپر کول دی اور اتر کر سب نقدی لیکر
 بھاگ گیا خواجہ بلی محمد شیخ الاسلام حضرت نظام الحق والدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ الغرض میں آئے
 عرض کی کہ غلام میرا سب نقدی لیکر بھاگ گیا ہے جناب شیخ نے کچھ دیر مراقبہ فرما کر کہا خواجہ بلی جب فلان
 کو جاؤ تو مجھ سے بلکر جانا عرض روٹا اُنکی کے وقت وہ شیخ سے نصحت ہونے آئے کہ چلے فرمایا تمہارا غلام
 قید ہو گیا ہے گھر جاؤ خواجہ بلی اور وہ پہنچی ایک روز صوفیوں کے ہزار میں گئے تھے وہاں ایک شخص کو دیکھا
 کہ پروانہ لینے ہوئے پکارتا ہے کہ خواجہ بلی جھنڈی کا گھر کہاں ہے انہوں نے اُسکے پاس جا کر کہا وہ خواجہ بلی
 میں ہوں اُنسے پوچھا اسے شیخ کیا کوئی تمہارا غلام بھاگتا ہے کہا ہاں پہلو چھپا کر نقدی لے گیا ہے کہا
 ہاں کہا اُسکو کو تو ال کڑھ نے قید کیا ہے وہ شراب خانہ میں تھا کس نے اُسکے مال سے اطلاع دیا اگر گرفتار
 کیا اور وہاں کے کو تو ال کے پاس لپکا جب ڈرا یا اور تحقیق کیا تو بولا میں ملوک خواجہ جھنڈی کا ہوں میرا
 مالک شہر اوہ میں ہے تم خط لکھ کر دریافت کر لو یہ تقریر کر کے اُس شخص نے وہ پروانہ کو تو ال کڑھ کا خواجہ بلی
 کو دیا اسیں لکھا تھا کہ مالک دو گواہ متبر اپنے ہمراہ ملو سے اور غلام وہاں پہنچا لیا وہاں پہنچا جلی اسی وقت میر
 دو گواہ متبر کے کڑی گئے اور غلام وہاں کے لیا اور شکماتے زریعے رات تنکے خرچ ہوئے تھے باقی
 سب موجود تھے پہر جناب خواجہ نے فرمایا کہ ہم سب حلقہ میں مسجد جامع اوجہ کے ایک جانیٹا کر تھلکا
 قاعدہ تھا کہ جب وہاں گئے تھکے تو ایک آستین میں قند سیاہ اور دوسرے آستین میں تل اور شکر
 رکھ لیتے جو فقیر ملنا اُسکو کھڑا کر دیتے اور شکر اور تل فراروں پر لیجاتے اور چوٹیوں کے سوراخوں
 میں ڈالتے پھر فرمایا وہ بار بار دلوں ہاتھوں سے جھنڈ پر ملانچے وہ دونوں طرف مارتے اور کہا کرتے خواجہ بلی

مجلسِ نچاہ و چشم

بانیہ و السعادت دولتِ قدم پوس حاصل ہوئی قلند آئے جو تھے نہ متِ خولجہ نے انہیں رات کو مہمان رکھا تھا جب میں حاضر ہوا تو مجھ سے پوچھا کہ فقرا اور پریشیے ہیں یا نیچے والاں میں میں نے عرض کی اور پر بالا خانہ میں ہیں ارشاد کیا ان دنوں فقر لگم ہو گئے ہیں عہدِ بدت حضرت سلطان الاولیاء میں گروہ گروہ فقر اہر طریقہ کے آیا کرتے جناب شیخ انکوائیک دن مہمان رکھتے پھر فرمایا ان دنوں لوگوں میں توکل تھا پھر اس زمانہ کی فزانی اور ارزانی کا ذکر فرمایا کہ گندم و شکر اور جامہ و اقمشہ ہر گونہ سب ازراں تھی اگر کوئی ایک جماعت کی دعوت کرنا چاہتا تو دو چار تنکہ میں اس قدر کمانا پکاتا کہ جماعت کو کافی ہوتا پھر اور شائع کے لنگروں کا جو اسوقت شہر و اطراف میں تھے ذکر کیا کہ سنہ رمضان قلند اور لنگر ملک یا رپڑن وغیرہ چند لنگر بڑے تھے پھر یہ بھی فرمایا کہ ان دنوں اس طرح کے لوگ نہ تھے بلکہ سب مرداں بامہابت اور درویشان کا لشیخ بدرالدین سمرقندی شکوہ میں بہت بڑے بزرگ تھے ہمارے خواجہ کے پائلش آیا جا یا کرتے دعوتیں بہت ہوتیں اور انکو سماع میں بہت غلو تھا جب عرس ہوا کرتا تو حضرت خولجہ سب لنگر داروں کو بلواتے اور بہت درویش اطراف و جانب سے آتے عجب ذوق و راحت اور عجب بکثرت و شوکت ہوتی اب نہ وہ لنگر دار ہیں نہ وہ شائع۔

سب شائع گئے فقر منتظر تھے ہیں کوئی نہیں پوچھا پھر جناب خواجہ نے اسوقت کو یاد فرما کر گریہ کیا اور یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار کسی نے محلدار کے باغیں دعوت کی اور ہمارے خواجہ جناب شیخ نظام الدین قدس سرہ الغریز کو بلوایا معلوم ہے کہ جہاں شیخ جا دیں اور باغیں دعوت ہو تو کیا ہجوم ہو گا ہر طرف سے مخلوق جمع ہوئی اور لوگ بجزرت آئے سماع شروع ہوئی جب قوالی سے فراغت ہوئی تو صاحبِ دعوت ہجوم خلق سے چیراں ہوا کہ پچاش یا سائٹھ آدمی کا کمانا کیا تھا یاں ہزار سے زیادہ ہو گئے وہ غریب کیا کرے محفل میں آکر لوگوں سے عذر کرنے لگا۔ جناب شیخ نے فرمایا یہ بات پسندیدہ نہیں کہ یہ سب محرم جاویں اور کچھ لوگ کما دیں جب سماع میں سب شریک تھے تو طعام میں بھی شریک رہیں اگر تم انکو

بے کما سے نصحت کرو گے تو ہم بھی نہ کماویں گے پھر دریافت فرمایا کھانا کس قدر ہے عرض کی نان و
 گوشت تو جس پکائے ہیں شیخ نے فرمایا ہر قوس کے چار ٹکڑے کرو اگر کم ہیں تو چھ ٹکڑے روٹیاں بھی
 اگر ایک ایک کفایت نہ کریں تو دو پارہ کر ہم سماع کو آتے ہیں نہ کھانے کو پھر شیخ نے مبشر خادم سے
 کہا جا کھانا آراستہ کر مبشر گیا اور حسب ارشاد کیا لوگ دختوں کے تلے بیٹھے تھے کھانا شروع کیا۔ ہر
 صنف میں بارہ آدمی شریک کئے اللہ تعالیٰ نے برکت شیخ وہ وسعت فرمائی کہ سب سیر ہو کر
 کھایا پھر فرمایا جب میں آؤدہ سے آیا کرتا تو اکثر پیر سے دعوت کیا کرتے مولانا برہان الدین غریب
 طالب شرہ اور امیر خسرو اور امیر حسن وغیرہ احباب جب میرا آنا سنتے تو دعا گو کی چند روز تک متواتر
 دعوت کیا کرتے اور شیخ استدعا کرتے کہ فلا نے کو اجازت دعوت کھانے کی ہو اور ایک دن پہلے
 مجھ سے کہدیتے کہ کل ہماری یہاں دعوت ہے کہ اگر اسی دن غیاث پور سے مشہر کو جاؤں تو تمہک
 جاؤں تو اس روز مولانا برہان الدین کے گھر میں راکر تادوسرے دن آگئے ہمراہ جانا اور دعوت ظہر
 تک ہو اگر تکی کبھی عصر تک بھی رہنا ہوتا جب لوٹتا تو بے وقت ہو جاتا تھا غیاث پور تک پہنچنا نہ
 ہوتا اس رات بھی مولانا برہان الدین کے گھر میں رہنا ہوتا کبھی تیسرے دن بھی کہ مہلکو کوئی یار
 آجاتا اور کتہ در اتوقف کروا نشتا لاتا ہوں غرض چاشت تک ٹھہرنا ہوتا غرض دوپہر کو غیاث پور
 پہنچتا پھر اس دن بھی شیخی زیادہ نہ جاسکتا الغرض ایک بار میں آؤدہ سے آیا تھا اور بجائی بیٹھ پڑ
 خواجہ یوسف بھی ہمراہ تھے اور ان دنوں میں نے تعلیل طعام کی تھی بجائی نے مبشر سے کہدیا کہ فلا نے
 نے کھانا چھوڑ دیا ہے اور معرض تلف میں پڑا ہے خدمت شیخ میں عرض کر دی مبشر نے خدمت شیخ
 میں اور بڑا کر عرض کی کہ جب کلابی بہر کر فلا نے کیوسلے لیجاتا ہوں تو بلا کم و کاست ویسے ہی لوٹ آتی
 ہے جناب شیخ نے انفلد کیوقت ایک قوس قریب و سیر کا مجھے دیا اور بت ساطولہ اُسپر رہتا تھا جن
 یاروں کا صومہ دوام ہوتا انکو حضرت شیخ کے یہاں سے سولے رمضان شریف سحری ملا کرتی چنانکہ
 مولانا فخر الدین زراوی اور مولانا حسام الدین ملتانی اور مولانا شہاب الدین کہ یہ ہمیشہ روزہ دار چوتھے
 تھے مگر مولانا برہان الدین غریب کہ سبب ضعف چشم کے روزے سے مفور تھے انکو ماہ رمضان

میں سحری ملتی اور سحری کو کچھ پڑی روغن پھی ہوئی آیا کرتی یا جمع ہوتے اور ساتھ دھو کر کچھ پڑی کھاتے
 غرض جب شیخ نے مجھ کو وہ قرص دیا تو میں حیران ہوا کہ اسکو کس طرح کھاؤں گا یہاں نہ ہو جاؤں۔ یہ
 قرص تو میرے بیس دن بلکہ زائد کو کافی ہے بعد عشاء قرص میں نے رو بہد رکھا اور کچھ کچھ کھانا شروع
 کیا بعد آدھی رات کے تھوڑی آنک لگی تھی کہ فی الفور اٹھ کر وضو کیا اور تہجد پڑھی پھر وہ قرص لیکر کھانے
 بیٹھا برکتِ طاہرہ شیخ سے صبح تک سب کھالیا اور کوئی زحمت نہیں ہوئی پھر فرمایا ان دنوں میں
 ایسا ہی ہوا کہ متواتر تین دعوتیں ہوئیں اور ہر دعوت میں تین تین مشہروں میں رہنا پڑا اور نوروز
 تک زیارتِ فیچ میسر نہ ہوئی ہر جگہ سے پیامِ دعوت آتا اور شیخ سے واسطے اہانت کے عرض کرتے
 شاید ان دنوں یاد ہوتا ہے کہ خادمِ نصیر نامی تھانویان شیخ پہنچا ناگھلاں جادعوت میں جا میں نے
 عرض کی مجھ کو کچھ خدمت میں عرض ہے اس پر مجھ کو طلب فرمایا میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کیا کتاب ہے
 میں نے عرض کیا خدمت کی کہ غلامِ آودہ سے اس اشتیاق میں آتا ہے کہ چند روز زیرِ قدم خواہ رہے اور
 ہر روز آپ کو دیکھیں یہاں ہر گز دعوت کرتا ہے اور حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کرتا ہے مجھ کو حکم آتا
 ہے کہ دعوت میں جاؤں اور مولانا بدرمان الدین غریب کے گھر میں شب کو رہتا ہوں
 دوسرے دن دعوت کا ہوتا ہے اُس دن بھی حضرت کی خدمت میں آئیں سکتا تیسرے دن بھی لوگ
 بھرتے ہیں کہ ذرا ٹھہرنا تھا کہ رو دھو کر یہاں آنا ہوتا ہے اُس دن بھی زیارتِ نصیب نہیں ہوتی تین
 دن مفت جاتے ہیں یہ سنکر شیخ نے خادم سے فرمایا کہ جو کوئی مولانا کو بلانے آیا ہے اُسے کوٹا دو
 اور کہدو کہ یارانِ شہر کی دعوت کریں اور انکو معذور رکھیں وہ غریز اس جواب سے خاطر شکستہ لوٹ گیا
 اسوقت خدمتِ شیخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ الغریز نے یہ حکایت فرمائی کہ میرے خواجہ پختہ شیخ الاسلام
 فریدی تھیں اللہ تعالیٰ سرہ الغریز بعد ملت جناب شیخ قطب الدین بختیار موم و منفور کے چلے
 شہر میں تشریف لائے ان دنوں یہاں شہر میں شیخ بدر الدین غزنوی خلیفہ شیخ الاسلام قطب الدین
 بختیار کے تھے مخلوق ان سے برکت حاصل کرنے کو دعوتیں کیا کرتے اور وہ ہمارے جناب خواجہ کو
 ہر دعوت میں بلاتے آخر ہمارے حضرت نے دل میں کہا اے مسعود تو اپنا شکریہ تمہارے ہر شہر

کے اونٹ کو جبل ابوقیس پر لے گیا جب اعرابی طواف کر کے نکلا اونٹ کو نہ دیکھا آسمان کی طرف سوئے
 اٹھا کر کہا کیا خداوند میں تیرے بچہ نہ لگ گیا تھا قدرت الہی سے ایک سوار جبل ابوقیس پر ظاہر ہوا اور ایک
 تہرہ بروسے کے ہاتھ پر ایسا مارا کہ اسکا ہاتھ ٹوٹ گیا اور کہا یہ کسکا اونٹ ہے بولا درحرم پر ہے فقط
 کھڑا ہوا تھا میں ہانک لیا ہوں سوار نے کہا اسکا مالک اللہ تعالیٰ سے کتابت میں نے تجھے اونٹ
 سوچا تھا جلد لیجا کر اس کے سپرد کر پراس بدو کی پگڑی اتار کر اسکا ٹوٹا ہاتھ باندھا اور دوسرے ہاتھ میں
 مہار دیکر کہا لیجا تہ و اونٹ حرم میں لایا اور اس کے مالک کو دیا پہر پوچھا تو کیسے لوٹا دیا بھلا یا اونٹ بے
 محافظ کھڑا تھا میں لیگیا تو نے حق تعالیٰ سے عرض کی ایک سوار غریب ظاہر ہوا اور تہرہ بروسے کے ہاتھ پر مارا کہ
 بیکار ہو گیا اور کہا مالک اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ سے عرض کی ہے جلد جا کر اسکا اونٹ پہنچا دے پہر یہی پگڑی
 اتار ٹوٹا ہاتھ باندھ دیا اور دوسرے ہاتھ میں مہار دی میں نے آیا پہر خدمت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہندی
 سانس لی اور فرمایا بندگان خدا دو قسم ہیں صاحب نیاز اور صاحب نیاز مند جو ذات کریں تو
 وہ پایا زبہن سے سب موافق شریعت ہوگی مگر اصل نیاز گستاخ ہوا کرتے ہیں ایک صاحب نے سوال کیا
 کہ جناب مرتبہ نیاز مندوں کا بلند سے یا نازنینوں کا فرمایا نازنین ذی مرتبہ ہوتے ہیں پہر فرمایا
 جو کوئی ان دونوں میں سے کسی کی خدمت کرے یا گروان سے دور کرے تو قیامت کو منادی بچھا گا
 کہ این الذین اکرموا الفقراء والمساکین بعد ایک حدیث پڑھی یا داؤد اذا دارایت طائبا فکن خادما لہ
 اور یہ دوسری حدیث بھی فرمائی کہ اطلع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل قری فقر ہمس
 وجہد ہمس وطیب قلوبہم فقال البشر ما اہل الصنفۃ فرمایا فقر بہت ہیں مگر پیاسے تھے کہ فقر و جوار
 کا بخوشی خاطر ہو کہ من استغف احب الینا من طلبنا وارد ہوا ہے پہر بیان شرفاقت میں یہ حکایت
 بیان فرمائی کہ بایوں میں جناب شیخ الاسلام نظام الحق والدین قدس سرہ الغفر نے کے ایک استاد تھے
 انکو مولانا علاء الدین اصولی کہتے ہیں وہ ہرگز کسی سے کہی کوئی چیز قبول نہ کرتی مگر وقت حاجت اگر کوئی
 کہہ لاتا تو لے لیتے ایک دن حضرت مولانا فاقہ سے تھے تنہا بیٹھے کہلی کہا ہے تھے اسیں خاص اش
 آپ کی اصلاح کو آیا آپ نے اس سے اپنا فقر جہانے کو وہ بارہ کھل عمامہ میں چپا دی جب اس نے

اسباب درست کر کے خط بنانا چاہا تو آپ نے عمامہ اتار کر مخلوق ہوں اس حرکت میں وہ پارہ کسل زمین پر گر پڑی اُس نے جان لیا کہ مولانا نے مجھ کو دیکھ کر چپالی تھی نہایت تکلیف میں ہیں غرض جب وہ اصلاح مہمانے سے فارغ ہوا اور باہر نکلا تو ایک امیر کے یہاں گیا چونکہ وہ خاص تراش بوڑھا مرد متبر تھا اور اُمہار سے ہر طرح کتنا ستارہتا تھا اُس امیر سے کہا یہ دولت تمہاری کس کام آویگی ایسا بڑا عالم دین دار فاقہ کرتا ہے پہر کما آج میں مولانا علار الدین اصولی کا خط بنانے گیا تھا کہہ لی کھا رہے تھے مجھ کو دیکھ کر عمامہ میں چپالی جب مخلوق ہونے کو عمامہ اتار دے نیچے گر پڑی وہ اُس راز کے آفت شرمندہ ہوئے یہ سن کر اُس امیر نے چند من میدہ اور چند من گئی اور نہرا چٹیل نقد مولانا کی خدمت میں بھیجے اور ان دنوں نہرا چٹیل بہت ہو کر تے تھے مگر مولانا نے وہ ہدیہ ہرگز قبول نہ کیا ٹوٹا دیا پہر اُس خاص تراش سے بلا کر کھا فلاتے امیر نے کہی مجھ کو کچنہ نہ بیجا تھا آج تو نے جا کر اُس سے میل حال کہا اور راز افشا کیا جب اُس نے مجھے سامان بھجوا یا اب تو جا اور پہر کبھی میرے پاس نہ آنا پہر اُس فرینج بہت لوگوں سے سفارش کرائی اور توبہ کی کہ مجھ سے خلا ہوئی ناواستہ پہر ایسی بات کسی سے نہ کہوں گا تب معاف کر کے اُس کو اپنے پاس بلوایا پہر اور یہ حکایت فرمائی کہ جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قدوری مولانا علار الدین اصولی سے تمام کی تو مولانا نے فرمایا مولانا نظام الدین اب دستا فضیلت باند ہو جناب شیخ پگڑی چار گز کی باند مٹے تھے بڑی پگڑی میسر نہ تھی اپنی والدہ شریفیت اگر کہا اُستاد نے مکم دستار بندی کا فرمایا ہے میں کہاں سے لاؤں والدہ شیخ نے کہا بابا خاطر جمع کو میں اسکی تدبیر کروں گی پہر روئی خرید کر زلف سے دھنکوائی اور آدمی آپ نے اور آدمی کنیز کو دی کہ جلد کاٹی جاوے پہر ایک نور باف کو جو چڑوسی تھا اُس کو مسوت دیکر کہا اسکی پگڑی جلدی بنے اُسے سب کام چھوڑ کر دو تین دن میں تیار کر کے آپ کی والدہ کو دی اُسے ماڈھی نہ کیا نقطہ دلو کر سپرد کی شیخ نے والدہ سے کہا کہہ پیسے ہوں تو مناسب ہے کہ گچھی کے ساتھ اُستاد کے رد برویجاؤں والدہ شریفیت نے آپ کو چند فلوس دیئے شیخ وہ دستار و فلوس اُستاد کی خدمت میں لے گئے اُستاد نے کچھ آویٹنے پاس سے بلا کر کھانا پکھایا پہر آپ سے فرمایا شیخ علی مولا کو بلاؤ اُن دنوں بدلیوں میں

دو علی مولائے ایک علی مولانا خواجہ دوسرے علی مولانا بزرگ علی مولانا خور کو بلوایا بیٹے صاحب دل اور صاحب
قبولیت تھے بعد کھانا کھلانے کے مولانا نے وہ گپڑی اٹھائی اور کھوکھرا پنپنے دست مبارک میں لی خدمت
فتح سے فرمایا قریب آکر گپڑی باندھو آپ نے دستار باندہ کر چند بار سر مبارک مولانا کے قدموں پر رکھا
علی مولانا نے یہ محبت اور ادب دیکھ کر استناد سے ہندی میں کہا اے مولانا یہ بڑا ہو سے بیٹے مرد بزرگ
ہوگا پہرہ دوبارہ اور کہا کہ بہت بڑا بزرگ ہوگا مولانا علار الدین اصولی نے اُن سے کہا کہاں سے جانا
کہ یہ بڑا بزرگ ہوگا وہ بولے میں اس میں دو باتیں دیکھتا ہوں اور ہندی میں کہا جو منڈا سا باندہ ہے سو
پائین پیری بیٹے جو دستار فراغت باندہتا ہے پہرہ کسی کے پانوں پر نہیں مگر تاد دوسرے اُنکی گپڑی
چمک ریشمی سے سادہ ہے پہر تبدیلے حال علی مولائے حکایت فرمائی کہ یہ علی مولانا قوم اہیر تھے۔ جب
شیخ الاسلام شیخ جلال الدین تبریزی بابوں میں تشریف لیگے تو ایک گھر میں جو سر راہ تھا اترے یہ
علی مولانا سب سے غزوات سر پہنے اُدھر سے نکلے شیخ دروازے پر بیٹھے تھے جب علی مولانا شیخ کو دیکھا
سب سے غزوات اُتار کر آگے نکلتا اور شیخ کے قدموں پر گر پڑے شیخ نے وہ پیش کش اُن کی قبول کی اور
پیالہ و چوپنگلو کر اُس میں سے تھوڑا تھوڑا سب کو کھلایا اور خود بھی کھایا پہر اُن علی مولانا سے کہا گھر جاؤ
اُنہوں نے کہا اب میں کہاں جاؤں مجھ کو کھڑپا بیٹے کہ مسلمان ہوں شیخ نے کلمہ پڑھایا یہ مسلمان ہونے
اور کہا میرے پاس نقدی بہت ہو حکم ہو تو گھر جا کر کچھ عورت کو دوں باقی آپ کے پاس لے آؤں۔
جس کلمہ میں آپ چاہیں صرف کریں شیخ نے کہا اچھا جاؤ علی مولانا گئے اور عورت سے کہا میں مسلمان ہو گیا
ہوں اور شیخ نے بعد مسلمان ہونے کے اُن کے واسطے کپڑے نبولے تھے۔ غرض عورت سے کہا
کہ تو بھی مسلمان ہوتی ہے یا نہیں عورت نے بڑا ہلا کہہ کر کہا میں ہرگز مسلمان نہ ہوں گی۔ پہر علی
نے مال مدفونہ نکال کر تھوڑا سا اُس میں کا عورت کو دیکر کہا تو آج سے بعد میری مان بہن کے برابر ہے
اب مجھ کو جو سے کچھ سرکار نہیں یہ کہہ کر باقی مال شیخ کے پاس لے آئے شیخ نے فرمایا اپنے پاس رخصت
دے جس میں کہوں نہج کر نایفج محکو مٹنا کہتے وہ دیا کرتے اور غرض شیخ کی کم و بیش بارہ پتیلیں ہوا
کرتے تھے یہاں تک کہ سب خرچ ہو گئے گیارہ یا نو پتیلیں رہے علی مولانا نے دل میں کہا کہ اگر

اب کسی کو نیخ بارہ پٹیل صاحب معمول دلوائیں گے تو میں کیا کروں گا اسی حال میں ایک شخص کیا نیخ نے کہا علی مولا جو کچھ باقی رہا ہے اسکو دیدے پر اُن سے کیونکہ دلویا اور جب نیخ بدایوں سے بطرف صوبہ بہار جانے لگے تو سب لوگ بدایوں کے رخصت کو نکلے نیخ چند قدم چلکر کھڑے ہوتے اور لوگوں کو رخصت کرتے اور فذر کرتے یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہوئے علی مولا تنہا ہی نیخ نے اسے بھی فرمایا علی تم بھی جاؤ علی نے کہا کہاں جاؤں اپنا شیفہ اور سرگرداں کر کے کہاں بیٹھتا ہوں تمہارا اسیر ہو کر کہاں جاؤں نیخ ایک میل چلکر پھر کھڑے ہوئے علی سے کہ پیچھے آتے تھے کہا لوٹ جاؤ بولے کہاں جاؤں اسیر و شیفہ تمہارا ہوں جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالآخر یہ حکایت فرماتے تھے اور روتے جلتے تھے اور سب حاضرین محض بھی روتے تھے پھر نیخ ایک میل چلکر لوٹے اور اُن سے کہا علی لوٹ جا۔ کہا کیسے جاؤں اور وہی اگلی باتیں کریں نیخ نے کہا اب لوٹ جاؤ کہ مخلوق بدایوں کی تیری پناہ میں چھوڑتا ہوں تب علی مولا گرداں و نالاں لوٹے پھر بیان فرمایا کہ یہ علی مولا کچھ نہ جانتے تھے۔ قطع غرقوبی نماز پڑھ لیا کرتے تھے مگر جلد نیخ اور علما وغیرہ اُن سے بکرت حاصل کیا کرتے اور قدم چاکرتے ایسے مقبول آہی تھے کہ جو دیکھتا جان لیتا تھا کہ یہ اولیاء کرام سے ہیں میں نے پوچھا آپ نے ان کو بدایوں میں دیکھا ہے فرمایا نہیں +

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

مجلسِ پنجابہ و منقہم - بخیر و سعادت دولتِ قدم بوسِ حاصل ہوئی - میں نے عیادت میں خواجہ کے ہائے مبارک زخمی ہونے میں جو یہ رباعی کہی تھی پیش کی +

رباعی

در دواں مشتاق ازیں بیرون است	ہر چند و وگند و ردافروں است
آن درونہ پرسم کہ ز عشق استبل	اے دروگو پائے مبارک چوں آت

حضرت خواجہ نے فرمایا اب صحت کلی حاصل ہے اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ زمین شام میں ایک پہاڑ ہے اسکو کہہ لکام کہتے ہیں ایک درویش اُس پہاڑ میں رہا کرتے تھے دست و پا مجروح

اندام آسیدہ کہیں پٹی ہوئیں اور وہ ایسے ضعیف و نزار تھے کہ کہیں اُڑا نہ سکتے تھے و کمر وٹ سکتے تھے ایک اور بزرگ وہاں پہونچے دیکھا ایک شخص جپٹ پڑے بدن سوجا کہیں پٹی اعضاء زخمی اور ایسا کمزور ہے کہ نہ کروٹ لے سکتا ہے نہ کھڑا ہو سکتا ہے اور ایک دم اُسکی زبان ذکر حق سے خالی نہیں اللہ اللہ کہہ رہا ہے ان بزرگ نے نزدیک جا کر پوچھا اے برادر کیا حال ہے کہا شکر ہے اللہ تعالیٰ کا پھر کس نعمت پر شکر کرتے ہو کہ تم میں کچھ صحت و عافیت پائی نہیں جاتی کس نعمت ایمان پر شکر کرتا ہو کہ یہ نعمت ہو کہ اگر ہر بن مونہ از زبانیں ہوں تب بھی نعمت ایمان کا شکر ادا ہوگا پھر فرمایا بشت بجا ایمان کے لیگی اور کچھ باتیں منفعہ بشت میں غنائیں کہ جو بادشاہ بشتی ہو گئے وہ قصر بشت دیکھ کر اپنے حکماء دنیا کو کشیدہ ہو گئے پھر یہ حدیث مسمی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہوا تھا ابدی الصالحین مالِ اعین رات و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر جب ایسی نعمت ہو اسلے ایمان کے لیگی تو شکر اس نعمت کا ادا کرنا چاہئے پس میں نے دریافت کیا کہ شکر قبل و وصل نعمت کیونکر ہو فرمایا یہ شکر توفیق اعمال صالحہ پر ہے اور عطا ایمان اور وعدہ بشت اور دیدار پر۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کو انہیں آنکھوں سے بدنگی دیکھینگے اس پر یہ حدیث پڑھی رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ پھر فرمایا حق تعالیٰ صورت نہیں رکھتا کہ وہ شکل و صورت سے منزہ اور پاک ہے پھر احسن صورۃ کے کیا معنی ہوئے پھر خود اس کے دو جوب بیان کئے اول یہ کہ احسن صورۃ سے مراد صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی دیکھا میں نے اپنے پروردگار کو رحالہ یکہ میں احسن صورۃ یعنی اچھی صورت میں تھا جلہ احسن صورۃ حال پہنچا کہ کہتے ہیں رایت اسد را کبا ای کنت را کبا یعنی اُس وقت میری صورت بہتر صورتوں کی تھی اس واسطے کہ حالت معراج تھی اور ملاقات انبیاء کی اور بشارت قرب او نزول انوار کا اور مقام قرب میں پہونچا تھا تو بلاشبہ ایک حُسن و جمال صورت پاک رسول علیہ السلام میں پیدا ہو گیا تھا پھر فرمایا اسکی مثال عالم ظاہر میں دیکھو کہ ایک شخص برسوں سے در دولت کسی بادشاہ کا ملازم ہے۔ اور در بان شاهی کو وسیلہ کرتا ہے کہ بادشاہ تک پہونچے اس مدت میں نگاہ اسے بادشاہ بلوانے تو بیشک اُسکے چہرہ میں ایک نور و حسن پیدا ہو جائیگا اور وہ حسن بڑے گا اور جب وہ شخص سامنے

نوازش اور مرحمت شانہ کی کوئی گاتو خوش و غوم تر پہلے حال سے ہوگا آنحضرت ہمارے علم کے جب
 سراج ہوئی اور انبیاء علیہ السلام سے ملے اور قرب الہی حاصل ہوا تو انوار الہی شامل حال آپ کے
 ہوئے لہذا صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں احسن سابق سے ہوئی اور توجیہ دوسرے
 اس حدیث کی یہ ہے کہ آپ نے رایت بتی فرمایا اور بی سے سیدی بنے رایت سیدی جبریل
 فی احسن صورت روا ہے کہ انکوروب اور سید کہیں اور شاہد اسکا قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا ہے کہ کہا انہوں نے رایت ربی فی سکت المدینۃ مٹشہ وعلیہ حلتہ حمراء ووفی علیہ
 ثعلبان صفریان قالوا لہ کفرت بعد لایمان فتبسم وقال رایت ربی ای سیدی الحسن رضی
 اللہ عنہ چونکہ سخن صورت میں تھا لہذا بندہ نے سوال کیا کہ فرمایا ہے جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے کہ از اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورۃ یہ ضمیر الکی کس طرف ارجح سے کہا طرف آدم کے
 اس واسطے کہ صورت آدم علیہ السلام کی جیسا کہ پیدا ہوئی تو قد و قامت اسی صورت پر رہی یعنی
 تناسل ان کا پیدا بنایا تھا بعد دلنے روح کے بھی اتنا ہی بڑا رہا بخلاف صورت اور آدمیوں کے
 کہ اول بچہ کتر بہر جوان پر پیر ہوتا ہے آخر سطر و تنیخ فانی اور عظام میں قد و قامت مختلف پایا جاتا ہے
 ہاتھ پر بعدہ و ہاتھ پر تین چار ہاتھ قوی و ضعیف موٹا و بلیا مگر آدم علیہ السلام ایک ہی صورت پر
 کہ انکی صورت میں کچھ تبدل اور تحول نہ ہوا جیسے بنے اتنے ہی بعد حیات رہے مجھے اس وقت ایک
 حدیث یاد ہوئی لہذا میں نے اسے بھی عرض کی کہ میں القصاص ہملانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث
 نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رایت ربی علی صورت امرد لرجد قلعہ غناب
 خواجہ نے فرمایا یہ حدیث اول تو کتب مشہورہ میں نہیں اور اگر حدیث ہے تو حل اسکا مشابہات ہے
 کیا جائیگا اور مشابہات پر ایمان لانا چاہئے اور کثرت و تاویل اُس میں نہ کرے کہ جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ
 نے قصہ ہایل و قابیل کا فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں یہ تھا کہ آپ کے وقت میں
 ہر عمل میں دو مولود ڈرواں پیدا ہو کرتے تھے لڑکا اور لڑکی ایک ہی دفرہ و گائے گذشتہ کی پیدا ہوئے پیر
 سے منسوب کرتے جب قابیل پیدا ہوئے توجہ دفران کے ساتھ ہوئے وہ بڑی مین و نکیل تھی

اور جو دختر ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی خوبصورت نہ تھی قابل نے کمائیں اپنی ساتھ والی دختر کا تھی ہوں کہ ایک محل سے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا حکم شریعت یوں ہے کہ نسبت باختلاف محل ہر آج کی دختر محل کے سپرد کو دیا وے اس پر قابل غصہ ہوا اور ہابیل کو کہ ایک پرارتے سورا تھا پھر سر پر مار کر قتل کیا بھر دمر نے ہابیل کے تمام جہان میں اندھیرا بچا گیا اس وقت حضرت آدم زیارت حرم شریف کو گئے تھے یہ دیکھ کر حضرت جبریل سے پوچھا کہ عالم تا یک کیوں ہو گیا جبریل نے کہا اس وقت قابل نے ہابیل کو بطلم قتل کیا حضرت آدم سن کر روئے اور غمگین ہو گئے چنانکہ تا بحیات اسکے بعد بسم نہ فرمایا پس پہلا خون کہ ظلم سے زمین پر اگر قابل کے ظلم سے تھا اور پہلے وقوع اس قتل سے ہزبات و شجر بالمعام و بامیو تھی کہ ہر درخت نم سے شاخ و برگ تک میوہ بہا ہوا کرتا تھا اور جو گمانس آگتی وہ کمائی جاتی وہ برکت دنیا سے اٹھ گئی بعضے درخت خاموا ہو گئے اور بعضے بے میوہ اور نباتات خس و کاه ہو گئیں جلائق کھلنے کے نہ رہیں اور خوش و طیور آدمیوں سے بھاگنے لگے ورنہ سابق باہم مالف تھے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ فضلہ فاصبہ من اللادعین اور چونکہ وہ مادہ نہا اللہ تعالیٰ اسکو غضب کرتا ہے گرمی میں بطرف مشرق رکتا ہے کہ گرمی کا غضب چکھے اور سرما میں بطرف مغرب کہ تخلف سرما دریافت کرے پس فاصبہ من اللادعین فرما اللہ تعالیٰ کا کیونکر درست ہوا پس واسطے کہ مذمت تو یہ ہے کہ ارشاد نبوی ہے السلام التوبہ اور قابل تائب نہیں ہوا پر خود جناب حاجہ حستہ اللہ علیہ نے اسکا جواب فرمایا کہ ارشاد الہی حق قابل میں جو اصابہ من اللادعین ہے اس سے ملو مذمت قبل ہر اور پر نہیں بلکہ مذمت اس پر تھی کہ اب اس لاش کو کیسے چپاؤں کہ دفن سے کوئی واقف نہ تھا نہ سوئی تا گا تھا کہ بار چہرہ سپا جاوے بے سلا کچر لپٹا ہوا تھا جب ہوا چلتی تو کپڑا اڑ جاتا۔ لاش ہابیل کھلتی باسیطرح ایک مدت سر گرداں رہا سو اللہ تعالیٰ نے اس پر پشیمانی اور مذمت کو فرمایا ہے فہش اللہ عنہا لاجت فی الارض لیربہ کیف یواری سواۃ الخیہ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب کہا کہ اُس نے دوسرے کو اُس کے روبرو قتل کیا اور نیچے نئے مین کرید کر گڑھا کیا اور اُس میں اُسے رکھ کر اوپر سے خاک موالدی کہ وہ چھپ گیا۔ یہ دیکھ کر قابل پشیمان ہوا کہ کاش میں پہلے سے یوں ہی کرتا پس زمین کو دو کر ہابیل کو دفن کیا۔

تب سے رسم گور و کفن کی بنا پڑی بہر مناسب ان فوائد کے اور ایک حکایت فرمائی کہ عبد اللہ طہم نام ایک
 بادشاہ تھا اور اسکے وزیر کا نام حسن الباقع تھا اور یہ بڑا عالم تھا ایک بادشاہ نے اس وزیر سے کہا ان
 تینوں آیتوں کے منہ مجھ سے بیان کر ایک فاصیہ من اللہ امین دوسری وان لیس للانسان الا ما سی
 تیسری کل یوم ہونی شان ہے کہ ان تینوں آیتوں میں حدیث سے تناقض پہلے آیت کی یہ حدیث
 مناقض ہے کہ اللہم التوبۃ اور قابیل کا نائب ہونا ثابت نہیں بہر اصبیح من اللہ امین کیسے
 درست ہو اور دوسری آیت شریف کی مناقض آیت شریف ہے کہ من الذی یقرض اللہ قرضاً
 حسناً فیضاعفہ اور تیسری آیت سے یہ حدیث مناقض ہے کہ جب القلم باہو کا بن کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے کل یوم ہونی شان اور حدیث خبروتی ہے کہ جب القلم باہو کا بن تو ابوالفضل جن نے جواب
 دیا کہ پہلی آیت میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاصبح من اللہ امین سوا اگلی آیتوں کی نہ دست توبہ نہ تہنی یہی
 اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے توبی الی بارئکم فاقتلوا انفسکم پس واسطے اطماع فضیلت واکرام است
 محمدیہ کے انکی نہ است توبہ مقرر کی گئی کہ اللہم التوبۃ والتائب من الذنب لکن لا ذنب لہ اور دوسری
 آیت وان لیس للانسان الا ما سی ہے تو یہ حکم متبضائے محل کا ہے لیکن ایک نیکی کا وہ گنا ثواب
 ہونا موافق من جاد بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا تو یہ بیاہر فضل و غایت پروردگار کا ہے مگر یہ توجہ دہنی ہو
 مقررہ کے ہے اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک کہ جائے ثواب اور زیادتی اس میں دونوں فضل
 کرم سے اللہ تعالیٰ کے ہیں اور تیسری آیت کل یوم ہونی شان ہے اس میں اطماع ہے
 اس تقدیر کا جو پہلے محل تحریر کر دی ہے یعنی بموجب جب القلم باہو کا بن کی جوت تم تقدیر
 روز ازل میں لکھی ہے ان احکام کو حق تعالیٰ بطریق تفصیل ہر روز جاری فرماتا ہے یہ حال ہے کل
 یوم ہونی شان کا چنانچہ یہ سنکر جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 نے سوال کیا کہ ہر روز اسکی شان کیا ہے آپ نے فرمایا ان فیہ ذنبا و فیہ جہ کر با و یرفعہ قوما و ینفیہ آخرون
 یعنی ہر روز اسکی شان ہے کہ گنہ گاروں کی مغفرت فرماتا ہے مگلیں کو خوش کرتا ہے اور بعضوں کو
 غرت دیتا ہے بعضوں کو ذلت بہر مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر

دہلوائے اور پان عنایت فرمائے پہر ہم سب منتظر فائد کے ہوئے کہ کیا فرماتے ہیں جناب خواجہ نے
 فرمایا مجلس طعام تھی مناسب مجلس کتنا چاہئے اور یہ آیت پڑھی کُلُّا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا طَيِّبًا طَيِّبًا
 وہ ہے کہ تو کھانا کھا دے اور یہ جانے کہ خدا تعالیٰ دیکھتا ہے اور خدا کے واسطے کھاوے اور نیت کرے کہ جو
 قوت اس سے پیدا ہوگی طاعت و عبادت میں صرف ہوگی تو وہ شخص عین عبادت و نماز میں ہوگا نہ فرمایا
 ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے خدمت فیض درجبت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ
 ہم کھانا کھاتے ہیں مگر پیٹ ہمارا نہیں بھرتا حضرت نے فرمایا شاید تم تنہا کھاتے ہو۔ عرض کی ہاں شہرخص
 الگ الگ کھاتا ہے آپ نے فرمایا اب اکٹھا ہو کر کھایا کرو اور اول بسم اللہ کھا کرو اللہ تعالیٰ برکت دے گا
 پہر روایت عبد اللہ بن مسعود یہ حدیث بیان کی کہ قال شیطان الکافر شیطان المؤمن مالک مہذول
 قال لا نلا اطعم من طعام ولا اشرب من مشرب لا نذ یقول : یسیر الذر الذر الذر الحنیز قال شیطان
 الکافر لی کل فی کل ذالک نصیب لا یدک ذالک ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس نچاہ و نم - بالخیر والسعادت شرف محالست حاصل ہوئی - جناب خواجہ حکایت
 بیان فرما رہے تھے اور مولانا اشمس الدین رنجری اور کمال الدین خواجہ زراہ اور چند درویش حاضر تھے
 اور یہ بیان تھا کہ بعضی عورتیں جو راہ حق میں داخل ہوتی ہیں بہر اور مستعد زائد مردوں سے ہوتی ہیں
 آپر حکایت بی بی راہ بصری رح کی بیان فرمائی کہ ایک بائکونپ معروفہ ماض تھنی لوگوں نے اُن سے
 پوچھا یہ تپ کیسے ہوئی بولیں کنت فی الخلق مشغولیتہ فغضت علی الجنة فعال قلبی الیہا فأتبنی
 اللہ تعالیٰ پر جناب خواجہ نے فرمایا ایک کو سیل دل اور توجہ خاطر پر جناب کرتی ہیں کہ غیر کی طرف کیوں دیکھا
 اور ایک کو کہ طلب نیامیں ہے دنیا کو آراستہ و مزین کر کے اُسکے روبرو لاتے ہیں کہ رغبت کسے - اور
 آپس مشغول رہے پرترب دنیا میں یہ حکایت فرمائی کہ بی بی راہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھیں کہ شہرہ حسنہ
 دور دور عالم میں پہنچا تھا بصرہ کے علماء و مشائخ نے متفق ہو کر کہا کہ یہ عورت راہ حق میں مردانہ کوشش
 کرتی ہے مبادا شیطان اسکی راہ اسے سب ہلکا کر دے نصیحت کریں پہر جمع ہو کر ایک مجلس آئے اور عیب

اُنکے پاس مرد آیا کرتے تو وہ پردہ درمیان میں لٹکائیں اور اُسکی آڑ سے باتیں کرتیں غرض جب وہ بزرگان بصرہ آئے تو پردہ کے ایک طرف یہ اور ایک طرف وہ بیٹھے پہر لوگوں نے اس طرح اُن سے بیان شروع کیا کہ کو دک اگرچہ باادب ہو مگر مستاد ضرور چاہئے اور رعایا اگرچہ نیک ہو مگر بے دلی چاہیہ نہیں اور عورت اگرچہ عابدہ زاہدہ ہو مگر شوہر وار ہونا بہتر ہے جب یہ کہہ چکے تو راجہ نے سمجھا کہ یہ میرے مقدمہ میں نصیحت کرتے ہیں بولیں تم سب میں عالم اور دانائے کون ہے اُنہیں حضرت خواجہ جن بصرہ می بھی تھے لوگوں نے اُنکی طرف اشارہ کیا کہ ہم سب میں یہ سرگردوہ عالم ترمیں حضرت راجہ نے کہا وہ قرب مجھے پردہ کے پان بنھیں جب وہ پاس آکر بیٹھے تو اُن سے پوچھا عقل چند اجزا پر پیدا ہوئی ہے خواجہ نے کہا دنل اجزا پر پہر پوچھا وہ اجزا مرد و زن پر کس طرح تقسیم ہوتے کہا نو بزمردوں کو لے اور ایک بزمرد عورتوں کو پہر پوچھا شہوت چند جزو پر ہے کہا وہ بھی دس جزو ہے کہا کس طرح تقسیم ہوئی بولے برعکس عقل کے کہ نو جزو شہوت عورتوں کو دینے ایک جزو مردوں کو راجہ نے بولیں سبحان اللہ ایک جزو عقل میری نو جزو شہوت پر غالب آئی ہے اور نو جزو عقل تمہاری ایک جزو شہوت پر غالب نہیں ہو سکتی۔ سن بعد مولانا کمال الدین مولانا ثمس الدین رنجی کو اشارہ کیا بھاد میرے کہ یہ قلند شاعر ہے اُس نے غزل مستند مولانا جام پر غزل کہی ہے جناب خواجہ نے مطلع اور حسن مطلع اُس غزل مولانا کا خود پڑھا پہر مجھ سے فرمایا تم اپنا مطلع پڑھو اُن کا مطلع یہ تھا * مطلع

آن کیست کہ تفریکند حال گذاراد حضرت شاہی

از غفلت بل چنبر باد صبارا - بر نالہ وآہ ہے - میں نے اپنی چند شعر پڑھے

اشعار

آن کیست کہ بگشت بریں سوئے سوارانچ کردہ کلامے

غزال ہدف ساخت ز فرگان دل ناؤ ناکر وہ نگامے

تاجہ ولایات منصبی و سیاسی درد اترہ آرد

بر روم مگر حضرت سلطان خطا را از شما سپاہی

باکو نگہ حسن بیوں رانده و شمر شے شورید و بد نبال

دانی طرب انگیز بود ماوشما را بنظر ارہ شاہی

آخر سرو پالی کن و یاد می بکن از من بپنی چه شدش حال

ماخورد نکوی و دودہ آں بے سرو پار ایا مرد و بجائی *

جب ایک میں شعر پڑھتا تو فرماتے دوسرا پڑھو عجب وقت ذوق تھا چار شعر یاد آئے اور باقی یاد نہ آئے اور یہ غزل میں نے دولت آباد میں کسی تھی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۛ

مجلس ششم خیر و سعادت دولت پابوس ہاتھ آئی ایک جوان عربی آیا ہوا تھا اور عمدہ شانہ نذر کو لایا جناب خواجہ نے دست مبارک سے شانہ دان اٹھا کر پرانی کنگھی نکالی اور فرمایا آئیں رکھی پہر ہم لوگوں سے پوچھا کہ جب کنگھی تلوانی میں رکھی تو پہلے کس طرف سے رکھی پہر خود فرمایا دندانوں کی طرف سے پہلے رکھنا چاہئے کہ وہ باعث تفریق بالوں کا ہے پس جو باعث تفریق ہو آئے دور ڈالنا مناسب ہے اور اس پر یہ حکایت فرمائی کہ میں نے اپنے جناب خواجہ شیخ الاسلام نظام الحق والدین قدس سرہ الغریزہ سے سنا ہے اور اس روز قاضی محی الدین کا شانی خدمت میں حاضر تھے کہ تھوڑی دیر میں چند یارانِ طریقت آئے اور عرض کی ہم آج دعوت میں طوسیوں کے تھے وہاں سپران عہد بھی حاضر تھے اور آپ کی جناب میں کلمات ناملائم کہتے تھے ہم وہاں سے اُٹھ آئے اس پر جناب شیخ نے فرمایا ایک بار کوئی درویش خدمت شیخ الاسلام جناب فرید الحق والدین قدس سرہ الغریزہ میں آیا آپ نے اُسکو کچھ دلو کر نصرت کیا وہ کھڑا ہوا اور بولا شیخ یہ شانہ خاص جو مصلے پر رکھا ہے مجھ کو دو آپ سکر چپ ہو رہے پہر دوبار مانگا اور آپ چپ رہے پہر بار بار مانگا مگر کچھ جواب نہ دیا آخر چکار کر کہا شانہ مجھ کو دو تمہارے واسطے برکت ہوگی شیخ نے فرمایا وہ برکت تیری پانی میں ڈالی غرض وہ نصرت ہو کر چلا باہر قصبہ کے قریب کچھ آب رواں تھا پایاب یہ اُسیں نہانے لگا قصار ڈوب کر بہ گیا شیخ یاتین کہہ رہے تھے اور قاضی محی الدین وغیرہ یار باتوں میں مشغول تھے کہ اُس وقت کیلو کھڑی کی جانب سے شور ہوا کہ سپران عہد فردوسی ڈوب گئے اور سبب یہ ہوا کہ خانقاہ طوسیوں سے بعد دعوت باہر

اور شفی پوٹیکر کیلہ کھری پہونچے۔ خانقاہ تیخ کے قریب ہو کر وہاں لنگر ٹولانا عمارت فردوسی کا تھا وہاں
کشتی سے اتر کر کپڑے اتارے کہ بن دھویں تہ بند بانہ کر پانی میں گسے ایک بھائی بنے لگا دوسرے
بھائی سے کہا سیرانا تمہ کپڑا اُسے ہاتھ پکڑا اگر نکال نہ سکا اس عرصہ میں پانی کا ریلہ زور سے آیا دونوں ب
گئے جسوقت یہ خبر غیاث پور میں حضرت شیخ کے پاس آئی اُس سے کچھ دیر پہلے قاضی محی الدین وغیرہ
اعمال وہاں پایاب اتر کر گئے تھے کہ متصل اسکے بعد خبر آئی کہ پسران فردوسی جو دعوت میں بند گئے
نیچ نکونامہ کہتے ہیں دونوں پانی میں ڈوب گئے اور اسی وقت شیخ نے یہ قصہ کہا تھا میں نے نہایت تعجب
ہو کر کہا محب کرامت و مکرامت ہوئی ہے ہمارے شیخ ایشیہ کشتی کی بعد آپنے مناسب مجلس بیت
کسی کہ سید ہی کے ایک مولوی کا روزیہ دیوانہ شاہی سے مقرر ہو لیا تھا انتظار اسکے یہاں آگ لگی
سامان معہ فرمان جل گیا وہ دوبارہ شہر میں فرمان لکھوانے آئے اور ان دنوں دوبارہ بکھوٹا شکل تھا
تھا غرض محنت و خواری سے انکو جدید فرمان لکھ دیا گیا انھوں نے رومال میں بانہ کر آستین میں رکھ
لیا کھری سے نکل کر جب کچھ دور آئے تو دیکھا آستین میں نہ رومال ہے نہ فرمان خدا جاسے کہاں گرایہ
حیران ہو کر لوٹے اور فریاد کرتے پھرے کہ ایسا رومال معہ فرمان کسی نے لیا ہو تو کمدے ہر کچھ
و محلہ اور دوکانوں پر باد چپوں اور قصا بوں کے پکارتے پھرے کسی نے نہ کہا میں نے پایا ہے
یہ تمہک رہ گئے دوسرے دن روتے ہوئے خدمت سلطان الاولیاء میں حاضر ہو کر عرض کی کہ
جناب ایجا رگدانی کر کے فرمان لکھو لیا گیا تھا وہ گھر میں آگ لگنے سے جل گیا دوبارہ آیا گدانی کی پھر
فرمان جدید لکھو آیا آستین میں رکھا تھا معلوم کہاں گرایہ سنکر جناب شیخ نے کچھ دیر مراقبہ فرما کر
مولانا شیرینی مند مانو کہ اگر فرمان تمہارا مجا وے تو حضرت مولانا فرید الحق والدین کی روح مبارک کے
آسکا ثواب پہنچانا مولانا نے شیرینی مانی اس عرصہ میں حضرت شیخ اور لے والوں سے مشغول ہوئے
مولانا بیٹھے رہے پھر شیخ نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا کہ مولانا کیا خوب ہو کہ اگر ابھی پہلے فرمان
لے سے ماتم واسطے روح مبارک شیخ الاسلام دراد و مولانا یہ سنکر اٹھے اور ایک شمش کانی
جو اُنکے پاس تھی لیکر دروازہ خانقاہ پر پہونچے وہاں شیخ کے وقت سے دروازہ خانقاہ کاکی

و حلوائی و گل فروش بیٹھا کرتے تھے مولانا نے وہ شش کافی حلوائی کو دی اُس نے حلوائی کو خزان سے کاغذ نکالا۔ کہ اُنہیں رکھ کر اُنکو حلوائی سے مولانا نے دیکھا کہ یہ وہی فرمان میرا گناہ ہے۔ حلوائی نے چاہا کہ پارہ کرے مولانا چلائے کہ پارہ مت کر نائیں یہی کاغذ ہونڈتا تھا غرض وہ کاغذ حلوائی لیکر خوش و خنداں خدمت شیخ میں آئے اور قدم چوم کر قسمہ حصول فرمان کا بیان کیا۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس شصت و یکم - بنجر و سعادت شرف مجالست حاصل ہوئی۔ گفتگو اس میں تھی

کہ قبولیت اعمال موقوف جذبہ پر ہے یعنی کوئی عمل جب تک جذبہ الہی نہ آوے قبول نہیں جب جذبہ حاصل ہوا تو بعد اُسکے جو عمل کرے قبول ہے اور جذبہ کا کوئی وقت مقرر نہیں طفلی میں ہو یا جوانی میں یا شیخی میں مگر جذبہ کے بھی مراتب ہیں ایک جذبہ عوام ہے اور وہ توفیق پانا ہے صالحہ کی اور ایک جذبہ خواص کا اور وہ عبارت توجہ قلب ہے طرف حق کے اور انقطاع ماسوائے اللہ تعالیٰ سے ہر فرمایا شیخ عثمان خیری کہ جذبہ لڑکپن میں ہوا ہے اور قصد اسکا گذر چکا۔ یہ دوسری حکایت فرمائی کہ شیخ عثمان خیری کا ایک مرید تھا جب وہ کہیں سفر کو جانے لگا تو کوئی معتبر نہ پایا کہ اپنی لٹدی اُسکے پاس رکھ جاوے بنا چارہی مُرشد سے کہا اسکو آپ اپنے حرم سرانے میں رکھیں کہ سفر سے لوٹ آؤں شیخ نے اجازت دی اُسے۔ لٹدی پہرے کے گھر چھوڑ دی اور چلا گیا ایک دن شیخ گھر میں آئے اُس کنیز پر نظر پڑی اُسکی طرف سے اُسکے دل میں خطرہ واقع ہوا ہر چند دفع کیا ورنہ والا پاد اپنے مُرشد شیخ ابوخص صلو کے پاس آئے اور کہا ایک مرید میرے گھر میں اپنی چھوڑ گیا ہے مجھے اُسکو دیکر خطرہ واقع ہوا اور ایسا جہم گیا ہے کہ دفع نہیں ہوتا اُنکے مُرشد نے مُراقبہ فرما کر کہا تم شیخ حسین ہمدانی کے پاس جاؤ۔ یہ خطرہ اُن سے دفع ہوگا ورنہ یہ جانیوالا انہیں شیخ عثمان نے سفر کیا اور ہمدان گئے وہاں جس شخص سے شیخ حسین گھر دریافت کیا اُس نے انہیں بُرا کہا کہ اُسے کیوں پوچھتے ہو وہ تو ایک فاجر فاسق آدمی ہے شرابخوار سے پیشتر شیخ عثمان لوٹ آئے اور اپنے پہرے لگا کر کہا آپ نے مجھ کو ایسے شخص کے پاس بھیجا کہ جس سے اُنکا مکان پوچھا اُسے اُنکو بُرا دنا سنا کر کہا اور اتفاقاً اُنکو سب نے فاسق و شرابی بتایا۔

میں بے لوث آیا پوچھا وہ خطرہ کیا یا نہیں۔ کہا نہیں بلکہ زیادہ ہو گیا فرمایا میں نے کہہ دیا ہے۔ کہ
 بتک وہاں نجا بیگا یہ خطرہ دفع ہوگا پھر دوبارہ سفر کیا اور ہمدان میں پہونچ کر حسین یوسف کا گھر پوچھا
 اس پر سب لوگ بُرا کہنے لگے مین نے کہا کہ ضرور ملوگا دیکھو کیسے ہیں مجھ کو اُن سے کچھ کام ہے لوگوں
 نے اُنکے گھر کا ہتھ بتایا جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا ایک پیر مرد بیٹھا ہے اور پاس ایک ٹکا اسپر طرحی
 رکھی ہوئی ہے اور ایک امر حسین نہایت خوبصورت انکی گود میں بیٹھا ہے شیخ عثمان خیری یہ دیکھ کر
 بے ذوق ہوئے دلیس کہا لوگ سچ کہتے تھے یہ کیا خراب حال ہے میرے شیخ نے کس کے پاس بھا
 یہ سوچ کر ٹوٹنا چاہا پھر سوچا ملنا چاہتے تھے اسے پاس بیٹھ گئے اُنھوں نے سلوک کی وہ باتیں کیں کہ شیخ
 عثمان اور وہ لڑکا دونوں رونے لگے کہ خون آنکھوں سے بہنے لگا پھر شیخ عثمان اُٹھے اور کہا اے
 شیخ لڑ بتاؤ یہ کیا حال اختیار کیا ہے کہ لگتے ہی غیبت کرتے ہیں اور اپنے سلوک کا ایسا بیان کیا کہ میں
 حیران ہو گیا اور آشک خونی بہائے یہ کیا وضع پسند کی ہے شیخ حسین ہمدانی نے جواب دیا کہ یہ وضع اسوئے
 اختیار کی ہے کہ جب تجھ سا شخص میرا حال ظاہری دیکھے تو مجھ پر اعتماد نہ کرے اور بزرگ جان لڑ اپنی لوندی
 امانت نہ رکھے تاہمیری طرح مجھ بھی اپنے شہر و وطن سے سفر کرنا پڑے پھر کہا یہ سب کچھ ہے اور یہ
 طرحی گھوڑی پر چڑھی تھی کسی نے شراب پیکر پھینکی تھی میرے پاس کوئی کوزہ آب نہ تھا میں اوٹھا
 لایا اور خوب دھو کر پاک کر لی ہے اسیں پانی پیا کرتا ہوں اور یہ لڑکا خوبصورت میرا فرزند ہے مجھ سے
 قرآن شریف پڑھتا ہے پھر فرمایا حضرت خواجہ نے کہ شیخ ابو الفضل خدا کو جوانی میں جذبہ جلال ہوا اور
 ہر کا قصہ فرمانے کو تھے کہ اسیں ایک سپاہی آیا اُس سے متوجہ ہو کر اُس کا حال دریافت فرمانے لگے
 وہ نوکر ہو جا رہا تھا خواجہ نے فرمایا اندوں لوگوں کو نوکر رکھتے ہیں پھر کہا نوکر کی کچھ مضائقہ نہیں اپنی
 مشغولی کا لحاظ ہے کہ ترک نو اس پر میں نے عرض کی کہ خلق کچی پناہ میں ہے مناسب ان باتوں کے
 یہ حکایت فرمائی کہ ایجا کسی شہر کو مغلوں نے لوٹا اور اُسیں عمل کر کے لڑکوں اور بوڑھوں کو پکڑتے
 تھے اور عورتوں اور جوانوں کے شیریں اور طوق ڈالتے اور شہر باہر لیجاتے اور اُس شہر میں ایک پیر صاحب
 ولایت وہاں کے تھے شہر سے باہر آئے اور ایک ٹیلہ پر چڑھ کے اپنا عصا زیر زنج تکیہ کر کے کھڑے

دیکھنے لگے ایک مسافر جو اس بزرگ کے پاس آیا تھا وہ بھی اُنکے ہمراہ باہر آیا اُنکے پاس کھڑا ہوا اور دونوں
 بظرف شہر دیکھنے لگے کہ عورتوں اور جوانوں کو کپڑوں کی حالت قید باہر لگاتے ہیں اور زنجی اور کشتیوں کے
 غون سے ایک نہروں تھی تو اُس مسافر نے اُن بزرگ سے کہا اے شیخ یہ معاملہ الہی کا کس قدر میں
 دیکھنا چاہتے شیخ نے کہا دفتر الابیالی میں چہرہ سب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا یہ اُنکا کھانا شاہ
 ہے طرف اس حدیث قدسی کے کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہولاء فی الجنة ولا ابالی وهو الاء فی النار
 ولا ابالی یہ فرمایا شرح تعرف میں لکھا ہے کہ یہ کلام کہ ہولاء فی النار ولا ابالی تو درست ہے مگر دوسرے
 جملہ کہ ہولاء فی الجنة ولا ابالی کیونکر صحیح و درست ہو پہر جو اُبا فرمایا کہ توجیہ اس کلام کی یوں ہے کہ ہو
 لاء فی الجنة ولا ابالی بچھا ہم و ہولاء فی النار ولا ابالی ہوا ہم بیٹے پہلوں کی جہاں سے پرواہ نہیں کرتا
 اور دوسروں کی وفا کی پرواہ نہیں کرتا ایک عالم نے کہ ماضی مجلس تمنا سوال کیا کہ ضمیر ہم کی کس طرف
 پرتی ہے فرمایا ہولاء کی طرف پہر فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فریق فی الجنة و فریق
 فی السعیر پھر حدیث شریف کے معنی بیان کئے کہ مشارق میں ہے فرمایا جناب رسول علیہ التیمتہ
 والسلام نے کہ ایک بندہ تقرب چاہل کرتا ہے یہاں تک کہ اُس میں اور بہشت میں ایک بالشت کفر فرقی
 رہتا ہے کہ اُس کے کوئی ایسا عمل بد و جود میں آتا ہے کہ اہل دوزخ سے ہو جاتا ہے اور دوسرا بندہ کام
 دوزخیوں کی کرتا ہے یہاں تک کہ اُس میں اور دوزخ میں مسافت ایک بالشت کی زنجی ہے پہر کوئی
 ایسا عمل نیک اُس سے ہو جاتا ہے کہ وہ بہشتی ہو جاتا ہے اور سب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ حضرت علیہ
 فضیل بن عیاض قدس سرہ الغفریہ ابتدا رحال میں قطع الطريق کی جماعت سے تھے ہر سوں راہ مارتے
 رہے اطراف خص میں دھاڑے ڈالتے بعد اُسکے تاب ہوئے اور سبب تو یہ ہو کہ ایک رات
 اپنے گہر جاتے تھے کہ چہ میں سنا کوئی شخص کوٹھے پر آیا شیشہ شریف پڑتا ہے الدیان للذین امنوا
 ان تحسنہ قلوبہم لکر اللہ انہوں نے شکر نیچے سے بلے کا سینہ التبتہ وہ وقت آگیا ہے اور وہیں سے اُٹھ کر
 ایک حال طاری ہوا اور اُنکا قاعدہ تھا کہ جو قافلہ لوٹتے اُنکے نام مقبلین لکھ لیتے۔ اور اُنکے شہر و محلے دنیا
 کے اور ایک فرد میں یہ سب لکھ کر ساتھ رکھتے اور دوسرا قاعدہ یہ تھا جس قافلہ میں حوت یا لڑکا ہوتا ہے

نہ لڑتے اور کبھی جھوٹ نہ بولتے امانت میں خیانت نہ کیا کرتے اور راہ زنون میں بھائے افسر تھے
 جب تائب ہوئے وہ فہرست نکال کر دیکھی جو سامان موجود تھا ان کے مالکوں کو دیا اور معاف کر لیا
 اور جو صرف ہو گیا تھا اسکا غدر کر کے بخشوایا اور یہ کہہ کر راضی کیا کہ میں فضیل جوں وہ مال میرے پاس
 خچ ہو گیا ہے اب میں نے لوٹ مار سے توبہ کی ہے آئندہ ایسا کام نہ کروں گا تم اپنے حقوق پر غور کرو
 مجھ کو بخشو کہ توبہ میری قبول ہو اس پر مجھے اپنا مال طلب کرتے بھنے کتے چنے بنشایاں تک کہ
 ایک نصرانی تھا کسی قافلہ میں اسکو لوٹ کر اسکی کچھ اشرافیہ سبیلی تھیں اسکے پاس بھی آئے اور اس
 سے پوچھا مجھے جانتا ہے وہ بولائیں پہچانتا میں فضیل ہوں اپنے کام بہت شرمندہ و تائب ہوا
 ہوں اور ہمارے دین میں یہ بات ہے کہ توبہ جب قبول ہوتی ہے کہ معی راضی ہوں میں نے تیرا
 چند تولہ سونایا تھا وہ خرچ ہو گیا ہے پیدا کر کے تمکو دو لگا بجائے قرض مجھ پر ہے مگر اب راضی ہو کر توبہ
 قبول ہو پس نہ کہ وہ نصرانی اپنے گھر میں گیا پہر جلدی نکل آیا اور کہا اسے فضیل میں نے قسم کھائی ہے
 کہ جب تک میرا سونا نہ دیکھا میں راضی نہ ہوں گا حضرت فضیل نے کہا مجھ سے قبائلیہ کہو کہ میں تیرا مال
 دو لگا مگر اب راضی ہو کہ میری توبہ قبول ہو بولائیں کیا کروں قسم کھا چکا ہوں اسکے خلاف کر نہیں
 سکتا فضیل حیران رہ گئے کہ اب کیا کروں پہر بولے ایک کے دو دو لگا بفضل رضا مند ہو کہ اب
 تک اپنا مال نہ لیلو لگا ہر گز راضی نہ ہوں گا غرض اسی گفتگو میں نصرانی نے کہا اور ایک حلیہ کرتا ہوں کہ گند
 میری پوری ہو میرے پاس اور رہے وہ گھر سے لاکر تمکو بخشتا ہوں تو وہ اپنے ہاتھ میں لیکر پہر تمکو
 دے کہ قسم پوری ہو جاوے اور میں حادثہ انوں خواہ نے کہا بہتر ہے وہ نصرانی آپ کو اپنے گھر میں
 لگیا اور بتایا اس رکھی ہوئی ہیمانی میں زرقع ہے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دے خواہ سنو ہیمانی
 اٹھا کر اسکے ہاتھ میں دی نصرانی نے اسے کہو کہ دیکھا کہا مجھ کو جلدی کلمہ توحید پڑھاؤ کہ میں اسلام لاؤں
 آپ نے اسے کلمہ پڑھایا پہر پوچھا کیا بات دیکھ کر تو ایسی جلدی سلمان ہوا اور اب تک اسلام سے رنجی
 نہ تھا بولائیں نے تو ات میں پڑا ہے کہ دلیل قبولیت توبہ تائب کی ہے کہ خاک و سنگ زری اسے
 ہاتھ میں زر ہو جاوے میں نے پہلے گھر میں آکر کچھ خاک و سنگ زریے ہیمانی میں بہر کر تکیہ تلے رکھنے

ٹھی اور سوچا تھا کہ اگر تم بچے ہو اور تمہاری توبہ قبول ہوئی ہے تو یہ خاک تمہارے ہاتھ میں سونا بن جاو گی
 اگر تم بچے نہ تو تم کو بچ کر مار پیٹ کروں گا یہاں تک کہ میرا مال دو اور بے لے نہ چھوڑوں یہ کام تمہارا
 امتحان صدق کو کیا تھا اب تمہارے ہاتھ میں جانے سے خاک زر ہو گئی معلوم ہوا کہ توبہ تمہاری مقبول
 ہے لہذا تمہاری ہاتھ پر مسلمان ہوا یہ قصہ جو بیکو زن و فرزند نے سنا سب مسلمان ہو گئے اور جنے
 اسکے گھر اور قوم کے آدمی نے سنا اسلام لایا پر باب امانت میں انکی یہ دوسری حکایت کہی کہ
 ایک بار کوئی قافلہ انکی حد میں جہاں لوٹا کرتے تھے گذر ا قریب شب کے انکے خوف سے ہر شخص نے اپنا مال
 نکال کر اُس جگہ میں جا بجا گاڑ دیا ایک جوان دور تر گیا کہ کہیں مال خجل میں چُپا آئے دیکھا ایک درخت تلے
 چہر ہے اور اُس میں ایک شخص مُصلّا پچھائے مستغول ظنیفہ ہے اُس نے دیکھا یہ مرد پار سا معلوم ہوا
 ہے اس سے کون بہتر ہوگا صلاح یہ ہے کہ مال اسکے پاس امانت رکھ دوں غرض اُنکے پاس جا کر
 کہا خواجہ یہ میری امانت رات بہر رکھ لو کہ مجھ کو یہاں خوف راہ زلوں کا ہے انھوں نے کہا تم اپنے ہاتھ
 سے اس میرے بورے تلے رکھ دو اور بے خوف جا کر رات گذراؤ جوان وہ زر اُنکے پورے تلے رکھ گیا
 اور رات کو قطع الطريق کہ جماعت خواجہ فضیل میں تھے آئے اور قافلہ لوٹا اور مال اسباب لے گئے
 مگر قافلہ جو جا بجا گاڑا تھا اُنکے ہاتھ نہ آیا سب کو جب قافلہ کے لوگ بھاگے ہوئے جمع ہوئے اور جہا
 سے اپنا مال نکال لائے تو وہ جوان بھی اپنا مال لینے کو جگہ میں اُن بزرگ کے پاس گیا۔ وہاں
 دیکھا کہ چند آدمی اور بیٹھے ہیں اور وہی مال لوٹا ہوا قافلہ کا باہم بانٹ رہے ہیں جوان نے انھوں کا
 کہ میں نے خود اپنا مال چور مل سکافسہ کو دیا ہے بڑی بے وقوفی کی اب یہ میری امانت کا ہیکو
 دیگا یہ سوچ کر ڈر سے لوٹنا چاہا خواجہ نے ٹوٹے دیکھ کر پکارا کہ اے جوان کہاں جاتا ہے خوفِ ممت
 کر اور اگر اپنی امانت اُسی جگہ سے نکال کر لیا جو اُن حیران ہو کر پاس گیا اور بھیتوں سے اپنی امانت
 نکال لی خواجہ نے کہا خوب دیکھ لے میں نے امانت میں خیانت نہیں کی ہے میں جھوٹ نہیں بولتا
 اگر تیری امانت مجسہ نہ تو میں خائن اور دروغ ہو گا پہر خراب خواجہ نے حال اُنکی بزرگی کا بیان فرمایا
 کہ بعد اُس کے کعبہ شریف میں جا کر حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید کے ہاتھ پر مُرد و نائب ہوئے اور وہیت

اور ولایت بکمال پایا کہ کسی نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملکر پوچھا آپ کی غذا کیا ہے حضرت خضر نے فرمایا میں سال میں ایک بار خواجہ فیض عیاض سے ملتا ہوں اس ایک بار دیکھنے سے سال ہر مجھ کو یہ سیری ہو جاتی ہے کہ دوسرے برس تک خواہش آب و طعام نہیں ہوتی +

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس شصت و دوم - سعادتِ خدمت حاصل ہوئی جناب خواجہ ذکری اللہ تعالیٰ بالغیر

ایک شخص نووارد کا حال دریافت فرما رہے تھے کہ کہاں سے آئے ہو کیا کام کرتے ہو اس نے وطن بتلایا اور کہا لڑکے پڑھتا ہوں فرمایا تمہارے شہر میں ایک فاضل مولانا نخلص الدین نامی تھی نہایت بزرگ و صاحب ولایت ایک دن شاگردوں کے ساتھ سیر کو گئے تھے راہ میں آگہ کے درخت پہلے اُنہوں نے توڑ کر ہاتھ میں لئے مولانا نے اُن کو دیکھ کر پوچھا تمہارے ہاتھ میں کیا لکڑی ہے وہ بولا آگہ کا چل ہے مولانا نے کہا نہیں لکڑی ہے میرے پاس لاؤ شاگرد و شیخ کہا جناب آگہ کے پھل ہیں ہم نے ابھی توڑی اچھل لکڑی کا موسم نہیں ہے آپ کیسے فرماتے ہو کہ لکڑی ہے مولانا نے کہا مجھ کو وہ لو لکڑی ہے اُنہوں نے مولانا کو دی اُنہوں نے چاقو نکال کر کڑے کئے اور سب کو دئے اُنہوں نے سب کھایا تو وہ لکڑی تھی اُس پر میں نے دریافت کیا کہ خواجہ غریزہ کینز کی اور مولانا نخلص الدین کیا دونوں ہم عصر تھے فرمایا یہ معلوم نہیں مگر خواجہ غریزہ کینز کی حستہ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ تھے پہر فرمایا بدایوں بھی بہت بزرگ تھے پہر فرمایا میں نے اپنے شیخ حضرت سلطان الاولیا کے زبانی سنا ہے کہ بدایوں میں بھی بہت بزرگ تھے پہر فرمایا میں نے اپنے شیخ سلطان الاولیا کے زبانی سنا ہے کہ بدایوں میں دو بھائی تھے ایک کا نام شیخ شاہی موسیٰ تھا تھادوسرے کا ابو بکر موسیٰ تاب انھوں نے بھی دیکھا ہے مگر شیخ شاہی موسیٰ تاب کو نہیں دیکھا اور شیخ ابو بکر موسیٰ تاب کا سماع میں عجیب حال ہوا کرتا تھا کہ ہمارے جناب خواجہ بہت تعجب فرماتے پہر فرمایا ایک بار ان کو احباب واسطے تفریح کے شہر سے باہر کسی باغ میں لگئے تھے اور وہاں کبیر پکائی جب اُسے نکال کر کھانے بیٹھے تو شیخ نے اُس کبیر کو دیکھ کر کہا اس کھانے میں کچھ تصرف بیجا ہوا ہے کسی نے خیانت کی میں نہ کھاؤں گا سب یار حیران ہوئے باہم دریافت کیا کس سے خیانت ہوئی سب بولے ہم میں

کوئی خاتون نہیں آفرودیا روں سے جو کہیر لکھتی تھی اگر کہا پکاتے وقت کہیر میں جوش آیا وہ ابھر گئے تھے اور برتن نہ تھا جب زمین پر گرنے لگی تو ہنسنے سوچا اگرنا اسکا ہتھریا ہمارا کیا لینا ضرورت وہ گرنا ہوا انبال کا ہنسنے کہا لیا یہ سنکر فحش نے کہا زمین پر گر جانا اسکا ہتھریا اسی کو تنہا بے یاروں کے کیا یا تمہارا غرض قبول نہیں انکو وہ ہوپ میں کہہ کر کیا موسم گرمی کا تھا خوب نہ اٹکا ہاتھ کہا اب قصور معاف کیا اگر سایہ میں بیٹھ جاؤ پھر ایسا نہ کرنا انہوں نے توبہ کی پھر شیخ نے فصل کو بلوایا یاروں نے پوچھا کیا کر دے گا ان یاروں کا پسینہ وہ ہوپ میں کہہ رہے ہوئے سے میں نے دیکھا بت بہا ہے اپنی فصل کھلو اگر اتنا خون زمین پر بہاؤ لنگھ پھوٹا یا بیٹھ شیخ قدس سرہ الغفر فیہ آیا کرتے تھے کہ محبت استدر کہ یاروں کی رعایت سے اُنکے پسینہ کی جگہ خون اپنا بہایا اور رعایت آدب وہ کہ انکا ضرر نہ سنا اسکے بعد یہ حکایت فرمائی کہ قاضی کمال الدین جعفری رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب نفق قاضی بدایوں تھی منفق بھی وہیں تصنیف کی ہے انکا کمال علم اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے پھر فرمایا شیخ جلال الدین تبریزی اور ان قاضی کمال الدین جعفری میں نہایت محبت تھی قاضی شیخ کے پاس آیا کرتے اور شیخ قاضی کے یہاں جاتے لیکن شیخ قاضی کے یہاں آئے خدمت گار در پہنچے ہوئے تھے اُنسے پوچھا قاضی جی کیا کرتے ہیں وہ بڑے نڈر پڑھتے ہیں شیخ نے یہ سنکر کہا کیا قاضی نماز پڑھنا جانتا ہے قاضی یہ سنکر حیران ہوئے کہ ایسی دوست ہو کر لوگوں میں یہ کیا کہا پھر اور وقت جب یہ دونوں ملے تو قاضی نے شیخ سے کہا تم جو اسدن آئے تھے تو کیا یہ کہتا کہ کیا قاضی نماز پڑھنا جانتا ہے شیخ نے کہا ہاں میں نے کہا تھا قاضی نے پوچھا یہ کس طرح کہا شیخ نے کہا اسے بار نماز علماء اور ہے اور نماز فقرا اور قاضی نے پوچھا کیا فقر اور کوئی قرآن پڑھتے ہیں یا رکوع اور سجدہ اور طرح کرتے ہیں شیخ نے کہا خیر قرآن وہی ہے اور رکوع سجدہ بھی وہی مگر قبلہ علماء کا ان تین جہت سے سوانہیں اگر متصلہ دور ہے تو اس پر توجہ جبکہ کعبہ کے فرض سے اصابتہ میں فرض نہیں اور جو قریب رد و کعبہ کے ہے تو اسکو اصابتہ میں فرض ہے کہ طرف کعبہ کے دیکھ کر نماز پڑھو اور جب شبہ کے تھری شکا کوئی ایسی جگہ ہو کہ جہت قبلہ پختہ ہو تو اسکو بھی تمام جہتوں کی طرف پڑھو یہی اسکا قبلہ ہو اگر کعبہ نماز جہت قبلہ کو اس طرف معلوم ہو تو اولادہ ناد پر ضرور اس فرض قبلہ کی یہ زمین میں ہے مگر قریب کعبہ کے پختہ ہو

دیکھ لیتے بحجیر تحریر نہیں کتے قاضی پر یہ بات گراں گزری کہ گویا شیخ نے اپنی کرامت بیان کی کہ میں
ایسا ہوں کہ کعبہ کو دیکھ کر نماز پڑھتا ہوں مگر چونکہ دونوں میں محبت و اخلاص بہت تھا لہذا مجلس میں
اور کچھ نہ کہا دونوں تبسم کر کے چپ ہو گئے مگر دوسری یا تیسری رات قاضی نے خواب میں دیکھا کہ
شیخ جلال الدین تہرنزی عرش پر مقلا بچائے نماز پڑھتے ہیں اتفاقاً صبح کو کہیں دعوت تھی جناب
شیخ اور قاضی بھی دونوں وہاں گئے اور ہر ایک جا بیٹھے تو شیخ نے کہنا شروع کیا کہ نہایت قصد و ہمت
طاہر ہے کہ مفتی ہوں یا مدرس یا اس سے بھی بڑھے تو کہیں کے قاضی ہوئے اس سے بڑھ کر منصب
صدر جہانی کا ہے پھر اس سے زیادہ بھی بہت نہیں ہوتی مگر فقار کے بہت مراتب ہیں پہلا مرتبہ یہ ہے
کہ جو ایک رات قاضی نے خواب میں دیکھا ہے قاضی یونس لٹھے اور سر خٹل شیخ کے قدموں میں گہرے
اور معافی چاہی اس اثنا تقریر میں ایک درویش سوختہ آکر بایں محفل میں بیٹھ گیا تھا کہ نظر اس پر
نہ پڑتی تھی عاجزوں کی طرح بولا مجھ کو منہ لاج العابدین میں ایک شکل پیش آئی سو چاکس سے پہچان
لہذا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں خواجہ نے پوچھا کیا شکل ہے کہا اُمیں لکھا ہے انصرف شراک
لا نہ ضیائت القلب من رتبہ العبد ولا غیر خواجہ نے فرمایا ایک تعقل ہے اور تعقل میں تکلف ہوا کرتا ہے
قصوف مرتبہ تبدی کا ہے اور اس عبارت میں حال منتہی بیان ہے کہ ولا غیر نزدیک منتہی غیر
نہیں اور یہ معنی حالت استغراق میں ہوتے ہیں جیسے لیس نے جہنمی سوی اللہ تعالیٰ میں ہے میں نے
پوچھا کیا مراد جہنم سے قلبی ہے فرمایا جہنم مراد ہے علم سے اور جہنم تعالیٰ کہ خدا لکنہ کو مادی ہے اسکو
کوئی مکان اور جہت نہیں پس منتہی کے نزدیک کہ اسکو غریب نظر نہیں رہی قصوف کہ عبودیت ہے
صیانت قلب کا غیر سے شرک ہوا پھر یہ حدیث پڑھی کہ حسنات اکابر و سہلالت اللقرین

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس صحت و سوسم - سعادت قدموس میسر ہوئی عید الفصحی کا دن تھا بہت غلیظ آئی
تھی دسترخوان بچا یا گیا سبے کھانا اور حلو اکھا یا د عادی تھے ہونے رخصت ہوئے گفتگو سے غایت
امین میر بیطرف متوجہ ہوئے اور مناسب دعوت عام کے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار کوئی درویش

شیخ ابوسعید در رحمۃ اللہ علیہ کچھ مدت میں آیا اور آپ کے یہاں سامان آمارت دیکھا کہ بارگاہ شاہی اور
ملکہہائے شہنشاہی زمین ہیں دلیں کہا کیسی درویشی و فقیری ہے کہ کسی بادشاہ کو یہ میسر نہیں نہایت
ابوسعید اسکے اس خطرے پر مطلع ہوئے اور اُس درویش سے متوجہ ہو کر فرمایا اسے درویش ہونے
ابھی بیخوفیمہ کی دلیں نہیں گاڑی ہے زمین میں گاڑی ہے ہر اُس سے فرمایا اسے یاد دنیا کی بنیادیت
ہے کہ مثل الدنيا کما ظلت اذا قبلتها استدیرت عنک واذا استدیرت اقبلت ہر کچھ دیر سوچ کر
حکایت خاص فقر کی بیان فرمائی کہ آج اللہ تعالیٰ نے یہ جمعیت اور نعمتیں غایت فراموشی ہیں سابق
میں نے ایک بار روزہ رکھا دو دن گزرے کچھ کھانا نہ ملا میرا ایک آشنا نہ تو نام تھا وہ دو روئی
سہ ترکاری دسترخوان میں لپیٹ کر لایا اور میرے آگے رکھی اُس حال میں اُس نے وہ فرادیا کہ بیان
نہیں ہو سکتا اور خواجہ اُس فرے کو یاد کو کے سر ہلاتے تھے میں نے دلیں کہا سبحان اللہ یہ فقر کیا
نعمت ہے کہ اسکا اول و آخر دونوں خوب ہیں ہر اور شقتوں کا ذکر فرمایا کہ اکثر اچھ کو میرے گھر پر
چراغ روشن نہ ہوتا چند روز متواتر دونوں میں چولہہ نہ مل سکتا۔ وہ کیا عمدہ دن اور پُر ذوق زمانہ تھا جتنے
اغزہ لفضلہ تعالیٰ سامان معاش دس بارہ آدمیوں کا کر سکتے تھے مگر میں نے بتدریج اچھو یہ بات سکھائی
تھی کہ میرا مخرج پہچان گئے تھے کہ یہ اس شقت و بے سامانی میں خوش ہوتا ہے۔ میرا خیال بھپوڑ دیا
تھا اگر کوئی دنیا دار ملنے آتا تو میں جبہ شیخ پہن کر بیٹھ جاتا جب وہ چلا جاتا تو لباس کھارو سے کاہن
لیتا کہ جانہ شیخ ہنکر و صنونہ کرنا پڑے عرض لوگوں سے اپنا فقر استدر پو پشنیدہ رکنا اور ان باتوں میں
آپ روتے جاتے تھے گویا وہ ذوق اسوقت حاصل ہے ہر نہ معلوم ہر کیا کچھ فرمایا ۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس شصت و چہارم - خرف پاتوس حاصل ہوا۔ ایام شریف گزر گئے تھے خباب
خواجہ نے مناسب جگہ کے باتیں شروع کیں فرمایا ایک درویش مجھ کو گیا تھا بعد ازلے ارکان
ج آس نے دیکھا لوگ قربانی کرتے ہیں وہ درویش دہاں کٹرا ہوا اور کما خداوند اتوا جاتا ہے کہ میرے
پاس کوئی قربانی نہیں اب میں اپنے آپ کو تیری راہ میں قربانی کرتا ہوں اگر میرا ج قبول ہے تو میری

قربانی قبول فرمایا کہ اگر گشت شہادت اپنے گلے پہ پہیری فی انفسہ سراسر اسکا بدن سے جدا ہو گیا مجھ کو یہ
شعر جو میں نے پہلے کہا تھا اسوقت یاد آیا پڑا

شعر

غلام آں شہیدم کہ ز جنت نشد خیال قابل | اگر گشت شہادت در گلو راند شود سبیل

حضرت خواجہ نے فرمایا کیا عمدہ حج قبول و مبرور تھا پہر یہ حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ ادا سخی حج کو گئے
تھے بعد اتمام حج جب سب لوگ رخصت ہو گئے تو یہ عزم شریف میں آکر مراقب ہوئے دیکھا دو فرشتے
آئے ہیں ایک سیدی طرف انکے کھڑا ہوا ہے ایک الٹی طرف پہر بائیں نے دائیں سے پوچھا کہ اس
سال حج کتنوں کا قبول ہوا انے کہا کسی ایک کا بھی قبول نہیں ہوا مگر ایک شخص مصر میں علی موقف
نام کفش دوز ہے اسکی حج کی برکت سے سب حاجیوں نے ثواب حج پایا ہے یہ بزرگ بعد فراغت سوچا
کہ مصر چلے آؤں ولی اللہ سے ملنا چاہئے دیکھوں اسکا معاملہ کیا ہے کہ یہ حاجی جو بشت تمام یہاں
آئے چنانچہ خداوند مکریم فرماتا ہے لم تکنوا بالعبیۃ لا یثیق الانفس انہیں سے کسی کا حج قبول نہ ہوا
مگر بطیفیل اُس بزرگ یہ سوچکر مصر پہنچے اور دریافت کر کے علی موقف کی دوکان پر گئے اور ملکر کہا
اے خواجہ مجھ کو آپ سے ایک عرض خلص ہے کہ میں کعبہ شریف گیا تھا بعد ادا حج عزم میں ٹھہرا ایک بار
مراقبہ میں دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے آسمان سے اترے اور میرے دُشے بائیں کھڑے ہو کر ایک نے
دوسرے سے پوچھا اس سال کتنوں کا حج قبول ہوا اُس نے کہا کسی کا قبول نہیں ہوا سو اسنے حج
علی موقف کے کہ بطیفیل اُسکے جملہ حاجیوں کا حج مقبول ہوا ہے اب آپ مجھ سے فرماویں کہ کوئی نامل
صلاح کیا ہے جسکی یہ عمدہ پاداش ہے۔ علی موقف نے کہا اے خواجہ میں نے تو آج تک حج ہی نہیں
کیا ہے اور اس سال بھی نہیں گیا ہوں۔ مگر ماں ایک کلام مجھ سے بن پڑا ہے شاید اُسکی برکت سے
یہ معقولی ہو وہ یہ ہے کہ میں چند سال سے غریب شہر بیت اللہ رکھتا تھا اور سوچ لیا تھا کہ میں غریب
کفش دوز ہوں اتنا کہاں سے ہو گا کہ گھر بھی خرچ دوں اور زاد راہ حج بھی کروں صلاح یہ ہے کہ غریب
روزانہ سے قدرنے قدرے جمع کرنا رہوں جب لائق زاد راہ ہو جاوے تو سفر کروں لہذا ایک برتن زمین

میں گاڑ دیا تھا اور پندرہ سال سے اسیں کم و بیش جمع کیا کرتا تھا اس سال جو دیکھا تو بغایت اسی ریتا ہو گیا تھا کہ خرچ خانہ کبھی کافی ہو اور جو کچھ بھی اس حصہ میں تین مقرر یا مہاجج تھا ایک دن میری بیوی پڑوسی کے گھر آگ لپٹے گئی دیکھا کہ زن ہمسایہ مع اپنی اولاد کے بکری کا گوشت ہونکر کھا رہی ہے چونکہ عورت میری حاملہ تھی اسکی خوشبو سے شوق ہوا کہ میں بھی اس کباب کچھ کھاؤں بنا برآں من ہست سے کہ باہم معاملہ محبت تھا تو ہوا گوشت مانگا مگر اسنے باوجود مانگنے کے بسے وہ گوشت نہ دیا۔ چونکہ حامل کو ایسی چیزوں کی طرف نہایت رغبت ہوتی ہے اور اسکے عدم حصول میں بیچ زیادہ وہ غمناک آبدیدہ لوٹ آئی میں نے کہا خیر ہے یہ رنگ اڑا ہوا غمناک کیوں ہے تو رو کر کہا اس پڑوس کے گئی تھی وہ کباب ہونکر کھا رہی تھی مجھے اسکی بو پسند آئی دل ہوا کچھ میں بھی کھاؤں مگر اس نے مجکو کچھ نہ دیا لاچار میں نے مانگا اسپر بھی نہ دیا سانسے کاتی رہی۔ ملی موقف پر سنکر اس ہمسایہ کے پاس شکوہ کو گئے اور کہا اسے بھائی ہم تم چند سال سے پڑوسی ہیں اور حق جواز ثابت میری عورت حاملہ تمہارے گھر آئی اور تم گوشت کو پسند ہونکر کھا رہے تھے اسکا دل ہوا تم سے مانگا مگر تم نے نہ دیا یہ کیسی محبت اور حق جواز ہے اس ہمسایہ نے کہا اسے خواجہ علی کیا کہیں وہ گوشت جو ہنے نہ دیا وہ مہوار کا تھا ہیر ترین فاقے گذرے تھے ایک بکری مردار گھوری پر پٹھی ملی ایک ران ٹاکی میں کاٹ لایا اور ہون کر کھائی پہلو مباح تھی تمہاری بیوی کو چونکہ مباح نہ تھی لہذا نہ دی۔ ملی موقف کتنے ہیں جب میں نے یہ حال فقر و فاقہ ہمسایہ کا سنا نہایت شکستہ خاطر ہوا۔ اور گھر آکر وہ طرف زمین سے نکالا دلیس کما خداوند اگر ہم غم سے گھر بیٹھے میرا ج قبول فرما دیکھا ہمسایہ کی نفع تکلیف ضرور ہے چند نقد اس میں تھا لاکر اس ہمسایہ کو دیدیا اور کہدیا کہ یہ لیکر اسیں کوئی تجارت کر کہ آئندہ ہا سائش گنہار ہو شاید یہ معاملہ میرے پروردگار نکتہ نواز کے یہاں مقبول ہو اور بعد اسکے اپنے حال فقس العارفين کا بیان فرمایا کہ ایک بار وہ حج کو گئے اور بعد فراغت اسکے مدینہ منورہ کو جانا چاہا پر خیال کیا کہ زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر حج کیسے کروں لوٹ کر گھر آئے اور ایک رات گھر رہ کر زیارت مدینہ سکینہ کا سفر کیا ایک منہ میں غلام کے پاس جو خرچ تھا وہ کہیں رک کر ہو گیا راہ میں جب آیا تو

شمس العارفین نے کہا اسے منج میرے پاس جو خرچ تمہارا تمام گاہ میں کھاٹ پر ہوے سے رکھ گیا
اجازت ہو کہ لوٹ کر وہ لے آؤں شیخ نے فرمایا درست نہیں کہ راہ حج سے لوٹے تو اور جو قدم راہِ حرام میں
اٹھاتا ہے مہوار دنیا کے لئے اٹھاوے اور مجھ کو بھی زیبا نہیں کہ تمکو نصرت دوں تمہارا حج سے لوٹے چلا آؤ
خداوند کریم تزلزل ہے ہماری روزی پہنچا دیگا غرض شیخ نے غلام کو واسطے لانے خرچ کے لوٹنے نہ دیا۔
جب آنحضرت کے روضہ شریف پر پہنچے اور سلام عرض کیا اللہ علیہ وسلم اللہ تو روضہ پاک سے
آواز آئی کہ ملک السلام یا شمس العارفین فرمایا اس سے پہلے انکو شمس العارفین نہ کہتے تھے یہ خطاب اُن کا
میرت سہارک رسول علیہ السلام والتیمتہ سے عطا ہوا۔ پھر کمال اعمال اصل کار غلوس نیت ہے بعد حج مدینہ
منورہ نہ جانا یہ کیا تھا چہر غلام کو سچ لانے نجانے دنیا کیا تھا توکل قوی اللہ تعالیٰ پر اور محبت خالص جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے بعد اور یہ ایک حکایت فرمائی کہ ایک درویش کہیں راہ میں جاتا
تھا وضو اسکا ٹوٹ گیا ایک پیر زن کے در پر جا کر دستک دی اُسکی لڑکی باہر آئی درویش بے وضو کچھ
نہ بولا کہ یہ لوگ بے وضو ہات نہیں کرتے فقط ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ پانی کا برتن لے آؤ اشارہ دونوں
ہاتھ کا نہ سمجھے کہ فقیر پانی وضو کو مانگتا ہے اندر جا کر کہا اے ماقیامت نزدیک آئی ہے اُس نے دریافت
کیا کیسے بولے صوفی روزہ دار پینے کو پانی مانگتا ہے مادر نے کہا نہیں وضو کو پانی مانگتا ہوگا بھلا تو پانی
تو لجا دیکھ کیا کرے دختر ظرف پر آب باہر اسکے پاس لائی اُس نے وضو کیا اور چل دیا پھر فرمایا سابق
درویش وضو فیوں کو روزہ اظہار کرنا عیب تھا من بعد یہ اور حکایت فرمائی کہ ایک درویش کہیں راہ
میں جاتا تھا پیاسا ہو کر کسی کے گھر میں پانی مانگا لوٹدی پانی بہر کر باہر لائی درویش نے چاہا کہ پتے
لوٹدی نے ہاتھ مار کر وہ کوزہ توڑ دیا اور بولی تفضل الصوفی النہار ہر ارشاد فرمایا توبہ کے تین وجہ ہیں
اول توبہ ہے پھر اناتہ من بعد روبر توبہ معاصی سے ہوتی ہے کہ توبہ الی اللہ توبہ نصوحا پھر اناتہ کو
کہ فرمایا فسین اللہ اور انابت سہامات میں ہے یعنی جو کچھ مباح ہو اُس سے باز رہے پھر تیسرے مرتبہ روکا
ہے مگر لغت کی راہ ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں اور ادب کے معنی رجوع کے ہیں غرض ادب
سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نعم العبد انہ آداب قصہ حضرت داؤد صلوات اللہ تعالیٰ وسلاہ علیہ میں اورد

مقام اولیا و انبیاء کا ہے اور صلوة او امین کو بھی او امین اس واسطے کہتے ہیں اور یہ ایک خیر سے طرف خیر تر کے اور حسن سے طرف احسن کے جانا ہے میں نے عرض کی کہ اگر بعد اشراق اور او امین کے اور کوئی نماز ہو تو ارشاد فرمادیں کہ بطور رد و معزز کیا وے فرمایا بعد اشراق دو رکعت نماز واسطے ثواب روح مبارک جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں جو چاہے انہیں پڑھے پھر دو رکعت بنیت ثواب روح پاک شیخ کی پھر دو رکعت واسطے ثواب والدین کے اور بعد نماز ظہر دس رکعت صلوة انقصر فوائد الفوائد میں منقول ہے کہ خدمت شیخ قدس سرہ الغریب نے فرمایا ہے کہ انہیں دس سو تیس آخر کی قرآن مجید پڑھیں انکے بعد اور دو رکعتیں ہیں کہ میں پڑھتا ہوں انہیں نیت ہوتی ہے کہ خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے بے غرض کسی حاجت کے بعد اسکے ہم سب سلام کو کہ حضرت خواجہ ہے رخصت ہو کر باہر تلے پھر میں مولانا برہان الدین اور ایک اور دوست کے باہر بیٹھ کر مناقب شیخ بیان کرنے لگے کہ جو کچھ بیان فرمائے ہیں سب مشاہدہ ہے ہمیں ایک امیر آیا اور براہ کج بے سلام کے اندر گیا۔ جب جناب خواجہ کے پاس سے لوٹا تو باہر درویش کو جھک کر سلام کرتا تھا اور سردہموں میں دہرتا تھا میں نے یاروں سے کہا سبحان اللہ کس تکبر و غرور سے آیا تھا ایک دم حضرت کی خدمت شریف میں بیٹھ کر کس تواضع و اخلاق سے نکلا ہے۔ واللہ للہ رب العالمین۔

مجلس شصت و پنجم - سعادت مجلس روزی ہوئی - میں نے یہ کتاب فیہ الماس ساتھ یا ستر میں لکھیں تھیں اور اس گنج سعادت کا کچھ نمونہ ہو گیا تھا بعض یاروں نے نقل کرنا چاہا میں نے کہا تمام کو اپنے دو پہر کھنا اسپر وہ بے ذوق ہوئے میں بولایا مرا گنم سعادت ہے قول پورا نظر اقدس خواجہ میں گذرانوں گا۔ پھر انکر اس کتاب کو دست مبارک میں لیکر پوچھا کتدرہ ہو گئی ہے عرض کی تیس چالیس مجلسیں رہی ہیں سو مجلس پوری کر دینا چاہئے یا نقل چاہتے ہیں لہذا پہلے نظر مبارک میں پیش کرتا ہوں آپ نے اتمہ سے کہو کہ چند ورق مطالعہ فرمائے وہ چند غرور تھے اور باقی اغراض سرخ جودان میں رکھے ہوئے تھے انکا شیرازہ دہندہ تھا خواجہ نے اپنا صیغہ خادم کو فرمایا سوتی تا گا لا وہ سیاہ ریشم کا ناگا باریک مضبوط لایا۔ فرمایا اچھو دو ختہ کر دے جب وہ باندھ چکا تو فرمایا یہ جو لکھا ہے لاصوق غنی عن اللہ تعالیٰ میان عن کی جگہ من بنا دو۔ میں نے حسب ارشاد مجاہد یا پھر فرمایا یہ مسئلہ منہی علم خوب ہے اگر کہنا غنی عن اللہ تعالیٰ تو کافر ہو جاوے گا۔ اور جو کہنا انا غنی عن اللہ

تعالیٰ تو کافر نہ ہوگا پہر کرا عن واسطے اعراض کے ہوتا ہے حدیث میں ہے فرمایا آنحضرت نے الکلام من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی یعنی جو عرض اور روگردانی کی میری سنت سے وہ میرے گروہ سے نہیں۔ پس اگر غنی عن اللہ کہیگا تو کافر ہو جائیگا کہ معنی یہ ہونگے کہ میں بے نیاز ہوں اللہ تعالیٰ سے یعنی اُس سے حاجت نہیں رکھتا اور جو غنی من اللہ کہا تو مراد یہ ہوئی کہ یہ غنایہ ہی عطیہ خداوند کریم کا ہے ایک نامانے کا شجر میں لکھا ہے کہ الفقر من لیس لہ حاجۃ۔ خواہ نے فرمایا ہے معنی غنی من اللہ کے ہیں یعنی اُسکو اللہ تعالیٰ نے اوروں سے بے نیاز کر دیا اس اثنا میں ذکر فقر وفاقہ کا آیا فرمایا وہ حکایت تو لکھی ہوگی کہ جو مہمان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا تھا میں نے پوچھا کیا وہ جسکے واسطے فرمایا تھا من تصنیف صفینا اور اُسکو محمد انصاری اپنے گھر لے گئے تھے۔ فرمایا ہاں وہی حکایت پہ خواہ نے فرمایا جب انھوں نے واسطے تنظیم دہان آنحضرت کے چلغ بلایا۔ تو آپ نے فرمایا دیکھائیں نے ایک چلغ روشن عرش کے تکیے چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے صبح اُکر کہا قصۃ اُسکا جیسا کہ گذرا مگر چونکہ جناب خواہ نے چند مجلسوں کے متعلق فوائد اور فرمائے تو وہ اُنکے مقاموں میں اسوقت لکھے گئے پھر فرمایا زمانہ نبوی کیا باکرت زمانہ تھا کہ اصحاب آپ کے ملاقات کرتے ملتے کمالات ایمانی ظاہری و باطنی کے پاتے تھے پہر نبوی صحابہ کرام کی بیان کی کہ اُمہ میں شہید و زخمی ہوئے بغضے تشنہ مرگ اور اپنا پانی اور یار کو دیا خود نہ پیا اسبطرح وہ ہام آب ہر ایک دوسرے کو دیتا رہا اور خود پیاسا عالم تقب کو گیا پہر مختصر ذکر اُس دوسرے قصہ کا بھی کیا کہ جسکا ہمسایہ ایک فاقہ سے تھا اور اُس ٹپڑوسی کا ٹپڑوسی دو فاقہ سے اور ہر ایک دوسرے کو ایتار فرماتے تھے فرمایا خدا ہی جلنے کیا بہت کا وقت تھا اور اُن لوگوں کا کیا ایتار تھا اب رفتہ رفتہ کیا دن آگئے اگر کسی کی طرف دنیا سوئے کرتی ہے تو وہ دنیا کی جانب پشت کر لیتا ہے کیونکہ فائدہ نہیں پہونچتا۔ پڑوسی کیسا ہی فقیر ہو اُسکی تکلیف سے خبردار ہو۔ مگر تب بھی بگھار کی بوا اُسکے دماغ تک جانے کا روادار نہیں ہوتا۔ یہ فرما کر زاہد خاموش ہوئے میں ڈور اگلیں گفتگو ختم نہ ہو جائے لہذا عرض کی کہ جناب شیخ الاسلام مولانا فرید الدین کا فقر و قصۃ ملاقات شیخ جلال الدین تبریزی اُنسے بیان فرمادیں پوچھا کیا وہ نہیں لکھی میں نے کہا لکھی ہے مگر ایسے حالات آپکی زبان سے سننے سے کہتے بے نہایت حاصل ہوتی ہے اس میری عرض پر یہ دوسری حکایت شروع کی کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا فرید الدین

قدس سرہ الغریز کے والد شریف قصبہ گولی وال کے قاضی تھے اور آپ کے چند صاحبزادے تھے۔ ہمارے جناب شیخ الاسلام اُسوقت کم عمر تھے لوگ اُنکو قاضی بچہ دیوانہ کہتے تھے ایک بار جناب شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ اُس قصبہ میں پہنچے لوگوں سے پوچھا یہاں کوئی درویش ہے انھوں نے کہا ایک قاضی زادہ دیوانہ ہو کما کچھ کو اُس کے پاس پہنچو لوگ وہاں اُنکو لینگے اُسوقت شیخ جلال الدین کے پاس ایک انا تھا وہی شیخ الاسلام کے روبرو دکھاتا اپنے اُسے ٹکڑے کر کے شیخ جلال الدین کو دیا کہ لوگوں میں تقسیم کر دیں اور چونکہ روزہ دار تھے خود نہ کھایا جب شیخ جلال الدین اور حاضرین منہ لٹا آئے ایک دن اُس انا کا زمین پر پڑا ہوا شیخ الاسلام نے اُسے اٹھا کر گوشہ دستار میں باندھ لیا اور روزہ اُس سے کہو لا اُسے کھانے سے وہیں نورانیت و صفائی پیدا ہوئی۔ وہیں کما انھوں ایک دن بھاگ گئے وہ سب انا کھاتا تو خدا جانے کیا صفائی ہوتی ہمیشہ یہ افسوس فرماتے یہاں تک کہ جلی گئے اور خدمت شیخ الاسلام مولانا قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ الغریز سے سعادت ملازمت حاصل کی آپ نے بہ نور باطنی خطرہ دلی پر حضرت شیخ کے مطلع ہو کر فرمایا اسے مولانا فرید کیا ہمارے وہیں افسوس کرتے ہو کہ اگر تمام انا کھاتا تو کیا کچھ فائدہ باطنی ہوتا اسے غریز ہر اند میں ایک دانہ کام کا ہوا کرتا ہے وہ خود اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب کیا کہ کھایا تم نے باقی جلد بے کار تھا اُس دن سے حضرت شیخ کو ملنا قحلی ہو اپر پوچھا قصبہ ابن دونوں بزرگواروں کی ملاقات کا شائبہ یا نہیں میں نے عرض کی مجھ لانا تھا فرمایا شیخ الاسلام مولانا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ ملان میں طالب علمی کرتے تھے اور مسجد میں اُس محلہ کے جو سرے ملوالی کہتے ہیں مقیم تھے حضرت شیخ قطب الدین جب ملان میں تشریف لائے تو پہلے اُسی مسجد میں آئے دو کث نماز نفل پڑھی اور حضرت شیخ فرید الدین گوشہ مسجد میں بیٹھے ہوئے کتاب نافع کا جو قصبہ میں ہے مطالعہ کر رہے تھے حضرت قطب الدین بعد نماز اپنے مُصلے سے اُٹھ کر مولانا فرید کے سر پر آ کے کھڑے ہوئے اور پوچھا میاں طالب علم یہ کون سی کتاب ہے عرض کی کہ کتاب نافع ہے شیخ قطب الدین نے فرمایا نفع تمہارا اس کتاب پڑھنے میں ہے۔ شیخ فرید الدین نے کہا میرے نفع آپ کی نظر کیا اثر سعادت بخش میں ہے اور یہ کہ حضرت شیخ قطب الدین کے قدموں پر گر پڑے اُسوقت جناب قطب صاحب نے یہ رباعی پڑھی + رباعی - مقبول تو جو مقبول وید نشد + دل لطف تو بیچ بندہ نوید نشد + لطف بکلام

بندہ پیوست دے گا۔ کان دورہ بہادر خورشید نشہ بعد اسکے یہ حدیث شریف پڑھی کہ اتزل اللہ تعالیٰ
 علی امتی ایتین و ما کان اللہ لیعد بہم و انت فیہم و کان اللہ معہم و ہم لیتغفروا فاذا مضیت
 ای مت ترکت فیہم الاستغفار الی یوم القیمۃ بعد اسکے یہ حکایت بیان کی کہ نظام الملک وزیر شہر طوس
 کا تھا ابتدا حال میں جب وہ لڑکا تھا تو اسکا باپ بہت کوشش کیا کہ لڑکا کچھ پڑھ لے مگر وہ اہل دنیا سے باطنی
 کرتا اُنکے یا رنے میں کچھ نہ پڑھا لیکرن باپ نے ہلا کر پاس بٹھایا اور کما افسوس اسے فرزند تو نے کچھ نہ پڑھا اگر
 علم دین ہی قطع پڑھ لیا ہوتا تو میرے بعد یہ سب نقد و مال تلف نہ کرتا اور باپ نظام الملک کا بڑا ناتھ تھا۔ ہر
 قسم کا مال و اسباب اُسکے یہاں بہت تھا اور نظام الملک کا لقب حسن تھا اُس نے کہا اسے پھر مہربان
 اگر آپ کو سیراٹ پڑنا منظور ہے تو اور شہر میں محکو بھیج دیجئے کہ یہاں دوست احباب بہت ہیں جب گھر سے مدد
 کو جاتا ہوں دوست آشنا ملجاتے ہیں بہر کہیں جانا نہیں ہوتا اگر غیر شہر میں پڑھنے جاؤنگا تو سولے علم اور کچھ
 کام نہوگا ملنا جلتا انہیں طالب علموں سے ہو کر گیا باپ نے کہا عمدہ صلاح ہے تم شہر حرمی کو جاؤ علم سیکھو اور امان
 سفر ادا کر کے ہمارے قافلہ جمدی کو جانا تھا کر دیا اور ہنگام نخست نصیحت کی کہ بابا حسن جب قریب رہی منزل
 پہونچو تو وہاں قافلہ ایک چاہ پہونچے گا تم قافلہ وہاں چھوڑ کر اونٹ پر سوار ہو کر موضع مہینہ کو کہ وہاں سے چند
 کروہ ہے جانا اور وہاں حضرت ابو سعید الخدری سے قدم لوس ہو نا حضرت شیخ جو تم کو حکم فرماویں اس پر عمل کرنا ہے
 نظام الملک معہ قافلہ اُس چاہ پہونچے تو قافلہ کو وہاں چھوڑا اور اونٹ پر سوار موضع مہینہ کو چلے جب قریب
 اُس موضع کے ہوئے تو دیکھا بہت فقر آتے ہیں پاس آکر ہر ایک نے نظام الملک کے ہاتھ قدم پر بوسہ
 نظام الملک نے کہا اے بزرگان دین میرا کیا رتبہ ہے کہ میری استقامت و تکویم کرو میں تو ایک سوداگر تہہ ہوں
 حضرت شیخ کی قدم بوسی کو آیا ہوں کہ سعادت اندوز ہوں درویشیوں کی آجکی طلت جناب شیخ نے تمہارے
 حق میں یہ بات کہی تھی کہ جو کوئی ایسے شخص کو دیکھا چاہے کہ دنیا دار دیکھے ساتھ آخرت سلامت لیا جائے تو کل باہر
 سے جنگل میں سر راہ جاکر کھڑا ہو ایک جان آویگنا اُس سے ملے لقمہ جب یہ خانقاہ شیخ میں پہونچے۔ اور
 جناب ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے نظام الملک کو دیکھا تو سر پر ہاتھ پیر کر فرمایا اسے سپر گر کر لوٹ جا کہ کار دنیا کا
 موقوف تہہ ہے حکومت طوس و اصفہان مبارک ہو نظام الملک نے سوچا کہ حضرت شیخ محکو نعمت دینا

فرماتے ہیں مگر دیکھئے یہ نعمت کب تک میرے نصیب میں ہوئیخ ابو سعید نے اس خطروہ پر مطلع ہو کر فرمایا۔
 جب تک توفیق خیرات اور خیال حسنات تیرے ساتھ ہے یہ نعمت جلد نہ ہوگی جب توفیق خیرات کی تجھ
 سے دور ہوئی تو جانتا یہ نعمت جاتی رہی نظام الملک شیخ سے نصرت ہو کر قافلہ میں آیا اور ہمراہیوں سے
 کہائیں طوس کو لوٹا جاتا ہوں وہ بولے تیرے باپ نے بطرف رسی طالب علمی کو نصرت کیا ہے ابھی سے
 کیوں واپس جاتا ہے کہا باپ نے کہ دیا تھا کہ حضرت شیخ سے ملنا وہ جیسا ارشاد کریں عمل میں لانا اور ان کا
 ارشاد یاد رکھنا مجھے شیخ نے گھر لوٹ جانے کو فرمایا ہے اُنکے حکم سے لوٹا جاتا ہوں غرض جب نظام الملک
 طوس کے قریب پہنچا تو وزیر مقرر کیا تھا اور بادشاہ نے فرمایا تھا کہ شرفائے شہر کو تلاش کر کے جکا خط عمدہ ہو
 وبار میں لاؤں چونکہ نظام الملک خوشنویس تھا حاضر دربار ہوا اور بجا تہمان منصب وزارت پر سرفراز کیا گیا
 اور نظام الملک خطاب دیا اُس نے بعد وزارت طوس اصفہان وغیرہ موانع میں کھلا ہیجا کہ جہاں ارباب
 استحقاق ہوں آستانہ شاہی پر آویں اُنکی پرورش کیجاوے گی چونکہ اصفہان وغیرہ ملک بزرگ ہے بہت لوگ
 جمع ہوئے اُس نے سب کے واسطے وظیفے اور ادا و ستر کئے اور اُنکی سالانی ماہ رجب میں دیا کرتا ہر پہل
 یہی طریقہ رہا آخر حال میں ایک بار جب ماہ رجب آیا تو سید محمود متولی نے آکر عرض کی کہ اہل استحقاق جمع ہوئے
 ہیں حکم ہو تو ان کا سالانہ دیا جائے وزیر نے کہا توقف کر شعبان میں دو بھگا۔ غرض شعبان میں پہر متولی نے
 یاد دلایا تو کما شب برت میں دو بھگا اور شب برت میں یاد دلانے سے کما رمضان میں دو بھکا غرض بغیر
 واقع ہوتی گئی یہاں تک کہ اُسکو یاد ہو کہ جناب شیخ نے فرمادیا تھا کہ جب توفیق خیرات کی اللہ تعالیٰ تجھ سے
 لے لے تو معلوم کرنا زلل اپنی نعمت کا تو سید محمود متولی سکما مستحقوں کو وظائف تقسیم کر دے کہ شیخ ابو سعید
 رحمۃ اللہ علیہ نے فرمادیا تھا کہ جب توفیق خیرات میں نہ رہے تو جان لینا کہ جو نعمت پہنچے تیرے ہمراہ کی ہے جاتی
 رہی اب تک میں ہر سال جمادی الاخریٰ میں یہی کیا کرتا تھا اور خوش ہو کرتا کہ لوگوں کو اور تقسیم کروں گا اس
 سال جب میں بغیر کی شب برت کو بھی نہ دیا ماہ رمضان آگیا تو اب اللہ تعالیٰ نے توفیق خیرات مجھ سے
 لے لے بلا شک وہ وقت قریب آیا کہ میں دنیا سے سفر کروں اتفاقاً انہیں دنوں ملک خراسان میں کہ قلمرو
 شاہی میں تھا فتنہ و فساد شروع ہوا بادشاہ نے نظام الملک کو دواں کے بندوبست پر ہیجا۔ اور اُس

چپ ٹلس میں یہ شہید ہوا میں نے عرض کی کہ جب نظام الملک شہید ہوئے حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ
زندہ تھے یا نہیں فرمایا یہ بخوبی معلوم نہیں +

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس شصت و ششم - سعاتِ قدم بوسِ تیسر ہوئی - جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سید
علامہ الدین سے پوچھا کہ تم جو مجلس سماع میں گئے تھے کیا ہوا انہوں نے عرض کی کہ حضرت کی برکت سے
اچھا ہوا پھر اس کے سبب خواجہ نے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار نیشاپور میں کسی بزرگ کے یہاں دعوت ہوئی
شیخ ابوالقاسم قشیری اور مولانا محمد جوینی دونوں وہاں موجود تھے ابوالقاسم اہل تصوف سے تھے ایک
طرف جماعت صوفیوں کے سبب بیٹھی ہوئی تھی اور امام محمد جوینی امام فقہاء کے تھے دوسری طرف جماعت
فقہائے سنیہ تھی جب سماع شروع ہوا صوفیہ وجہ و حال میں آئے ایک درویش نے اپنا خرقہ چاک کر کے
تقال کو دیا تھا اس نے بعد سماع وہ خرقہ امام قشیری کے لگے لاکر رکھا انہوں نے فرمایا اس خرقہ کو پارہ پارہ
کر کے سب حاضرین میں بانٹ دیں مولانا محمد جوینی نے علماء کی طرف دیکھ کر فرمایا اے اسراف و اضعاف مال
ہر چند انہوں نے آہستہ کہا تھا مگر ابوالقاسم قشیری سن لیا نادام سے بلا کر کہا اس مجلس تقرر میں دیکھ جسکے
پاس مصلائے مرقعہ دار ہوئے آجب وہ لے آیا تو فرمایا اب کسی شخص کو جو قیمت پارچہ نو و کنبہ جانتا ہو
اس جماعت میں ایک دلال بھی حاضر تھا ابوالقاسم نے اس قیمت پارچہ کو دیکھا تو اس قیمت کی قیمت
بیان کر وہ بولا دو دینار کا ہے پھر پوچھا اگر یہ مرقعہ دار نہ ہوتا تو کس قیمت کا تھا کیا ایک نیند کا کہ مرقعہ بنائے
میں محنت زیادہ ہوتی ہے شیخ ابوالقاسم نے اس وقت مولانا محمد جوینی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مولانا اے
لیس باسراف و اضعاف مال میں نے جس خرقہ میں تکلیف و محنت بہت ہو اس کے پارہ کرنے میں اضعاف
مال نہیں کہ ہر قطعہ اس کا قیمت رکھتا ہے بلکہ پارہ کرنے میں نفع ہوگا ہر حکایت مولانا شمس الدین کردیزی
کی بیان فرمائی اور حکایت مولانا حمید الدین ضریری کی تحریر ہو چکی ہے پھر فرمایا یہ سب لوگ صلوات ہے پھر
فرمایا مولانا شمس الدین ضریری صاحب طے تھے ایک دن ان کے کسی نے کہہ دیا کہ بادشاہ ظالم کرتا ہے عصائے
فکستہ لیکر باہر آئے کہ امیر معرفت کریں لوگوں نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ مولانا شمس الدین امر معروف کرنے

آتے ہیں وہ فی الفور یہ سُنکر سخت سے گزرا اور باہر چلا سرسے شاہی کے قریب مولنا سے ملا قدموں پر گر پڑا
بولائیں نے توبہ کی اور عہد کرتا ہوں کہ ہرگز مطلق خدا پر ظلم نہ کروں گا۔ اُس وقت مولانا لوٹے ۛ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۛ

مجلس شصت و ہفتم - دولت پانہوس میسر ہوئی - میرے دلیں تھا کہ جناب خواجہ سے
دریافت کروں گا کہ حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو نعمت کد خدمت شیخ فرید الدین سے پائی
ہے کس طرح پائی ہے تاہم کی زبان مبارک سے یہ ماجرا سنوں جب میں نے التماس اس امر کا کیا تو فرمایا یہ قصہ
دو طرح پر منقول ہے بعضے کہتے ہیں حضرت شیخ الاسلام فرید الدین کشتی پر سوار تھے سب یار سو گئے تھے -
شیخ نے پکارا نظام ہمارے شیخ جاگ رہے تھے بولے بیک یا شیخ حضرت نے فرمایا اپنے فرزند نظام الدین کو
پکارتا ہوں پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ مسعود چاہتا ہے اپنے فرزند نظام الدین کو نعمت دے مگر خداوند کریم ہے
واسطے دینا چاہتا ہے پھر خدمت شیخ کو نعمت عطا فرمائی اور دوسری طرح جو میں نے اپنے شیخ کے زبانی
سنا یہ ہے کہ ایک روز بدر الدین اسحاق خادم شیخ الاسلام کہیں گئے ہوئے تھے مجھے کہ گئے تھے
کہ درجہ پر میرے بیک پر بیٹھے رضا - اگر خدائے شہد دستک دیں تو جواب دینا یا اگر کوئی ملنے آوے تو اندر جا کر خبر
کہ دین غرض میں انکی جگہ در پر بیٹھا تھا کہ حجرہ کے اندر سے کچھ آواز آئی میں نے کان لگائے تو معلوم ہوا -
حضرت شیخ الاسلام یہ رباعی پڑھتے ہیں ۛ

رباعی

خواجہ کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم	خاک کی شوم و زیر پائے تو زیم
مقصود بن بندہ کو نین توئی	از بہر تو سیرم ز برائے تو زیم

میں نے دلیں کہ نظام الدین یہی وقت اندر پہنچا پائے پھر سوچا حقیقت حضرت کی کیفیت کا ہے - مباہوں
مخل وقت ہوں پھر دل نے کہا اگر وقت خوش شیخ کا ہے تو کچھ نعمت پاؤں گا ورنہ وہ رحیم ہیں یہ خطا معاف
فرمادیں گے یہ سوچ کر دونوں ہاتھ کوٹھڑوں پر رکھ کر آہستہ طوراً سادروازہ کہو بکر اندر گیا اور ایک طرف سر
جھکا کر کھڑا ہو گیا شیخ کو دیکھا دونوں ہاتھ اپنے پس پشت پر رکھے ہوئے قبلہ کی طرف چند قدم بڑھتے ہیں

اور وجد فرماتے ہیں پہر لوٹ آتے ہیں اور اس آمد و رفت و وجد میں یہ اشعار پڑھتے ہیں اور اس دوسرے شعر پر کہ مقصود من بندہ زکونین توئی۔ پھر بعد فرماتے ہیں غصتِ نیت سے مجھ کو دیکھ کر فرمایا نبوت کیا کیا پتا ہوا ملک ہمارے شیخ نے عرض کی استقامت لیکن اہوں شیخ فرمایا لینے فرمادی ہنسنے ہمارے شیخ فرماتے تھے جو کچھ میں نے طلب کیا اس کا اثر مسیوق ہوا آپ میں پایا بعد اسکے حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے ایک مدت سے میں آج تک پشیمان ہوں کہ افسوس اس وقت پروردگار سے یہ کیوں نہ کیا کہ حالتِ سماع میں مروں میں نے عرض کی کہ کس قدر مرتبہ اور قُربِ سماع میں مرنے کا ہو گا جواب اس امر کی تمنا فرماتے ہیں تو جواب خواجہ نے یہ مصرعہ پڑھا رقص آں نبود کہ ہر زماں بر خیزری +

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس ست و ششم

مجلسِ خدمتِ تہتم - سعادتِ خدمتِ میسر ہوئی۔ خواجہ نے فرمایا ابھی یاوان مجلسِ برنٹا ہوئے ہیں خوب گفت و شنید رہی مجھ کو حاضر ہونے میں کچھ تاخیر ہو گئی تھی میں نے دلیں کہا کہ خواجہ خود چاہتے ہیں کہ بندہ بے فائدہ و محروم نہ جایا کرے کچھ اسے کنا بہتر ہے بنا براں میں نے بغیر تمام عرض کی کہ کل ایک بار نے مجھ سے کہا ہے کہ جناب خواجہ کو حکایات عیالہ و فرائد وغیرہ بے نہایت یاد ہیں اگر جناب خواجہ کو کچھ فرصت ملی تو سوچکر بہت کچھ عمدہ باتیں لکھوائیں اور جیسے مجھ کو ان دنوں کوشش تحریرِ ملفوظات کی تھی اسطرح جناب خواجہ کو بھی غایت بیان خواندگی تھی اس پر میں نے عرض کی کہ حضرت کو استعدادِ فرائد یاد ہیں کہ اگر مجھ سے اور کئی لکھنے والے ہوں تب بھی پورے نہ ہو سکیں جناب خواجہ نے سنکر کچھ دیر فلکی کہ اسکی خاطر سے کچھ کنا چاہتے جب بیان شروع کیا تو اتنا بیان فرمایا کہ لکھنا ممکن نہ تھا کیا تجر تھا اول فرمایا غزنی میں ایک بزرگ شیخ محمد اہل تبریزی نام تھے سید مہاک غزنوی نے ان سے نعمت پائی ہے انکا ایک سوداگر مرہ تھا۔ ایک دن اُس نے انکی خدمت میں آکر عرض کی میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے اور آپ کا بندہ زادہ ہے کچھ نعمت اُسکو غایت فرمادیں خواجہ محمد اہل تبریزی نے فرمایا اچھا کجا جب میں کل نمازِ جمع پڑھ لوں تو اُس کی کو خوشی طرف سے میرے آگے لانا اتفاقاً اُسی روز سید مہاک غزنوی بھی پیدا ہوئے تھے ان کا باپ اُس مجلس میں حاضر تھا یہ بات سنکر دلیں کہیں بھی اپنے لڑکے کو شیخ کے آگے لاؤں کہ بطنیل اُس سوداگر کو کچھ غایہ شیخ کچھ نعمت اُسکو بھی غایت کریں جب فجر کی نماز کا وقت ہوا سید مہاک کے باپ جاہو پہنچے تو ان

نے یحیرہ کی اور شیخ نے نماز تمام کی تو یہ جہنی طرف سے آئے اور سید مبارک کو پیش نظر شیخ رکھ دیا شیخ نے
 آنسپر نظر محبت ڈالی یہ سب نیتیں انکو وہاں سے ہٹے ہیں بعد اسکے وہ سوداگر اپنے لڑکے کو لایا شیخ نے فرمایا
 حصہ سیزادہ کو مل گیا۔ اب تم لوٹ جاؤ پہرہ ایک اور حکایت فرمائی کہ ایک بار غزنی میں خشک سالی ہوئی۔
 لوگ شیخ محمد اہل تبریزی کے پاس استحقاق کو آئے کہا اؤ عاکر واللہ تعالیٰ پانی برسائے شیخ یہ سنکر گہرے ہانپنے
 اور مخلوق پہچھے ہوئے ایک بیغ آگے آیا شیخ اُس میں گئے باغیاں کو دیکھا نیچے ایک درخت کے شوراب ہے
 شیخ نے اُسکو بگا کر کہا اؤ ٹھہ درخت سوکھے جاتے ہیں انکو پانی دے باغبان نے کہا تم کون درخت میرے
 ہیں اور باغ میرا جب پانی دینے کی حاجت ہوگی تو میں خود درختوں کو پانی پلا دوں گا شیخ نے باغبان سے
 کہا پہرہ لوگوں کیوں منع نہیں کرتے کہ میرا پھچا لیا ہے ہم سب بندہ خود کے ہیں اور زمین اللہ تعالیٰ کی جب
 پروردگار چاہے گا پانی برسا دیگا یہ کبکر مکان کو لوٹ آئے۔ قصوری دیر بعد اسقدر نیچہ برسا کہ عالم سیراب
 ہوا پھر یہ اور حکایت فرمائی کہ شہر اودھ میں ایک دیوانہ تھا ایک رات مولانا کمال الدین نے خواب
 میں دیکھا کہ وہ دیوانہ منبر پر بیٹھ کر وعظ کر رہا ہے اور فرشتے حاضر ہو کر اُسکا وعظ سنتے ہیں دیکھو مولانا بازار
 میں گئے دیکھا وہی دیوانہ ایک کبابی کی دوکان پر بیٹھا ہوا ابرہ بریاں کھا رہا ہے جب کبابی پارہ گوشت
 کر بائی میں تلے کو ڈالتا ہے تو یہ دیوانہ اسیں سے گرا گرم گوشت نکال کر کھاتا ہے اُس نے مولانا کو دیکھ کر
 کہا مولانا شب کو وہ معاملہ تھا اور دن کو یہ کام ہے میں نے شب کا خواب یاد کر کے منبر پر وعظ کرتا ہوں کہ فرشتے
 سنتے ہیں دن کو کبابی کی دوکان پر بیٹھا ہو گوشت کھاتا ہوں اس پر یہ اور حکایت کہی کہ غزنی میں ایک
 دیوانہ شیخ محمود نام دیوانہ تھا سلطان محمود بکتگیں کے وقت میں بادشاہی بڑا ہنسی جب کو فیل محمودی کہتے
 تھے چھوٹ گیا ایک کوچہ میں شیخ محمود دیوانہ رد برو آیا۔ لوگوں نے شور کیا کہ شیخ محمود بھاگ پیل محمودی چھوٹا
 ہوا آتا ہے تو مارا جائیگا اُس نے نہ سنا دیسے ہی لاوا بالی اُس گلی میں چلا جب ہنسی کے قریب پہنچا تو ہنسی
 نے ٹونڈہ بڑھائی شیخ محمود نے اُسکی ٹونڈہ پر ایک گھونسا لانا ہنسی خیم مار کر گر پڑا اور مر گیا۔ پھر فرمایا اسوقت
 محمود دیوانہ بے وضو تھا اگر با وضو ہوتا تو اکبیل بھی تمام ہو جاتا۔ پھر فرمایا میں نے بہت دیوانے دیکھے
 میں ایک دیوانہ اودھ میں تھا جو کچھ کتا دیا سہی ہو جاتا لوگ اُسکے کہنے پر عقیدہ رکھتے تھے ایک صبح کو

اُدھر کہ بطریق حسرت و افسوس کہنے لگا وہ ملک تیرا کیا ہوا وہ مال کیا ہوا وہ تخت کیا ہوا وہ سروں کے فائدہ لگا لوگ منکر حیران تھے کیا کہتا ہے تیغ و وقت کچھ لیا۔ آخر معلوم ہوا اُس رات سلطان قطب الدین کو قتل کیا گیا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس شصت و نہم سعادتِ خدمت حاصل ہوئی۔ جناب نواب نے فرمایا۔ الصوفی الکائن البائن پر اس کی توجہ میں فرمایا۔ ایسے الکائن مع الخلق والیائے مہم۔ ایسے صوفی باطنی ہوتا ہے۔ مگر ان سے جدا ہوتا ہے ایک طاق نے کہ حاضر تھا عرض کی ان جماعتنا و احداثنا کے یہی منہ ہونگے پہر فرمایا اگر مصلیٰ کو حالتِ نماز میں غیر قی و پس گزرے تو اصحابِ طریقت کہتے ہیں وہ نماز درست نہیں ہوتی اس واسطے کہ ایک قبلہ ظاہر کا ہے ایک قبلہ باطن کا توجہ جوارح کی کہ کہ کی طرف فرض ہے اگر توجہ بہ طرف کعبہ نہ تو فرض ترک ہونے سے نماز نہوگی اسی طرح قبلہ دل کا ذکر پاک حضرت فرقت کا ہے کہ فرمایا جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاصلوۃ الا بھضو القلب لازم ہے کہ توجہ دل طرف ذات پاک حق تعالیٰ کے ہو اور دل سرد اعضا کا ہے اگر اس نے اپنے قبلہ سے سو نہ پھیرا تو جوارح بھی بکرم متابعت قبلہ سے روگرواں ہونگے پس نماز اس شخص کی نہ ہوگی جیسا مسئلہ لشکری کا کہ نیت امیر کی اقامت و سفر میں معتبر ہے اگر امیر نے نیت اقامت کی اور لشکری نے سفر کی تو اسکا اعتبار نہیں نیت معتبر امیر کی ہے اسی طرح صورت مخالف میں بھی امیر کی نیت کا اعتبار ہے نیت لشکری کا سو یہی میاں تابع و متبع ہیں اسی طرح دماغ بھی جوارح تابع و قلب رئیس اس پر یہ حدیث شریف پڑھی از محمد بن آدم لم یضغۃ اذا صلیحت صلیت جمیع البدن اذا فسد فسد جمیع البدن الا دھی القلب الا دھی القلب پہر فرمایا حضرت ابراہیم بن ادم نے ایک ہنرمند فروش کو دیکھا کہ گھٹا کڑیوں کا سامنے رکے نماز پڑھتا ہے جب وہ سلام پھیر کر فارغ ہوا تو خواجہ ابراہیم نے اُس سے پوچھا کہ اگر مصلیٰ کو نماز میں خیال دنیا کا دلیں گے تو اُس پر کیا واجب ہوتا ہے اور جو خیال بشت آوے تو کیا کرے ہنرمند فروش نے جواب دیا اگر خیال دنیا آوے تو وضو از سر نو واجب ہے اور خیال بشت نے غسل خواہ سنے کیا یا لٹی بات ہوئی لازم تھا کہ خیال دنیا سے غسل آتا ہو لا دنیا مراد ہے نمازی کے دل پر کتر گزرتی ہے اور بشت مقصود و مطلوب جملہ زہدوں اور عابدوں کا ہے اکثر ظہر اسکا دلیں آیا کرتا ہے اندھا ناب

تشہید غیل واجب کہتا ہوں پہر فرمایا مالت مراقبہ اور نماز میں چاہئے کہ بالکل دل حق تعالیٰ سے مشغول ہو اور
 طرۃ العین حضوری سے غائب نہ ہو اور مناسب اس کے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ عثمان خیر آبادی راہ میں چلے
 جاتے تھے شیخ واسطے نام کے مریدوں سے ملے اُن سے پوچھا یا اصحاب! بلماذا امرکم شیخکم قالوا امرنا
 شیخنا بالتزام الطاعة ورویتہ بالتقصیر فیہا فقال امرکم شیخکم بالمجوسیۃ المخصۃ اس واسطو
 کہ رویت تقصیر غیر خدا کے ہے اور طاعت میں غیر حق کا خیال دلیں کرنا مجوسیت ہے پہر یہ قول حضرت
 بایزید کا نقل فرمایا کہ انسخت من قسۃ البشریت کما ینسلخ الحیۃ من قسۃ ہا اور اسی مقام میں کہا ہے۔
 سبحانی ما اعظم شأنی و لیس فی جیتہ سوی اللہ تعالیٰ وہ ایسے محو ہو گئے تھے کہ غیر موت نہ رہی تھی پہر
 فرمایا جو گدا نکسا میں نمک ہو گیا وہ حکم نمک میں ہے اس پر یہ حدیث تفسی پڑھی قال اللہ تعالیٰ ما زال
 عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی اجبتہ فاذا اجبتہ کنت لہ سمعا و بصرا و فوافی یرسم وہی یضربو
 یاخذ وہی عیشی پھر یہ آیت شریف پڑھی کہ اذ قال ابراہیم لابیہ اذ اتخذنا منک ما الہ۔ و ہم شیم والد
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آذکر کی یہ ہے کہ اصل میں یہ نام ایک بت کا ہے
 جناب غیل اللہ کے باپ اُس کے نہایت مقتد تھے اور اُس کی پوجا بت کیا کرتے نہایت محبت سے اُس
 بت کے اِس کا نام آذر مشہور ہو گیا پہر یہ عربی شعر پڑھا:

شعر

ادعی باسماء سرائی قبا بلہا کان اسماء اصدات بعض اسماعی

اور اُس کے مناسب یہ شعر فارسی پڑھا ۵ تو او نشوی و لیک گر جبکئی ۶ جائے ہی کز تو تو آئی بزخیر
 کینے مجھوں سے کیا لیلی آئی۔ بوالیلی میں ہوں اور سر مجھ کھلیا۔ ایک ملائے کہ حاضر مجلس تھے یہ دو شعر
 عربی کے پڑھے جناب خواجہ نے پسند فرما کر زبان مبارک سے مکرار ش دیکھا ۶

رق الزجاج ورق الخمر نقشا بها وتشاكل الامر
 فکانما خمر ولا قدح دکانما قدح ولا خمر

ایک اور عالم نے کہ وہ بھی حاضر تھے یہ شعر پڑھا ۵ رومی برومکس غمروں و متصل ۶ دل مانفتہ

تو دلکشی و مینوی + آخر خدمت خواجہ نے یہ شعر پڑھا +

انحر و جان طلبا بدنا

انا من اهلها انا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس ہفتم - سعادت خدمت حاصل ہوئی - جناب خواجہ کی خدمت میں اجاب

ہیٹھے پالودہ نوش کر رہے تھے خدمت خواجہ نے مناسب وقت یہ حکایت شروع کی کہ خواجہ ابراہیم بن ادھم قدس سرہ العزیز کا یہ قاعدہ تھا کہ ایک گنہ نہ رتھے گنہے یہ شہر گاہ ہے وہ شہر کبھی قصبہ کبھی گاؤں اور جہاں اترتے مسجد میں اترتے سرائے وغیرہ میں نہ جاتے ہر روز منزل و ہر شب جانے - ہر روز مایا کہ ایک بار کسی شہر کی مسجد میں اترے رات کو مقرب ہوئے غلبہ کینیت میں دروازہ مسجد کا کھول کر باہر نکلے چوکیدار نے پکڑا اور کوتوال کے پاس لے گیا - کہا ایک چور کو پکڑ لایا ہوں اسے انکوائت بہر کا ٹھہ میں قید رکھا دن کو وہاں کے حاکم کے پاس لے گیا - وہاں قاعدہ تھا جسے رات کو پکڑتے مسجد کے حاکم کے پاس لے جاتے وہ جو حکم کرنا جاری کرتے حاکم نے حضرت کو رو بہ رو بلوایا جب غور سے آپکا منہ دیکھا کہا یہ چہرہ چور کا نہیں شخص کوئی درویش کامل معلوم ہوتا ہے پہر آپے پوچھا کیا تم چور ہو آپے فرمایا ہاں میں چور ہوں مگر دنیا کا چور نہیں دین کا چور ہوں حاکم نے پوچھا دین کا چور کیا کہا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین چور وہ ہے کہ اپنی نمازیں چوری کرے کہ اسوۃ السرقۃ الذی یسرق من صلوة ارشاد ہے یعنی نمازیں تبدیل اسکان نہ کرے یا حضور سے نہ پڑھے یا دہراود ہر دیکھے بدلے غرض جب حاکم نے یہ سنا پہچاننا نزدیک بل کر کہا بیٹھا و پاس تعلیم سے بٹھایا پھر کوتوال سے پوچھا رات انکو کس طرح رکھا تھا تھا کہا کاٹھ میں حاکم اس پر غصہ ہوا کہا بڑا کیا اس مرد بزرگ سے بے ادبی کی فرمایا دو سو چوب کوتوال کو ماریں جب حاکم نے یہ حکم کو کوتوال کی نسبت دیا تو خواجہ ابراہیم ادھم نے قسم فرمایا حاکم نے انکی طرف متوجہ ہو کر کہا اے درویش ہتھ تیری محبت و تعلیم کی وجہ سے کوتوال کی سزا مقرر کی ہے تم نے قسم کیوں کیا - خواجہ نے فرمایا میں اسلئے ہنستا ہوں کہ جس نے تعالیٰ کی نافرمانی کی اسکو تو پاس بٹھاتا ہے تو تعلیم کی اور جو تیرا فرمان بجالایا وہ چوبے بٹھوایا جاتا ہے بادشاہ نے اسے معاف کیا پھر کہا مانگو ایا کہ خواجہ کو

ساتھ کھلاوے جب دسترخوان آراستہ ہوا پہلے پیالہ پالودہ خواجہ کے سامنے رکھا خواجہ نے اس پیالہ کی طرف بغور دیکھا اور نہ کھایا حاکم نے پوچھا اسے درویش کیا سہیجے کہ پالودے کو دیکھتے ہو اور کھاتے نہیں خواجہ نے فرمایا مجھ کو اس تمہارے پالودے سے قیامت کا حال یاد آتا ہے پوچھا کس طرح فرمایا اسدن دو گروہ ہوں گے بھنے پالودہ بھنے آلودہ فریق فی النجۃ و فریق فی السعیر سیطرہ اشارہ ہے بنے اپنے آپ کو دنیا میں مجاہد طاعت و عبادت میں صاف و پالودہ کیا ہے وہ بہشت میں جاوینگے اور جو آلودہ معاصی ہیں انکو آتش فرخ میں پاک و صاف کر کے بہشت میں لیجاوینگے حاکم نے یہ باتیں سنکر کہا اے درویش تمہاری ان باتوں سے میرا دل خلگیا۔ تم براہ غایت میرے پاس رہو تمہارے واسطے اپنے قریب عبادت خانہ بنوادوں کہ قریب رہو میں آپکی صحبت اختیار کروں اور حکومت چھوڑ دوں خواجہ نے فرمایا تم میری صحبت میں نہ رہ سکو گے تم بادشاہ ہو ہو سواری شکاری کی ہوگی جلوس اُردلی یاد آئے گی ناگاہ مجھ کو اپنے پاس لیکھ کر بے لطفی ہوگی بادشاہ یہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوا خواجہ نے فرمایا سبحان اللہ ناگروہ گناہ تو ایسے خا ہوئے اگر واقعی مجھ سے کچھ حرم صادر ہوتا تو خدا جانے کیا حال ہوتا میں بہلاؤں خدا کے ساتھ کیوں نہ رہوں کہ ہر دن اُسکے سو گناہ کرتا ہوں اور وہ معاف فرماتا ہے خانیں ہوتا پھر خواتون نے ایک آہ سرد سینہ مبارک سے کھینچ کر فرمایا جو کوئی کچھ کام کرتا ہے بہلایا براہ اعمال اُسکے ماں باپ آقارب۔ و عشائر پریش کئے جاتے ہیں پھر یہ حدیث شریف پڑھی قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم انما لکم نعوض علی حشاؤکم فی قبورہم ان کان خیرا استبشر واذا کان غیر ذلک قالوا اللہم الہم ان یعملوا بطاعتک پیر میں نے عرض کی کہ قصہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا جو ظروف شریف حلیفہ بغداد کی توڑی تھی کیونکر ہے براہِ مرحمت بیان فرمایا کہ نوجو شبلی قدس اللہ سرہ الغریز ایک کنوارا و جلد پر جا رہے تھے اور خلیفہ شکار سے لوٹ کر آیا تھا شہزادانہ اسکا کشتی میں لاتے تھے جب کشتی کڑ آئی اور خواجہ کو معلوم ہوا تو یہ کہ کڑ کشتی میں گئے اور تمام ظروف شہزادہ کی تلواریں شیشی عمدہ قیمتی تھی تو بڑا ہلی خلیفہ کے نوکر آپکے کچھ نہ بولے خلیفہ سے جا کر کہا کہ ایک دیوانہ شبلی نام نے کشتی میں لاکر تمام ظروف شہزادہ ہی توڑ ڈالے ہیں مگر ایک برتن رنے دیا خلیفہ نے کہا اگر توڑے اچھا کیا۔ میں اس باب میں

کہہ نہیں کہہ سکتا۔ مگر جب سب توڑے ایک باقی رکھا یہ حکمت نہیں لندا انکو رو برو بلا کر اور بعد تعلیم پاس ٹھیک کر پوچھا کہ آپ نے جو ظرف توڑے اچھا کیا مگر ایک جو چھوڑ دیا اس میں کیا حکمت تھی توڑا تھا تو سب توڑتے۔ یا چھوڑتے تو سب چھوڑتے یہ غلجبان میرے دلیں ہے مجھ پر اس بات کا بیان کیجئے خواجہ نے فرمایا جب میں نے سب برتن توڑے اور ایک رہ گیا تو میں نے اسکو بھی توڑنا چاہا تھا کہ دلیں آیا آج بندادیں اس امر معروف کا شور و چرا ہو گا کہ کسی عالم دیندار سے نہ ہو سکا شبلی کو آفرین ہو کہ اُس نے شر نجاندہ خلیفہ جو علانیہ آتا تھا بکڑے بکڑے کر دیا میں سوچا اب اس برتن کا توڑنا خواہش نفس اور بجاہ سے ہے نہ خالص واسطے خدا تعالیٰ کے لندا اُسکو نہ توڑا مرنان خدا جس کام میں شرکت نفس ہو نہیں کرتے ۛ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۛ

مجلس ہفتاد و یکم

سعادۃ قدسوس نیسریہ عی۔ جناب خواجہ ذکریہ اللہ تعالیٰ بالآخر نے دسترخوان بچھوایا تھا اور اقامت ملو وغیرہ موجود تھے اور ایک حاجی بھی کچھ کھانا عرب کی قسم کالایا تھا۔ حاضرین میں ایک شخص کا فعلی روزہ تھا اسکی خاطر کو جناب خواجہ نے خود بھی افطار فرمایا اور خوب کھانے کے لئے یاروں کو تاکید فرماتے تھے میں تنظر اُسکا تھا کہ خواجہ کچھ فوائد ارشاد فرماویں کہ تین چار روز اب اور چند روز پہلے عاشورے سے کچھ نہ فرمایا تھا اُس دن بعد طعام خیال ہوا کہ جب کم نالامستانین لچٹا سوال کرنا مناسب نہیں۔ لندائیں نے دریافت کیا کہ اگر کوئی بعد طعام اپنے شیخ یا استاد سے کچھ استفادہ کرے تو لامستانین لحدیث میں تو دخل نہوگا۔ فرمایا نہیں ہر کما ترول بس آیتہ شریفہ کا اُن لوگوں کے حق میں ہے جو انحضرت کے کلمے کے منظر را کرتے جب کہیں سے آپکے واسطے کھانا آتا یہ امور موجود ہوئے معلوم انحضرت روزہ دار میں یا نہیں وہ بے بلائے آجاتے اور مراحم حال ہوتے حالانکہ مسلمان تھے جیسا قرآن شریف میں ہے یا ایہا الذین امنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام من داخلین انا ۛ ۛ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۛ

مجلس ہفتاد و دوم۔ سعادۃ ملاقات حال ہوئی ان دنوں میں اور لوگوں کے گھر میں رخصتا تھا اپنے گھر نہ تھا اُس دن جو خدمت میں آیا۔ تو سوچتا آتا تھا کہ کیا تراب زندگی سہتہ اوروں کے

گھر رضا نامزدی ہے جب وہ در بند کر لیں تو اندر نجا سکوں جب تک نہ سکھوں باہر نہ نکلوں غرض اس سوچ میں جب حاضر خدمت ہوا تو دیکھا آپ اور حالت میں ہیں میرے خطرہ کے موافق کچھ بات کہہ کر ایک آہ کی اور یہ شعر پڑھا :

شعر

دشت و کسار گیر ہجو و عویش | خانماں گو بہاں بگریہ و مویش

پہر کہا مردانِ غیب خوش زندگی بسر کرتے ہیں نہ گمراہی کہ گرس یا بے زن و فرزند کا فکر نہ کھانے پیئے کا اندیشہ اگر بنا جلتا ہے تو اپنے ہی ہم وضع لوگوں سے نہ غیر سے جب خواہ نے یہ باتیں کہیں تو میں جان گیا کہ یہ ارشاد میرے حق میں ہے :

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس مقبلا و وسوم - سعادتِ قدم بوس میسر ہوئی۔ جناب خواجہ فائدہ سببان فرما رہے تھے کہ میں پہنچا فرمایا درویش یہ دعا مانگیں کرتے کہ اللھم انا نشتک الجنة و نعوذ بک من النار۔ یہ فرقہ خدا تعالیٰ سے نہیں مانگتا مگر اسی کو پہر مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ مروی ہے مشاد و نیوری نواش مریض پر پڑے تھے انکا حال تنگ ہوا اسوقت ایک مُرید نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ اوند امشاد کو بشت عنایت فرما خواجہ بشت دے یہ سُکر سر اٹھایا اور کہا نا سجدہ بیکہ کیا دعا ہے کہ میرے واسطے کرتا ہے چالیس سال سے بہشت کو میرے روبرو لاتے ہیں میں گوشتہ چشم سے بھی ادھر نہیں دیکھتا پہر فرمایا ایک طالبِ خدا حضرت امام جعفر صادق کے پاس آیا۔ اور عرض کی یا ابن رسول اللہ و ما کہیبتہ کہ انا اتعالیٰ عجلو اپنی محبت عنایت فرماوے حضرت امام نے دستِ مبارک واسطے دملکے اٹھائے اور اُسکے واسطے محبت حق تعالیٰ کی درخواست کی فی الحال طالبِے ہوش ہو کر گر پڑا جناب امام السعید نے دیکھ کر اسے طاقت نہیں متحمل ہوگا پہر دعا کی کہ چلاؤ خدا اسکو جتھرا اپنی محبت دی ہے یہ اسکا تحمل نہیں کچھ اُمیں سے کم کر دے غیب سے آواز آئی برگزیدہ میرے ہزاروں نے مجھ سے سوالِ محبت کا کیا ہے انہیں سے ایک یہ بھی ہے میں نے ایک ذرہ اپنی محبت سے ہزار حصے کئے اور سب کو تقسیم کئے سو جانلو اسکو کقدر ملا ہو گا وہ کتنی ہے کہ اب اُمیں کئے کم کروں پہر فرمایا انسان کی راہ زن خواہش نفس و شہوات ہیں۔ یہ دیو

جب تک ہو سکتا ہے خدا تک پہنچنے نہیں دیتے راہِ دین مارنے میں مجاہدہ اس راہ میں شرط ہے کہ فرمایا والدین مجاہد و اذینا لہم دینہم مسبلنا۔ کوشش چاہئے کہ جذبہ آہی حاصل ہو فرمایا ہے آنحضرت نے علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جذبہ من جذبات الرحمن بتلوٰی علی التقلین پہ فرمایا یہ سب عیوب ہیں جو انسان کو نہر وکتے ہیں جناب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے رحمہ اللہ تعالیٰ مراد اھدی عیوب عمر علیہ پہ فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنا دوست کرتا ہے تو اُسے اُس کے عیبوں پر مطلع کر دیتا ہے آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے اذا احب الله عبدا ابصره عیوب نفسه لا اور مناسب اس کے یہ حکایت کسی کہ ایک حاجی جتنے اکیس چمکے تھے ایک بار اُس کے بیس اسبات کا فخر آیا کہ میں نے اکیس حج کئے ہیں حالانکہ یہ خیال عیب تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے اس عیب پر مطلع فرمایا فی الفور کھڑا ہوا اور نفس کی پامالی کو بازاریں جا کر ٹپکا راسے مسلمانوں میں نے اکیس حج کئے ہیں ایکو چتا ہوں جو چاہے جو فرض ایک روٹی کے مجھ سے خریدے اسیں ایک شخص آیا اور اُس کی پشت پر گھونسا مارا کہ کہا اے بیہودہ اس قدر گراں کتاب ہے تیرے باپ آدم نے تو بہشت ایک اندک دم پر فروخت کی تھی تو اکیس محکوا ایک روٹی مانگتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

مجلس ہفتاد و چہارم - سعادتِ قدم بوسِ تیسر ہوئی۔ جناب خواجہ تفریر ترک دنیا کے فرما رہے تھے اسیں بندہ حاضر ہوا فرمایا جناب مولانا حامد الدین رحمہ اللہ علیہ نے خدمتِ جناب شیخ سے کاغذ خلافت پایا تو کچھ دیر خلافت نامہ لکھے ہوئے مجلس میں بیٹھے رہے اُٹھتے وقت شیخ سے عرض کی کہ غلام کو کچھ وصیت ارشاد ہو جناب شیخ نے فرمایا ترک دنیا ملحوظ رہے پہ فرمایا ایک رسالہ میں لکھا دیکھا ہے کہ مابعد الانبیاء الاصلہ عرف قلوب الناس عن الدنیا پر کہا دنیا کی خامیت ہے کہ جب کچھ اُسے پاتا ہے تو اور زیادہ چاہتا ہے اور ظہر کرتا ہے کہ میں فقط قدر تکاف چاہتا ہوں نہ زیادہ حالانکہ وہ جھوٹ کتاب ہے حکایت مولانا شہاب الدین باغبان کا حال بیان فرمایا کہ وہ کچھ خرید و فروخت نہ کرتے تھے فقط چند درخت انگور و خیار کے لگائے تھے کہ اُن سے بسر اوقات کرتے پہر محبت انبیا ترک فرما کر اہل دنیا سے پہر کر کے لگے پہر اس باب میں یہ حدیث روایت کی کہ ایاکم و محبتہ الانبیاء

اور دوسری یہ حدیث فرمائی کہ توفیہم کما توفی من الاسل ہر فرمایا کوئی تمام دن طلب فائدہ دین میں بسر کرتا ہے کوئی طلب فائدہ دنیا میں بعد اسکے کہا فرمایا ہے جناب آنحضرت علیہ السلام نے کل یوم مل از دو فیہ لما الا بورک فی صحبۃ ذلک الیوم۔

وَلَمْ يَكُنْ يَلْتَمِزْ يَرْبِ الْعَالَمِينَ ۝

مجلس ہفتاد و نچم - سادات ملاقات حاصل ہوئی۔ حکایت کرستی شیخ الاسلام

والمسلمین مولانا شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کی کہ ایک رفون فروش کسی گانوں میں قریب اجدو من کے رشتا تھا اُس ضلع کے حاکم نے اُس گانوں پر شیخون مار کر لوٹا سب مرد و عورت پکڑے گئے اُس تیلی کی عورت معشوقہ الگ گرفتار ہو کر گم ہو گئی۔ ہر چند وہ چپ و راست دوڑا اور تلاش کی نہ ملی۔ وہ حیران و گریاں فراق سے اپنی خدمت میں آیا۔ شیخ نے اُسکی پریشانی دیکھ کر حال پوچھا عرض کی میرے گانوں کو لوٹا ہے اور سب زن و مرد کو پکڑے گیا میری عورت پکڑی گئی ہر چند تلاش کی نہ ملی مجھے اُس سے نہایت محبت ہے فراق سے قریب ہلاک ہوں بے اُسکے زندہ نہ ہوں گا شیخ نے کہا ناسگوایا اور اُسے کمانے کو کہا وہ بولا جناب مجھے کئی دن کھانا کھائے ہوئے ہیں گلو خشاکے کھانا کس میں مرا پاتا ہوں جناب شیخ نے فرمایا کھانا کھا خداوند تعالیٰ تیری دلجمعی پر قادر ہے اُسے چند تھے حسب ارشاد پیٹ میں ڈال کر ہاتھ روک لیا۔ بولا حضرت تہمہ حلق سے نہیں اُترتا شیخ نے فرمایا تین دن تک میرے پاس رہو اُسے ایک دم قرار نہ تھا تین دن ایک جگہ کیسے رہے شیخ نے فرمایا بن تین دن یہاں رہے کام نہ ہوگا۔ بنا چاری رضا قبول کیا دو روز گزرے تھے تیسرے دن اُس ضلع کے دیوان لوگ مقید اجدو من میں لائے اور جس امیر کا یہ دیوان تھا وہ گانوں غارت شدہ اُسی امیر سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ دیوان بجا۔ قید شیخ کے سلام کو حاضر ہوا۔ شیخ نے پوچھا تجھے کیوں قید کیا ہے بولا لوگوں کے دراندازی سے اس ضلع کے حاکم نے مجھے محاسبہ کو بلایا ہے نہ معلوم انجبا م کیا ہو جناب دعا کریں کہ مجھ کو خلاصی ہو شیخ نے فرمایا تو بنجناط جمع جا حاکم تجھ پر مہربان ہوگا اور خلعت دیگا مگر میرا تجھ سے ایک سول ہے دیوان بولا جناب اگر مجھے رہائی ہوئی تو جان و مال میرا حضرت کے غلاموں پر فدا ہے سوال کیا کیا چیز ہے جو منظور ہو اور اتنا

کریں نیچے فرمایا میں فقط تجھ سے ایک چیز چاہتا ہوں کہ جب تو وہاں پہنچے اور حاکم تجھ پر مہربان ہو کرے اور خلعت دے تو جو کثیرک تجھے غایت کرے وہ اس روغن مگر کوئی انور دینا اُس نے یہ بات قبول کی وہ تیل اُٹھ کر رونے لگا۔ کیا شیخ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ تقدیر دی ہے کہ چالیس و پچاس خرید لوں میں کثیرک کیا کرؤنگا مجھے تو وہی میری عورت چاہئے شیخ نے کہا تو محبت مت کر اس دیوان کے ساتھ جاوہ خاموش اُس دیوان کے ساتھ ہو گیا۔ جب دیوان حاکم کے روبرو پہنچا اُسکو دیکھتے ہی کہا چھوڑ دو اور میرے پاس لاؤ جب قریب گیا غایت کی اور کہا جتنا کپڑے بد کڑا نا دیوان خوش و غوم اپنے خیمہ کی کیطرف آیا وہ تیلی وہاں بیٹھا فراقِ زوجہ میں رورہا تھا اُسکے پیچھے حاکم نے دیوان کیلئے خلعت پہنا اور اپنے خدمت گاروں سے فرمایا فلاں کثیرک کو عموہ لباس پہنا کر دیوان کے پاس پہنچاؤ اور کو یہ شکوہ بطریق انعام غایت ہوئی ہے خدمت گار اُس کثیرک کو دیوان کے پاس لایا۔ روغن فروغش نے جب اُسے آتے دیکھا تو چال سے کچھ پہچانا ادھر اُس عورت نے گونگٹ سے اپنے شوہر کو دیکھا گونگٹ کو لہرایا روغن فروغش دوڑ کر اُس عورت کے قدموں سے لپٹ گیا اور زار زار رونے لگا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے بولائیں اِسکیکوتلاش کرتا تھا۔ یہ میری عورت ہے اُس دیوان نے سن کر کہا میں حضرت شیخ سے اقرار کرتا ہوں یہ عورت اِسکیکودے دو وہ اپنی عورت لیکر خوش و غوم لوٹ آیا۔ اس حکایت حاضرین کو حیرت ہوئی سب رونے لگے شباب خواہ نے فرمایا عجب کراست شیخ الاسلام کے ہوئی کہ مرقبہ میں جان لیا کہ اسکا مطلب اس طرح حاصل ہوگا ویسا ہی اُسے تمیل کو فرمایا پھر شباب خواہ نے ہم سے فرمایا کہ شام کو وقت انتظار آنا میں اُس وقت حاضر ہوا دشرخوان بچایا گیا۔ ایک سائل آیا تھا اُس نے پوچھا کہ امام نے دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھی ہے اللہ جل العرش لستوی اِسکے کیا منے ہیں اور خود یہ شعر بھی پڑھا۔

پرعش ذرہ ذرہ خداوند مستوی است	چذرہ بیا نفل چہ عرش بر علا
خواہ نے فرمایا یہاں مراد مستوی سے استولی ہے پھر اُس سائل نے کہا نماز میں العشائیں کیسے پڑھتے ہیں دیکھا خواہ نے فرمایا خانقاہ کے کیا منے فرمایا خان از روئے منت بنے خانہ ہے اور تادہ سنے	

عبادت اور دعا اور ستر عبادت کی ہیں پس منے خاتما غناء عبادت والد ما ہے ضرور ہے کہ اس عبادت
و دعا کی جاوے تا جلدی قبول ہو بعدہ فرمایا اقاہین نماز پنجہیر ان علیہم السلام کے ہے اور اس پر آپ
شریف پڑھی نحمہ العبدانہ اواب جوق میں حضرت داؤد علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمایا
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس ہفتاد و ششم - سلاوت قدم بوس سیر ہوئی مجلس دانشندان بہات کے تھی۔
نصوف ملی ہوئی شروع کلام یہ تھا کہ ایک نے سوال کیا کہ خواجہ بانہ بد قدس اللہ سرہ الغریز نے فرمایا
فرمایا ہے لوائی اعظم من لوائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کیونکہ ہے جناب خواجہ نے فرمایا ہے
کلمات شلخ از قسم حال و کیفیت کے ہوتے ہیں کہ لگوں غفوت عشاق کہتے ہیں جیسے یہ قول اُن کا کہ
یس فی جنتی سوی اللہ تعالیٰ اور یہ کہنا انکا کہ سبحان ما اعظم شانی سوان سب کو غفوت عشاق کہتو
ہیں یہ باتیں غلبات حوال میں کہنے سرزد ہوتی ہیں کہ ہماری فہم سے خارج ہیں۔ دوسرے
دانشمند نے پوچھا کہ رویت اللہ تعالیٰ کی وار دنیا میں جائز ہے یا نہیں جناب خواجہ نے فرمایا کہ مشرعوں
علیہ علی نبیا الصلوٰۃ والسلام پنجہیر اولو الغرم اور اعلم الناس بصفات اللہ تعالیٰ تھے اگر رویت حق تعالیٰ کی
وار دنیا میں جائز ہوتی تو ایسکو نہ چلتے پھر فرمایا جب حضرت موسیٰ پر خطاب ہوا کہ ملا بن النسلہ المہض
بالماء والطین ولرب العالمین تو قرآن آیا اسے موسیٰ ترکیب تیرے وجود کی گوشت۔ و پوست۔ و
استخوان سے ہے اور پھر کہ ترکیب اسکی سخت و مضبوط ہے سو نو آہی اگر اس پر بھی تہلی کرے تو وہ بھی
طاقت تحمل نہ لاسکے گا بلکہ بارہ پارہ ہو جائیگا۔ پھر جب حضرت موسیٰ پر تہلی ہوئی تو کوہ بی طاقت ہو کر
پہٹ گیا اور بارہ پارہ ہو گیا حضرت موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے فلما افاق قال سبحانک تہت الیک
وانا اہل المسکین اُس دانشمند نے سوال کیا کہ تو حضرت موسیٰ کی کس بات سے تھے جو تہت الیک
فرمایا جناب خواجہ نے کہا رویت خدا سے تعالیٰ سے دنیا میں بعد اسکے کہا انا اول المؤمنین ہا نک
لا توفی فی الدنیا فی حقہ سبکتا ہوں لو نہ سہر نویمان لانا ہوں کہ لگوں دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا اسہر
ایک اور دانشمند نے سئل کیا کہ رویت آہی خواب میں بھی درست ہے یا نہیں فرمایا ایک کتب

میں مدم جواز لکھا ہے اور یہ دلیل لایا ہے کہ انسان جو خواب میں دیکھتا ہے وہ شل سے ہو کر تڑپ رہا ہے ذات اُس شے کی نہیں کہنتی اور حق تعالیٰ شل و شب سے منہ اور پاک ہے ہر کہا اکثر علماء نے اُس کتاب پر اعتراض کیا ہے اور مقابل اسکے قول مولانا عافہ الدین کالائے ہیں جو انہوں نے شرح عقیدہ میں لکھا ہے کہ رویت اللہ تعالیٰ جائز فی اللہ نام پر شاہ شجاع کرمانی حستہ اللہ علیہ کی حکایت فرمائی کہ یہ چالیس سال راتوں میں نہ سوئے عبادت میں جاگتے رہتے اسکے بعد جب ایک شب آنکھ لگی تو حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا کہ اس شوق میں جہاں ہوتے کیا روز کیا شب سو رہتے کہ شاید وہ دولت پر نصیب ہونا کا غیب سے ایک آواز سنی کہ کوئی کتاب ہے اسے شجاع وہ دولت جو تجھے خواب میں نصابت ہوئی تھی وہ بیچو ان بیلوں کا تھا جو تو بے ہمارے شوق میں کی تھیں ایک اوتلا جو حاضر تھا بولا کسی بزرگ کا قول ہے رایت بلی فی احسن صورت یہ کیونکر درست ہو جناب خواجہ نے فرمایا اس کی کئی تو جہیں ہیں ایک بہ کہ رایت بلی و کنت فی

احسن صورتہ دوسرے تو یہ یہ کہتے کہ رایت بلی اسی سیحی جبریل علیہ السلام

وَلَا تَحْسَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس ہفتاد و ہفتم سعادت قدم ہوس میر ہوئی۔ جناب خواجہ نے بہت لوگوں کو افطار کے وقت طلب فرمایا تھا اور سب کو سماع بھی تھا بعد افطار مجلس خاص ہوئی یا ران بزرگ سے چند آدمی تھے ہر چند وہاں جائے خالی تھی مگر میں کچھ دور بیٹھا تھا خواجہ نے بطریق رحمت فرمایا قلندر سر برضہ رہتے ہیں تو نے ریسماں سر پر کیوں لپیٹی ہے میں اُس دن ریسماں سر پر باندھے گیا تھا پہر اور یاروں سے فرمایا یہ خوب بسر کرتا ہے اور یہ شعر پڑھا

شعر

لے مدام ہیکس نہ مخدوم کے | گوشہ زہری کنخوش جلنے ارد

پہر زمانہ حضرت جناب شیخ سلطان الاولیاء اور اُنکے مریدوں کا یاد فرما کر تاسف کیا فرمایا خداوند اودھ گ کیا نیک و صلح تھے اور کیا خوش وقت تھا اور بیض یاروں کے نام لئے جیسے مولانا برہان الدین غریب اور امام شہاب الدین وغیرہ مینے کہا اس وقت کے صوفیوں کا کیا ذکر ہو سکے مجب صامع مال تھے ہر کہا

اس وقت کے علماء بھی سب و نیدار و صالح تھے اور اب اکثر صالح ہیں پر کہا ان دنوں دعوتیں عام ہو کر تھیں
 موسیٰ اس از رازی چہا سنبہ صغریٰ خطا و باغات میں جگہ نہ ملتی تھی ہر طرف سرود و رقص ہوتا ہر اُس
 وقت کے فراخ سالی اور از رازی بیان کی جو سلطان علاء الدین کے وقت میں تھی اُن دنوں موسم سرما
 میں ہر فقیر نادہ پوش ہوتا کاغذ نام ہر در شاہی اکثر بادے سلو کر فقر کو تقسیم کرتا بیٹھے دو دو پاتے پہرہ بچا
 بیان کی کہ قاضی حمید الدین ملک التجار جب اُن دنوں اودھ میں گیا تو وہاں دعوت کی محکوم بھی بلایا تھا جب
 بعد دعوت لوگ نصرت ہوئے تو میں اور وہ ایک جگہ بیٹھے تو یہ قصہ بیان کیا کہ ایک باریں نے سلطان
 علاء الدین کو دیکھا پلنگ پہ بیٹھے ہوئے سر پہ چند پانوں زمین پر فکر میں غرق بہوتوں کی شکل میں رو بہ گیا
 بادشاہ ایسا فکر میں تھا کہ کچھ خبر نہ ہوا میں نے باہر آ کر یہ حال ملک فرید بک سے کہا کہ تاج میں نے بادشاہ کو
 اس طرح دیکھا ہے تم ہی چلکر دیکھو کیا سب اس فکر کا ہے انکی سدر پر وانگی تھی وہ قاضی کے ساتھ اند گیا
 بادشاہ کو باتوں میں لگایا۔ پھر عرض کی کہ امیر المسلمین سے کچھ عرض ہے حکم ہو تو بیان کروں بادشاہ نے
 اجازت دی قاضی حمید الدین ملک التجار لگے بڑا اور قاضی نے کہا میں بھی اندر آیا تھا حضور کو دیکھا سر پہ چڑھا
 حال فکر مند ہیں سو آپ کو کس بات کی فکر تھی بادشاہ نے کہا سنو مجھ کو چند روز سے یہ فکر ہے کہ میں دلیس خوا
 ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلوق پر مالک کیا ہے اب کچھ ایسا کام کرنا چاہتے کہ مجھ سے تمام مخلوق کو نفع پہنچے
 دلیس سوچا کیا کروں اگر تمام خزانہ اپنا اور سوچنا اسکا تقسیم کروں تب بھی خلق کو نفع نہوگا اب ایک بات سوچی
 ہے وہ تم سے کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم میرا از رازی غلہ کی کروں کہ اس سے سب مخلوق کو فائدہ پہنچوگا۔ اور
 از رازی غلہ کی یہ تدبیر کی ہے کہ بجا روں کی نانگوں کو حکم دوں کہ حاضر ہوں وہ جو غلہ اطراف سے ہزاروں ہلیوں
 میں لاتے ہیں انکو خلعت دیکر اپنے خزانہ سے روپیہ قیمت کا دوں اور خرچ مانگی اسکا مالک دوں کہ بے فکر
 ہو جاویں اور جو فائدہ ہو وہ انکو معاف کر دوں۔ تا اطراف قریب و بعید سے غلہ لایں اور میرے نرخ
 مقررہ کے موافق چھیں غرض یہ ہی بات قرار داؤد تھری اور نانگوں کو فرمان جاری ہوئے خلعت اندھنچ
 اور قیمت خزانہ شاہی سے بلا اور ہر حکم غلہ اطراف سے بخت لے لگا چند روز کے بعد من گندم سلت
 چیل کو آئے لگا اور گئی شکر سب چیزیں از رازی ہوتیں نلق آسودہ ہوئی سب نے نفع پایا یہ بادشاہ

علاء الدین عجیب غریب پرورد بادشاہ تھا۔ حاضرین سے ایک بولا لوگ اُنکی قبر پر زیارت کو جاتے ہیں اور اپنی مملکت ریسماں اُنکے مزار پر باندھ آتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنکی حاجتیں بر لاتا ہے مہکوار میں موصوفہ ایک قصہ یاد آیا وہ بیان کیا چند روز ہوئے ہیں میں زیارت مزار کو سلطان علاء الدین کے گیا تھا۔ بعد نماز جمعہ کے پہنچا فتح پورہ کر جہاں لوگ کلاوہ باندھتے تھے گیا اگرچہ مجھ کو کچھ حاجت نہ تھی مگر میں نے اپنے دستار سے ایک دھکا نکال کر وہاں باندھ آیا رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی پکارتا ہے کہ سلطان علاء الدین کی قبر پر کون ریسماں حصول مراد کو باندھ گیا ہے اُنکے چند بار پکارنے پر میں رو برو گیا اور کہا میں نے دھکا باندھ ہے بولا تیری کیا حاجت ہے بیان کر میں نے کہا مجھے کوئی حاجت نہیں کیا بیان کروں اور میں گدلا کہ جو مجھے حاجت ہے اپنے شیخ کے روضہ مبارک سے خواستگاری کی ہے شیخ کافی ہے۔ غیر کیے کیا ہوں اسی حال میں بیدار ہو گیا +

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس ہفتاد و ہشتم - سعادت مہاست حاصل ہوئی ایک سید مُرید ہونے آیا تھا اور روضہ اہل تسلیم بادشاہی میں نوکر تھا حضرت خواجہ نے ہاتھ واسطے بیعت کے بٹایا اور فرمایا نماز باجماعت پڑھا کر جمعہ فوت نہ ہو روزہ ایام میں لازم جان پہر کہا جو روزی ایام میں کی رکعتا ہے اس پر روزی بخوانے ہوتی ہے اور میرے مُریدوں کو بھی وصیت ہے کہ جو کام خدا اور رسول نے منع کیا ہے اُسے نہ کرنا پہر فرمایا دولت و نیکو بے ثبات ہے تم خیال کر لو کہ چند گھنٹے میرے ہاتھ میں ہیں اور چند خدمت گذار دست بستہ میرے رو برو کھڑے ہیں اتنے دم و دنیا کی ہمیشہ میری آمدنی ہے آخر یہ سب کو چھوڑنا ہے اور چھوٹنے والی چیز کا غم کرنا بے فائدہ ہے غم اور فکر سُر نے باقی کا ضروری ہے کما اُسکو جیسا کہ ہے یہی بھروسہ ہے کہ ہمارے رو برو کھڑے تھے اُنکے پہلے گئے آخر ہم سے پہلے تھے اور ہم سے پہلے چلے گئے پہر اُن سید سے پوچھا کیا کیا کرتے ہو ہوا قرآن مجید پڑھتا رہا ہوں جو شخص اُن سید کے ساتھ آیا تھا بولا جاب یہ حاضر ہیں اور ان کے باپ بھی حافظ بزرگوار و صلی تھے جناب خواجہ نے فرمایا حدیث شریف میں ہے اہل القرآن ہر اہل اللہ حاصبتہ مولانا شمس الدین رنجی حاضر تھے عرض کی عرب میں قرآن شریف ہند کی طرح نہیں

پڑھتے بیٹے فقط لفظ آیت یاد نہیں کرتے بلکہ ہر آیت کو معنی کے شان نزول اور تاریخ و مسموع وغیرہ کا مآخذ کے پڑھتے ہیں جب اسکو مع حکام خوب یاد کر لیتے ہیں تو دوسری آیت شروع کرتے ہیں پہلے اسباب میں کہ سید باوجود نوکر ہونے کے مشغول مٹھے قصبے فرمایا اگر کوئی گہرا راہ میں شب و روز قرآن پڑھتا رہے اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو اسکو نوکر ہی حجاب نہیں وہ صوفی ہے اور یہ شعر حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کا ارشاد فرمایا ۵۵ مرا و اہل طریقت لباس ظاہر نیست کہ مگر خدمت سلطان بہ بند و صوفی باش ۶

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۛ

مجلس ہفتاد و نہم - شرف مجالست حاصل ہوئی ایک مرید خدمت خواجہ کا حاضر تھا اس سے پوچھا کیا پڑھتا ہے عرض کی ہاں یہ فقہ کا جناب خواجہ نے فرمایا امام الحرمین ابو المعالی کوئٹے کے باپ ابو محمد جوینی نے فرمایا کہ حضرت ابو سعید الخدریؓ کی خدمت میں حصول برکت کو حاجب وہ حاضر خدمت ہوئے تو شیخ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو انھوں نے عرض کی خلافت پڑھتا ہوں شیخ نے دوبارہ فرمایا خلافت نہ پڑھتے۔ خلافت کرنا نہ پڑھتے جب امام الحرمین ابو المعالی شیخ کے پاس سے لوٹ کر گھر آئے تو انکے والد شیخ محمد جوینی نے پوچھا کہ زیارت شیخ کی کہاں شیخ نے کیا کہا یہ بوسے مجھ سے شیخ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو میں نے واقعی حال عرض کیا کہ خلافت فقہ پڑھتا ہوں یہ سن کر شیخ نے دوبارہ فرمایا خلافت نہ پڑھتے خلافت نہ پڑھتے محمد جوینی نے کہا اے ابو المعالی فقہ مت پڑھ اس علم کو چھوڑ دے مگر شیخ کی اس بات کی برکت سے ایسے فقیہ ہوئے کہ انکے شاگرد اطراف عالم میں پہنچے میں نے عرض کی انکو امام الحرمین کیوں کہتے ہیں فرمایا انہوں نے دونوں حرمین شریفین میں امامت کی ہے پھر فرمایا منکران سلع بہت ہیں مگر اکثر لوگ منصف گنہگار ہیں اس پر یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ابو سعید الخدریؓ رحمۃ اللہ علیہ کبھی اردو دہلی سے اُس گائوں میں گئے جہاں شیخ ابوالقاسم فراتی مٹھے تھے اور اُس اطراف میں یہ رسم تھی کہ جیسے اس ملک میں فتنہا نہ بنائیں وہاں قہار کے واسطے صل نبوایت ہے اس میں سافر آکر کہتے ہیں عرض شیخ ابوالقاسم فرماتی نے اچھا اہم سن کر شیخ ابو سعید کا استقبال کیا اور اپنے محل میں لے آئے طعام دعوت پکوا یا تھا بعد فراغت طعام سے حضرت ابو الخیر نے شیخ ابوالقاسم سے کہا بیچ آیت پڑھو کہ فاتحہ واسطے بزرگان دین کے یکساں ہے اور

حضرت ابوسعید ابوالخیرؓ کی عاقبت تھی یہ جہانِ محافظ اور قوال دونوں آپ کے ہمراہ ہوا کرتے شیخ ابوالقاسمؒ نے
منکرانِ سماع سے تھے مباحثہ شیخ سے کچھ نہ بول سکے فقط یہی کہا کہ بعد فاتحہ اوٹھ کر باہر چلے گئے قوالوں نے
سماع شروع کیا شیخ ابوسعید کو کیفیت ہوئی اٹھ کھڑے ہوئے اور عین تواجد میں باہر آئے اور ابوالقاسم
فراقی کے پاس آکر اشارت کی واسطے قص کے مگر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور وجد نہ کیا جب حضرت
ابوسعید نے دیکھا کہ یہ وجد نہیں کرتے لہذا شیخ صحاحی طرف دیکھو انھوں نے اس طرف نظر کی تو تمام درختان
معمر کو تواجد میں دیکھا معائنہ اس حال سے شیخ ابوالقاسم کو کیفیت پیدا ہوئی جامہ چاک کیا اور قص شروع کیا
پھر انکا بھائی جو منکر سماع تھا اسکو بھی قص میں لائے ۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس ہشتاوم

سعادۂ قدم بوس اقدس آئی ۔ بیان اس بات کا تھا کہ جس شخص کا ورد
ذلیلہ فوت ہو جاوے تو نام اسکا و فقر اسات میں لکھتے ہیں مگر یہ بات صوفیہ کرام کے نزدیک ہے اور
اسباب میں شیخ حسن نوری کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص بزرگان دین سے انکی زیارت کو چلے
اور ان بزرگ کی یہ راست تھی کہ یہ جو خواب دیکھتے سچ ہوا کرتا جب قریب اس شہر کے پہنچے تو شب کو
خواب میں دیکھا وہ فوت ہو گئے ہیں جب جاگے تو کہا میرا خواب کبھی جھوٹ نہیں ہوتا ۔ سالہا سال
اسکا تجربہ ہوا ہے اب جو وہ فوت ہو گئے تو میں گھر کو لوٹ جاؤں پھر سوچا کہ اب قریب آگیا ہوں اگر زندہ
نہ پایا تو انکی تربت دیکھ کر فاتحہ پڑھوں بعدہ لوٹ جاؤں گا اس خیال سے شہر میں آئے اور ہر کسی سے
انکی تربت دریافت کرنے لگے سب نے کہا وہ زندہ ہیں انکی تربت کیا پوچھتے ہو یہ حیران ہوئے کہ میرا خواب
کبھی خلاف نہیں ہوتا غرض ان سے جا کر ملے اور کہا اسے خواہ خواب میرا کبھی دروغ نہیں ہوا میں نے
ایک رات دیکھا کوئی کتاب ہے فلاں فوت ہوا ۔ اب اگر انکو قید حیات میں پایا یہ کیا بہید ہے ان بزرگ نے
سوچکر پوچھا یہ خواب دیکھے ہوئے چند روز ہوئے انہوں نے وہ دن تیاری فرمایا خواب تمہارا سچا ہے
اس رات میرا ورد قضا ہو گیا تھا عالم بالا سے منادی نے پکارا کہ فلاں شخص فوت ہوا بعد اسکے یہ آیت شریف
پڑھی فَلْيَحْيِيهِ حَيَاةً طَيِّبَةً اسکی تفسیر میں اقوال متدد ہیں مگر میان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ ہے

کہ مراد حیات طیبہ سے قناعت ہے جسکو قناعت ملی گویا حیات طیبہ ملی اور اسلام بھی حیات طیبہ کی ہے اور اتفاق بھی حکماً حیات ہے پر فرمایا ایک حیات عوام کی ہے اور ایک حیات خواص کی حیات عوام قیام نفوس سے ہے اور حیات خواص قیام اوقات سے اگر اوقات معمور سارا اولاد و دشمنوں کے ہیں تو وہ زندہ ہیں۔ اور اگر اوقات ضائع ہوئی۔ تو موت آنکو حاصل ہوئی۔ بعد اسکے ایک ملاک حاضر مصل تھا ابو لاجناب فلاں کتاب میں ایک مقام مل نہیں ہوتا فرمایا کیا و شوری ہے عرض کی اُس میں لکھا ہے نفاق العارفین بافضل من اخلاص المریدین مطلب اسکا دہن نشین نہیں ہوتا فرمایا یوں بھی ہے کہ ریا العارفین اس واسطے کہ ایک ریا و تہمت ہے اور ایک محمودہ۔ ریا مذمومہ یہ ہے کہ کوئی نماز پڑھے اس نیت سے کہ لوگ دیکھ کر مابذ و زاہد تصور کریں اور اس خود نمائی میں نیت جذب منفعت دنیاوی ہو تو بعض علماء کے نزدیک وہ کافر ہو کہ عبادت میں غیر کو شریک کیا اور حکم ہے کہ ولا تشرك بعبادۃ رباعد۔ مگر اکثر علماء زفاست کہتے ہیں کافر نہیں کہتے اور ریا محمودہ ہے کہ نماز پڑھے اس نیت سے تا اور لوگ دیکھ کر اسکی پیروی کریں اور عبادت زیادہ ہو جیسے کوئی پیر مریدوں کے دکھانے کو نوافل زیادہ پڑھے اور روزے رکھے تا مریدوں کو تسلیم ہوں نے عرض کی سوال ان کا نفاق سے تھا فرمایا نفاق ایسا ہی ہے کہ ایک دن لیک شخص جناب رسالت مآب کی خدمت میں آکر تمنا کچھ دیر بعد جب اونٹ لگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے حال سے لوگوں کو خبر دی کہ یہ بدمرد ہے۔ حاضرین سے ایک نے پوچھا یہ غیبت ہے فرمایا غیبت نہیں یہ اخبار ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیا کرتے اور اُسکا اعتقاد بھلائی کا رکھتے تھے لہذا انکو خبر اُسکے ہوئی کہ اتفاقاً دھن دار باطل ہے اور امور باطلہ کا معتقد ہونا روا نہیں۔ اسپر میں نے عرض کی کہ اذکرہ العاجز بافیہ بھی تو آیا ہے فرمایا یہ بیان غیبت کا ہے یعنی جب معلوم ہو کہ غیبت کرنے سے یہ فتن و فحش پھیلے گا تو اسکی غیبت کرنا روا ہے کہ وہ اُس خواب کلام سے باز تو ہے یا اور لوگ اُسات سے مطلع ہو کہ اسکی صحبت سے پہنچیں

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس ششم و ہفتم۔ دولت دیار حاصل ہوئی۔ جناب خواجہ نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت ہیں جو قول و فعل آپ سے صادر ہوا وہ سزاوار متابعت ہے

پہر کہا بنا، مسلمان ان دو چیزوں پر ہے کہ جو خدا و رسول نے فرمایا اب اسکی متابعت کرے اور جسے منع کیا ہے اسکو ترک کرے۔ یہ آیت تشریف پڑھی دعا اے اللہ! اس کو دل فانی دے۔ وہ اُنھیں کہ عندہ فائز ہوا چھ ماہ جملہ خزان و دفائن زمین کے آنحضرت پر پیش کئے کہ انکو بے حساب خرچ کریں مگر آپ نے قبول نہ کیا اور مال غنیمت سے خمس آپکا حصہ تھا جیسا کہ فرمایا نادانہ خمسہ للرسول فرمایا آنحضرت نے کہ خمس میرا حصہ ہے مگر وہ بھی لوٹ کر تم پر قسمت کیا گیا ہے اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ ایک دن خدمت نبوی غنیمت بے شمار آئی تھی آپ لوگوں میں اُسے تقسیم کر رہے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس جگہ حاضر تھے جناب ام المومنین عائشہؓ ان دنوں کم عمر تھیں یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس شمشیں اور کہا الیوم یوم خماری و یوم قسفی جناب آنحضرت نے اور سب کو مال غنایت فرمایا ام المومنین حضرت عائشہؓ کو کچھ نہ دیا جب کچھ باقی نہ رہا تو جناب صدیقہ نے بے ذوق ہو کر کہا انکنت نبیا فاعل بنما فعل الانبیاء قبلک میں نے عرض کی ان واسطے شک کے ہے خواہ نے فرمایا ہاں واسطے شک کے نہیں۔ یوں بہت کہتے ہیں کہ اگر تو میرا فرزند ہے تو یہ کام نہ کرنا اور اگر میرا بھائی ہے تو ایسا کر مالا انکہ غنیمت و اخوت میں کچھ شک و نقصان نہیں ہوتا لہذا اس طرح کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو وہ معاملہ کریں اور جو انبیاء اپنی بیویوں سے معاملہ کرتے تھے جب ام المومنین سے یہ کلمہ بے ادبی کا سرزد ہوا تو جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے طمانچہ مارنے کو ہاتھ اٹھایا جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا آخربھا فانھا صغیرۃ جناب صدیق ممانعت سے ہاتھ اٹھا کر رہ گئے حضرت ام المومنین کو تین طرح کے غم ہوئے ایک چادر نہ ملنے کا۔ دوسرے کلام بے ادبی کہنے کا۔ تیسرے باپ کی ناراضی کا غرض وہاں سے حیران و شرمندہ اٹھ کر اپنے حجرہ میں آئیں اور سر زانو پر رکھ کر بیٹھ گئیں مگر آنحضرت بھی متعاقب انکے اندر تشریف لائے اور اگر سر پر پکڑے ہوئے مگر حضرت عائشہؓ اُسی طرح سر جھکاٹے منموم و حیران بیٹھی رہیں جب دیکھا یہ کچھ نہیں بوتیں تو دست مبارک انکے کا نہرے پر رکھ کر فرمایا ایہا الشیطان الخبیث انھم من النفس الطایفہ حضرت ام المومنین نے جناب رسالت تاب کا یہ کلام سنکر سر اٹھایا اور بولیں ھذا خرج والکذب شک بالحق نبیا پہر فرمایا بزرگوں نے کہا ہے کہ یہ غم جو حضرت عائشہؓ کو حاصل ہوا بہ سبب شومی خواہش دنیا کے تھا کہ دانستے اور مقنعہ طلب کیا

پہر فرمایا بعض کے نزدیک نزول ان دو آیتوں کا ایسی نخل میں ہوا ہے یا ایہا النبی قل لا زواجک ان کنتن
 ترذل الحیوة الدنیا زیتہا فتعالین امتعک واسرحک سرحا جمیلا وان کنتن ترذل اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ
 فان اللہ اعد للکھتامنک اجر عظیما اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام پاس آنحضرت
 صلعم کے آئے اور کہا اللہ نے تم کو اسلام فقال خرت بین النبوة مع الفقر والنبوة مع العنا فقال علیہ السلام
 اخرت ان کن نبیا فقیرا اجوع یدمین واشبع یمامک آپ کی سیری اس طرح کی تھی جیسے ہم پیٹ بھر کھاتے
 ہیں پانچ چھ خرمنوں میں آپ شکم سیر ہو جاتے تھے پھر فرمایا جب یہ دو آیتیں اتریں تو آپ نے ازواج مطہرات
 سے پریشیدہ تھا اس خیال سے کہ عورت ناقص القتل ہیں مباد ایہ فقر نہ اٹھا سکیں اور طلاق لینا پسند کریں
 پس آپ نے اول ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کو بلایا کہ یہ سب میں غنیہ اور غلہ تھیں۔ پہر کہا اسے عائشہ دو آیتیں
 نازل ہوئی ہیں۔ میں تمہارے آگے انکو پہنچا اور سننا کر پوچھوں گا۔ کہ کو اب کیا جواب دیتی ہو اور دو
 باتوں میں سے کونسی چاہتی ہو سو تم جلدی جواب نہ دے بیٹھنا اول اسکے جواب میں اپنے والد ماجد سے
 اس میں چھ بچے جو اس کے والدینا بعد اس فقیر سے آپ نے وہ دونوں آیتیں انکے روبرو پڑھیں جناب عائشہ
 صدیقہ بے زلف آنحضرت اور صلعم سے ملے ہوئیں تو بولیں یا رسول اللہ انا اور لہذا اباکر والشریفا اللہ ورسولہ
 جب جناب صدیقہ نے صحبت نبوی ساتھ فقر کے قبول کی اور دوسری بیویوں نے حکم کلام نہی سننا کہ ہم
 مختار کی گئی ہیں تو چونکہ عورت ناقص القتل ہیں بعض نے خیال کیا کہ آنحضرت نے تو فقر وفاقہ پسند فرمایا ہے
 اور بکود عورتوں میں روسائے عرب کے سیلے کھیلے بے زیور لباس ہونے پر طعن و تشنیع ہو گئی کہ رسولِ ندکی
 بیویوں شکستہ حال بے جامہ و زینت ہیں مگر جب سننا کہ جناب صدیقہ نے بلا تامل خدا و رسول فقر وفاقہ
 کے ساتھ پسند و اختیار کیا تو یکایک سبے پکار کر کہا واللہ ینحنا اللہ ورسولہ والفقر پہر خواب نے کہا کوئی
 دن آنحضرت شریف پر اسدن سے خوشتر نہیں گند کہ جسدن سب بیویوں نے فقر کو پسند کیا اور رسول
 خدا سے جلدی پسند نہ کی پہر بولے کہ جناب صدیقہ ان دو باتوں سے باقی بیویوں پر فخر کیا کرتی تھیں۔
 ایک یہ کہ اور سب قبیہ تھیں سولے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسرے یہ کہ جب جناب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حلت فرمائی تو سر مبارک جناب آنحضرت کا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے زانو سے

سبارک پر تعالیٰ وَلَهُدِّدُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

مجلس شتا و دوسوم - سعادت قدم بوس حال ہوئی جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر
تقریر ترک دنیا میں کر رہے تھے کہ دنیا کی خاصیت ہے کہ اگر سرنگشت اسپر کس تو تمام انگشت ترسہاگی
پھر کہ اللہ تعالیٰ باتیرنے انبیاء ہیجے اور سبجے ہی حکم پہنچا یا کہ خرقا قیامت وہ امر تبلیغ سے سبکہ و قس ہیں
ما انکر الرسول فخذ وہ و ما نہکر عنہ فانتہوا - پھر کہ عوارف میں یہ حدیث شریف منقول ہے -
عزلی موسیٰ الاشعری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما مثلی ومثل ما یبغی اللہ کمثل رجل
انی قوم لعل قال یا قوم انی رايت لبعیث یبغی وانی انا الذی یر العیاکن فالنجا النجا فاطاعہ طائفة من قومہ
فادبو انا نطلقوا علی مہلم فہو اذ کذب طائفة منهم فاصبوا مکا نہم فصبہم الجیش فاحلکھم ولجناہم
نکذ لک من اطاعنی فاتبع بما جئت بہ من الحق یعنی فرمایا آنحضرت نے لشکر شیطان تمہاری کمین میں ہے
فقرہ الی اللہ انی لکرم نہ نذیر میں جو آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگے اور فرمان رسول بجالا دے اور
دنیا سے محتر رہے اسکو آخرت میں حصہ کافی ملے گا جیسا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تہا الی الاخرة فبعلہا
للذین لا یریدون علوانی الارض ولا نسا با بعد اسکے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمان الہی پہنچا دیا تا کسی
کو روز قیامت مذرو حیل نہ رہے اور اسپر آست شریف پڑ ہی رسلا معشرین ومنذین لئلا یکون للناس
علی اللہ جتہ بعد الرسل ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

مجلس شتا و سوم - سعادت قدم بوس حال ہوئی ایک قلندر آیا تھا عالم سیکل
خیرت خواجہ نے اُسے همان کیا تھا جب میں حاضر ہوا تو اس قلندر کو بھی بلوایا اور مجھ سے کہا ہمارے
پاس ایک قلندر عالم کابل آیا ہوا ہے غرض جب وہ سامنے آیا تو جھک کر باادب سلام کیا خواجہ نے فرمایا
بیشو پھر انکی طرف توجہ ہو کر یہ شعر پڑھا

مردنشوی قلندری کاذونیت	کافرنشوی عشق خریدار تونیت
فرمایا مردار زندہ ہے اسکے منہ ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنا ہے ثلاثی اسکا رتہ ہے سو	

جب تک صفات ذمبیہ چھوڑ کر صفات حمیدہ حاصل نہ کر لیا تو قلندر سی تیر کام نہیں اور صفات ذمبیہ کیا ہیں
 تھوڑے جمل طلب دنیا خواہش چرب و شیریں حصول شہوات پر کہا کا فر نہ ہوتا کیسے سو کفر کے سنے سر
 کے ہیں یعنی چھپانا کاشتہ نکار کو کافر کہتے ہیں کہ وہ تخم زمین میں چھپاتا ہے پس قلندر عاشق چاہتے ہونا
 کہ اپنے خنات کو پوشیدہ کرے پر فرمایا تو بوالا انکھ فاقنلو انفسکم اگلی استوں کی توبہ قتل نفس تھی۔
 انکی توبہ جب قبول ہوتی جب اپنے آپ کو مار ڈالتے تھے مگر یہ آیت ائمہ رسول اللہ کے حق میں منسوخ ہے
 کہ انکی توبہ حسرت و ندامت ہے فرمایا اللہ مرد توبہ اور بعضوں نے کہا ہے یہ آیت اس اُمت کے حق
 میں منسوخ نہیں کہ یہ ماسور و مغالب ساتھ ترک شہوات کے ہیں سو جنے شہوات ترک کیں اُس نے گویا
 اپنے نفس کو قتل کیا کہ یہی مراد موقوفہ از تنو قول سے ہے قلندر صورتِ مردہ کی ہے اس واسطے کہ اُس نے
 شہوات و لذات کو ترک کیا ہے پر کہا نماز نہر شخص ڈیرہ سکتا ہے اور روزہ بھی سب رکھ سکتے ہیں مگر شہوات
 سے جلا ہونا اور ترک لذات کرنا اور کام ہے اسکا چھوڑنا شکل ہے اس پر یہ حکایت فرمائی کہ کسی شہر کا بابا
 عورت جمیلہ رکھتا تھا اتفاقاً وہ مر گیا اور عورت نے مدت پوری کی دیاں ایک شیخ بزرگ تھے عورت نے
 انہیں کھلا ہیجا کہ میرا خاوند مر گیا ہے میں جان چین ہوں مال و اسباب بکھرت ہے مجھ کو خوف ہے کہ
 کہیں یہ مال خواہش نفس میں صرف نہ ہو مجھے لبتہ اپنے بھائیوں قبول کر لیتے تو کیا اور نکاح ہو لیا تو عورت شیخ کے
 بیان آئی فینینہ میں شغول تھے ثلث شب گندی بیعت بیٹھے بیٹھ گئی فینہ فالج ہی شیخ دیکھ کر اٹھ بیٹھا پرکار کر کے بلایا
 اسکا لکھ کر اچھڑا شکم پر رکھا انکے شکم چند گریں ہو گئیں عورت نے پوچھا یہ گریں شکم میں کیسی ہیں کہا یہ
 ایسی ہوں کہ مجھ سے چند عورتوں نے نکل کیا جب جی نے چاہا کہ اُن سے انبساط و دل لگی کر دوں تو میں
 نے لہنا جی ملا اور شہوت کو روکا اُسے ہر بار ایک گرہ شکم میں ہو گئی عورت نے پھر اتنے شکم پر رکھا اور پوچھا
 یہ تیرا ایک گرہ معلوم ہوتی ہے کہ ابھی ہوئی پہلے نہ تھی۔ درویش نے کہا یہ تمہارے سبب ابھی ہوئی
 ہے۔ حکایت پھر کہا ایک درویش تمہارا میں کوئی عورت حینہ جمیلہ اسکے زور و سہ سے گدڑی اُسکی نظر اُس
 پر ایک بلڈ پی اگشت سے ایک آنکھ نکال کر بھینکی دوبارہ دوسری آنکھ نکالنی چاہی کہ ہاتھ لگا لیں
 کہ ایک نظر کو ایک عورتہ کافی ہے ایک آنکھ نکالنے سے اُس گناہ کا عوض ہو گیا پر کہا مقصود ترک و

تجربہ سے یہ ہے کہ نماز و ذکر میں حضوری اپنی ہو جسکے تعلقات بہت ہوتے ہیں اسکا دل ان تعلقات میں پریشان رہتا ہے پس جب نماز و ذکر میں دل پریشان ہو تو حضور ہوگا۔ ومن یبش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطاناً
فقولہ قرین او احسان کے باب میں یہ جملہ حدیث شریف کا پڑھا الاحسان از تعبد اللہ کا نیک تراء فان لم تکن تراء فانہ یراک ۵ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۵

مجلس شتاد و چہارم۔ شرف مجالست حاصل ہوئی ایک واعظ حاضر مصل تھا خواجہ
اُس سے کہا جناب آنحضرت کے عرس مکہ روز وعظ کنا وہ بولا وعدہ وعظ اسی روز عرس ہوگا پھر اُس نے
پوچھا کہ عرس آنحضرت میں ملنا کا اختلاف ہے جناب خواجہ نے فرمایا اسیدلے تفاسیر میں بھی اختلاف ہے
پہر ایک تفسیر بخاکر پیش کی اُسیں لکھا تھا کہ نزول اس آیت شریف کا الیوم اکملت لکم دینکم وانتم
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۵ عرفہ کے دن ہوا ہے بعد اسکے جناب رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
دن زندہ ہے میں ایک ملنے پوچھا جناب کیا سبب لوگوں کو عرس آنحضرت علیہ السلام میں استدرہام
نہیں ہوتا جیسا عرس شائع میں ہوا کرتا ہے خواجہ نے فرمایا کرنے والے تو پورا اہتمام کرتے ہیں پھر فرمایا ان
بارہ دنوں میں میرے جناب شیخینے شیخ الاسلام نظام الحق والشرع والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کھانا کھاتے
بنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کرتا اور باہرین دن تو دعوت عام ہوا کرتی تھی پھر فرمایا جو کوئی کچھ
کھانا بنیت ایصال ثواب کیلئے کھاتا ہے اس کے واسطے لوگوں کو دی تو وہ اُسکی روح کو چھوٹے۔ سو کو نہ کھانا اس سے
بہتر ہوگا کہ بنیت روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا جاوے آنحضرت ہمارے کھانے کے
محتاج نہیں بلکہ ہم سب محتاج شفاست آنحضرت کے ہیں ہم اپنے رسوخ کی واسطے سعادت سمجھ کر کھانا کرتے
ہیں بعد اسکے یہ بیان فرمایا کہ پروردگار نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے کنت کثر الخفیا فاجبت ان اعرف
فخلقت للخلق لاعرف حق تعالیٰ نے اپنے لہار خدائی کو مخلوق پیدا کی اور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور سب کو دوزخ
کیا فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر پھر کہا فخلقت للخلق یہ اخبار غیو واقع ہے جیسا دوسری آیت میں خلقت
الجن والانس لیعبدن یہ بھی اخبار غیو واقع ہے اس واسطے کہ آیت جاتی ہے کہ عبادت و معرفت واقع ہو۔
حالانکہ خلاف اسکا ہے پھر خود کہا کہ جواب اسکا یہ ہے کہ اس کلام میں تقدیر ہے حقیقت یوں ہے کہ۔

الایعبدن ای لان امرہیرالہ اذہ اور وہاں حدیث قدسی میں بھی تقریر ہے کہ خلقت الخلق لاعنی ای لان امرہیر بالمعرفة اور حکم عبادت و معرفت کا سب کو ہے سو من ہوں خواہ کافر۔ پھر فرمایا مقصود علم سے عمل ہے اور علم جن لنفسہ نہیں بلکہ جن لغیرہ ہے جیسے رضو کہ وہ بھی جن لغیرہ ہے سو جیسے مقصود و رضو نماز ہے اسی طرح مقصود و علم سے عمل ہے اور حصول عمل متوقف اصلاح دل پر ہے کہ شاید اسکی یہ حدیث ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فی جسدنا دھن مضغۃ اذا صلت صلح جمیع البدن الا دھن القلب سو یہ حدیث آنحضرت نے رسول کے فرمانی کہ ائت اصلاح، لہر کوشش کرے اور علامت دہی صالح ہوئے کی یہ ہے کہ طاعت میں ذوق و راحت پاوے اگر نماز میں ہو تو اتنا ذوق ہو کہ چاہتے نماز ہی پڑھتا ہے اور اگر تلاوت قرآن یا ذکر کرے تو اتنا خوش ہو کہ چاہے ہی کرنا رہوں سو یہ علامت صلاحیت قلب کی ہے اور اگر اصلاح قلب میں کوشش نہ کریگا تو دل فاسد ہو جائیگا اور اس کے تمام بدن میں فساد قبول کریگا اور تلاوت و تلاوت و ذکر میں اسکو کچھ علاوت و حضور نہوگا جیسے مقصود و رضو سے نماز ہے ویسے ہی نماز سے مقصود و حضور ہے وکل شیء حاصل عن مقصودہ فہو باطل پھر فرمایا یہ ہماری نماز کیا نماز ہے بیکاروں کی طرح نماز پکڑے ہوئے اسیں یہ خیال رہا کہ جلد دو سنتیں اور پڑھ لیں *

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس شتا و پنجم - سعادت مہارت نصیب ہوئی ایک لشکری صلح خواہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اسکا حال پوچھ رہے تھے فرمایا طلب دنیا میں اگر نیت خیر کی ہو تو وہ فی الصغیر طلب آخرت ہے اور اس پر یہ حدیث پڑھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طلب الدنیا حلأ کما حلأ تمکات فی اللہ وهو علیہ غضبان ومن طلب استغفاراً فاضل للسلۃ وحیائۃ لنفسہ جلا الیوم القیامۃ وجہا کا القمر البدل بعد اسکے یہ حکایت بیان کی کہ ایک بار پانچ سو دینار زر حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ہو گئے اور آپ کی خانقاہ میں اسوقت ایک سو بیس صوفی مقیم و مسافر تھے داروغہ نے شیخ سے عرض کیا کہ پانسو دینار قرض ہو گئے ہیں مصارفِ مبلغ میں شیخ نے کہا اؤٹ سواری کا لاؤ خادم شتر تیار کر لائے شیخ اُسپر بیٹھے اور کہا ابو الفضل قرانی کے پاس جاتا ہوں تھبہ عینے کے پاس ایک گائوں تھا میں

ابو الفضل فراقی رما کرتے تھے حسن مودب خادم خانقاہ شیخ نے پہلے ایک آدمی ابو الفضل کے پاس کو لایا کہ جا کر کہہ دے شیخ ابو سعید مداحیو میں صوفیوں کے تہارے پاس آتے ہیں شیخ ابو الفضل نے یہ سن کر کھانا پکوا یا اور باہر منہ گاؤں سے ان کے استقبال کو نکلے بلکہ شیخ کے قدموں پر گرے اور گھر لے آئے وہاں رسم کہ قریب خانقاہ متعدد مکانات تیار کرتے ہیں کہ مہمانوں کو ان میں اُتاریں شیخ کو مدہ فترا ایک مکان میں اُتارا اور تین دن مہمانی کی بعد اسکے پاسواشرنی ایک گرہ میں اور دوسواشرنی دوسری گرہ پاہیں باندھ کر حسن مودب کے پاس لائے کھلیے پاسواشرنی اولے قرض حضرت شیخ کو لایا ہوں اور یہ دوسواشرنی راہ فقرا کو حسن مودب کے کما کین بے اطلاع نہیں لے سکتے چلو کہ شیخ کے روبرو کہیں ابو الفضل نے ہجرہ اگر شیخ کی نذر گذار میں حسن مودب نے عرض کی کہ یہ پاسواشرنی ادا لے قرض کو لایا ہے اور یہ دوسواشرنی راہ صوفیوں کو حضرت شیخ اسکی اس تواضع سے بہت خوش ہوئے فرمایا ابے ابو الفضل میں تیرے واسطے دعا کرتا ہوں کہ دنیا تجھ سے جاتی رہے کہ دنیا منجھض خدا ہے ابو الفضل نے کہہ کرے ہو کر عرض کی کہ مجھ کو درویشیوں کی خدمت بولے اسی دنیا کے حامل ہوتی ہے اگر دنیا میرے پاس نہ ہوتی تو شیخ کب مجھ کو اپنے قدم مہینت لزوم سے سرفراز فرماتے شیخ نے یہ سن کر ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ خداوند ابو الفضل کو دنیا کے ہاتھ میں مت سوہنا بلکہ دنیا اسکا توشہ آخرت کرنا کہ باعث نکال عقاب اسکا نہو۔ بعد اتمام اس حکایت کے خواجہ نے فرمایا جب تک ابو الفضل زندہ رہے برکت اس دلع سے دنیا نہر کی طرح ان کے ور پر بہتی رہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجاہد شمس - سعادتِ مہالست حاصل ہوئی۔ حضوری نماز کا بیان شروع فرمایا کہ غریب نمازیں یہ ہے کہ اول سے آخر تک حضور رہے مگر اس نظر سے کہ مسئلے کو جمع ہو گا علمائے نے کہا ہے کہ تحریمہ اور سلام کیقت تو حضور ضرور ہو نماز کے یہیں اگر حضور فوت ہوا تو وہ معاف ہے مگر یہ حکم بطور نخست کے ہے اور غریب وہی ہے کہ نماز میں از اول تا آخر حضور رہے اور اسکا قیاس مسئلہ زکوٰۃ پر ہے کہ اگر کوئی اول سال میں مالک نصاب ہو اور سال کے یہیں نصاب نہ رہے پھر آخر

سال میں نصاب کامل ہو گئی تو اسپر زکوٰۃ واجب ہے پہر کہا اس حدیث میں کہ لا صلح الا خضور القلب میں علمائے نفی فضیلت مراد ہیں یعنی فضیلت نماز بے حضور قلب نہیں اگرچہ بے حضور جائز ہے روا ہو جائیگی مگر بہتر جب ہی ہوگی کہ حضور دل ہو اور مثلِ طریقت حقیقتِ فضیلت مراد لیتے ہیں کہتے ہیں جس نماز میں حضور قلب نہ ہو وہ روا ہے نہیں فرمایا العبادۃ اسم لما شرعه للعبادۃ المراضات اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ ہوا فی النفس اور بعد اسکے یہ حدیث نہر ہی کہ المصلح نیا جی ربہ فرمایا دیکھو تم جو نماز پڑھتے ہو اُمیں راز دل خدا تعالیٰ سے کہتے ہو یا نفس ہوا سے مصلح کو چاہئے جب ماتمہ تحریمہ کو اٹھائے اور اللہ اکبر کہے تو سبکے سکی تعظیم کرتا ہوں اور سبحانک اللہم میں کس کی پاکی بیان ہے اور الحمد للہ کسکو کہتا ہے ایک انعبود میں جانے کس کی عبادت کرتا ہوں۔ ایک استعین میں خیال کرے کس سے مدد طلب کرتا ہوں اسطرح جانے کے رو برو جھکتا ہوں اور کسے سجدہ کرتا ہوں اور نماز میں داخلے بائیں نظر نہ کرے اسپر یہ حدیث پڑھی لو علم المصلح مع من نیکی ما التفت پہر کہا سنن و نوافل مکملات فرائض ہیں اگر فرائض میں حضوری فوت ہوئی تو حضوری نوافل کی مکمل اسکی ہو جائیگی کیونکہ مقصود نماز سے حضور قلب ہے کہ فرمایا ہے۔ اقم الصلوٰۃ لذكری پہر کہا الاحسان ان تعبد الله كأنك تراه کہا دل رئیس جوارح ہے اور جوارح تابع قبلہ اعضا کا کعبہ شریفہ اگر اعضا متوجہ کعبہ کو نہ ہونگے نماز درست نہوگی اسطرح قبلہ دل ذات پاک متوجہ تعالیٰ ہے مگر دل اپنے قبلہ سے پہر جاوے تو پھر کسی نماز اور اسکو سنہ لشکری پر قیاس کیلئے جو سابق گذرا ایک درویش نے کہ حاضر تھا اسوقت حکایت حن افغان کی یاد دلائی کہ فوائد لغوا میں جناب شیخ الاسلام سے منقول ہے کہ خواجہ حن افغان ایک سجد میں گئے ابام نے اُٹھ کر نماز شروع کی اور نماز میں اُسکو خیال ہوا کہ فلاں شہر میں جا کر گھوڑی خریدوں اور فلاں جگہ لجا کر بچوں بعد سلام حن افغان المم کے پاس گئے اور کہا اے حضرت آپ چلے اور میں پیچھے ہوا۔ تم فلاں شہر گئے گھوڑے خریدے اور دوسرے شہر میں لجا کر فروخت کئے پہروں سے غلام مول لیکر اور جگہ پیچھے میں تمہارے پیچھے سرگرواں رہا آخر یہ کیا نماز ہے میں نے عرض کی کہ یہ اماوگی وضو کے وقت سے چاہئے کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ الرضو ما انفصل والصلوۃ اتصال فمن لم يفصل لم يتصل ۛ وَاللّٰهُمَّ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۛ

مباحثہ ششم

سعادتِ خدمتِ مہل ہوئی۔ جناب خواجہ کی طبیعت میں کچھ تغیر ایک بزرگ ملنے آیا تھا اسکی جہت سے اُتر کر بیٹھے تھے اُس نے اول حال عارضہ دریافت کیا بولا آپ کو اکثر کچھ نہ کچھ رنج و خلش رہتی ہے گا ہنسی غیب سے کوئی غم ہو جاتا ہے از اشد البلاء علی الانبیاء ثم الاولیاء فالامثل ہی علامت جناب کی ولایت کی ہے کہ غاصان حق کبھی خدمات سے فارغ نہیں ہوا کرتے اسپر ایک اور یار نے یہ حدیث تشریف پڑھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن لا یخلو عن علة او قلته او احد یؤذیہ اُس وقت آپ نے حال جناب شیخ الاسلام کا یاد کیا فرمایا میرے مُرشد حضرت سلطان الاولیاء کو بھی ہمیشہ کچھ نہ کچھ جُست و تکلیف رہا کرتی تھی گا ہنسی درد بدن گا ہنسی صلع گا ہنسی سوج بوا سیر گا ہنسی بخار کبھی ان سے خالی نہ رہتے ایک بار صین سماع میں درد پہلو ہوا کہ پریشان کر دیا پھر فرمایا تکلیف ہمیشہ رہا کرتی تھی مگر علاج گاہ گاہ کیا کرتے پھر اور احوال بیان کر کے کئی فتوحات کا یہ حال تھا کہ دولت کا در آگے دروازے کے بتاتا تھا۔ کوئی وقت فتوحات سے خالی نہ ہوتا صبح سے شام تک لوگ آتے بلکہ عشاء تک مگر پینے والے لانے والوں سے زیادہ ہوا کرتے اور جو کوئی کچھ لانا اُسے زیادہ حضرت کی عنایت سے پاتا پھر کراست کا ذکر کیا کہ ایک بار ایک امیر سونگہ زہد کو لایا آپ نے قبول فرمائی جب دیکھا بہت غمیدہ ہوتا ہے تو اُمیں سے ایک تنگہ قبول کیا باقی وہ پاس لے ہوئے غمناک بیٹھا رہا دلیں کتنا تھا اگر حضرت شیخ سب قبول فرما دیں تو میری سعادت شیخ نے فرمایا میں نے یہ سب اسلئے قبول نہ کئے کہ تیرے کام آویں گے لیکن میرے پاس باور مال ہے پھر کمر سے کمالی طرف دیکھ اُس نے نظر کی تو دیکھا انبیا و اشرافیوں کا لگا ہوا ہے سرقدیوں پہ مکہ کرمانے کو اُٹھا آپ نے اُسے منع کیا کہ جو کچھ دیکھا ہے اُسے اور سے مت کہنا وہ پرستیدہ نہ رکھ سکا باہر اگر یہ حال لوگوں سے بیان کر دیا پھر یہ دوسری حکایت بیان کی کہ ایک بار سلطان مہلب الدین کو کسی بدخواہ نے کہا کہ شیخ تمہارا تختہ قبول نہیں کرتے اور لہرا اور سرداروں کے لئے ہوتے فتوحات قبول کر لیتے ہیں آخر وہ سب بھی تو آپ ہی کے یہاں سے لیجاتے ہیں سلطان مہلب الدین نے یہ بات سچ جان کر حکم کیا کہ کوئی امیر یا سردار

شیخ کے یہاں نہ جاوے دیکھو وہ استدر دھوت لوگوں کی کہاں سے کرتے ہیں اور جاسوس مقرر کر کے کہ دیکھتو
 رہیں جاسیر وہاں جاوے مجھ سے اگر اطلاع کریں جناب شیخ نے جب یہ سنا فرمایا کائناتج سے زیادہ
 پکا یا جاوے ایک مدت بعد سلطان نے لوگوں سے دریافت کیا کہ غافلہ شیخ کا کیا حال ہے انہوں نے
 عرض کی کہ سابق جب قدر پکتا تھا اب اُس سے دو گنا پکتا ہے بادشاہ یہ سن کر پشیمان ہو کہ انہیں غلطی پڑھا
 اسکا معاملہ عالم غیب سے ہے ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مباحثہ ششم حسمات قدم ہوس مال ہوئی تقریر اس آیت شریف کی تفسیر میں شروع
 کی اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِالْحَبْنَةِ فَرِیَا غُوبٍ فَوْرٍ سَنَوَ اِكْبَعِ مَعْنٰ
 ہا ایک ہیں اس آیت میں چار چیزیں مذکور ہیں شتری بایع بیع ثمن۔ اب جانو شتری کون ہے
 اور بایع کون ہے اور وہ جس بیچی گئی کیا ہے اور قیمت اُسکی کیا ہے پس خریدنے والا تو اللہ تعالیٰ
 ہے اور بیچنے والے مؤمنین ہیں اور وہ پیر جو فروخت ہوئی وہ نفوس و اموال مسلمانوں کی ہیں اور
 قیمت اُس مال کی بشت ہے اب چاہئے کہ بیع یعنی جس چیز کو کہ بیچتے ہیں ملوک بایع کی ہو کہ انسان جس
 چیز کا مالک ہو گا اُسے کس طرح بیچ جائے پس مومن کو چاہئے پہلے اپنے نفس کا مالک ہو اور مالک نفس
 کا وہ ہے جو فرمان خدا اور رسول کا بجالاتا ہے یعنی اُنکا کہ کرتا ہے اور جسے منع کیا اُسے نہیں کرتا۔ پس
 ایسا شخص مالک اپنے نفس کا ہے کہ اپنے نفس کو خدا کی بندگی میں بیچا ہے اور اُسکی راہ میں مال خرچ کیا ہو
 تو فرو دے قیامت اُسکو بشت قیمت بیگی پھر فرمایا بیع و شرے میں بیع شرط ہے یعنی جو کچھ بیچا ہے وہ
 شتری کو سو نہ دے پس مومن کو بھی ضرور ہے کہ جان و مال اپنا خدا کے سپرد کرے اسوقت متخی پانے
 قیمت کا ہوگا کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِالْحَبْنَةِ۔ تو
 نے اپنا جان و مال بیچا اور اُسکی قیمت میں بشت لی تو اُسے چاہئے کہ اپنے جان و مال کو خدا کے تعالیٰ کے
 سپرد بھی کر دے تا فرو دے قیامت قیمت میں بشت لے اُس پر میں نے عرض کی کہ جناب یہ تو فریدو
 فروخت باطنی ہے صحت ایسی کیسے ظاہر معلوم کہ معاملہ پورا ہو چکا فرمایا جب مل مومن کا اُسپر ستقیم و

و مضبوط ہو گیا کہ جو کچھ خدا و رسول نے کہا وہ کرتا ہے اور جسے منع کیا اسے نہ کرتا ہے تو اس نے اپنی نگوئی
چیز کو خدا کے ہاتھ پیچ دیا اب فردائے قیامت کو قیامت پاویگا *

وَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس تادمہم

خبرہ: انکو عثمان رکھا تھا مجلس کے اوقت انکو بلوایا جب وہ آئے تو مناسب وقت یہ حکایت فرماد
کی کہ ایک بار موسم سرد میں ملک اودھ سے میں خدمت میں حاضر ہوا تھا اور شوق زیارت شیخ کا تھا
غالب تھا کہ سردی کی خبر نہ تھی جب آیا تو جماعت خانہ مسافروں سے بھرا ہوا تھا اقبال نے کہا تم کو
شیخ نے چند بار یاد کیا ہے کہ اتنے دن ہوئے فلا نا نہیں آیا یہ عنایت شیخ یاد کر کے خولجہ کو گریہ آیا پھر کہ شیخ
کے روبرو مجھ سے کھانا نہ کھایا جاتا تھا نہ کوئی چیز پلاؤاتی تھی پھر کہا اثر سپر کا مرید پر اسوقت ظاہر ہوتا ہے کہ
موافق فرمان پیر کے رہے اور متابعت ظاہر و باطن میں پیر کی کرے اگر متابعت پیر پوری نہ کریگا۔ تو
پیری مریدی کا کچھ فائدہ نہوگا تو جب متابعت نہ کرے تو مرید کیوں ہو کہ کچھ فائدہ حاصل نہوگا۔ پھر اس کے
مناسب یہ حکایت فرمائی کہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مرید
آکر عرض کی کہ جناب پیر کا مرید پر کیا حق ہے اور مرید کا پیر پر کیا حق ہے شیخ الشیوخ یہ سنکر خاموش ہوئے
پھر چند روز بعد اس نے یہی عرض کی تو شیخ نے فرمایا کاغذ و دوات و قلم لاوہ لے آیا شیخ نے شاہ روم
کو خط لکھ کر مع ایک مصلیٰ بطور ہدیہ اس مرید کو دیا اور کہا کہ یہ بادشاہ کے پاس بجاوہ لیکر فی الفور روانہ ہوا۔
اور بحال تاخیر آئے حکم میں جوتی پہنے نہ گیا کہ وہاں رسم ہے کہ خاقیہ میں برہنہ پاتے ہیں اور فقر اور
مسافر جو تیس علیحدہ ایک طرف دور آتے ہیں برہنہ یا چلدا یا بلکہ زن و فرزند کو بھی رخصت کرنے گتہک
نہ گیا چند روز میں روم پہنچا مملات شامی کے پاس جا کر عرض کرائی کہ ایک شخص شیخ الشیوخ کا خط لایا ہے
بادشاہ نے سنکر فی الفور اسے اندر بلایا اور خط و مصلیٰ لیکر چو باسر پر رکھا پھر کھو نکو پڑھا اور مرید کو تین دن اپنے
یہاں علیحدہ مکان میں اٹا اطر طرح کے کھانے کھلانے ہر وقت تفقہ مال کرتا تھا پھر رخصت کیا اور ایک
نسترمہ اور بے چوبہ خیمہ خود دو خوبصورت مع ایک کنیزک ترکہ کے خدمت شیخ کو اس مرید کے ہمراہ بھی اور

اور خچ وافر اُسکو دلویا جب یہ لوٹا تو مُردِ جوان خوبصورت تھا اور کثیر کبھی بھی نو عمر حسین کہ شاہ روم نے شیخ
کیواسطے بھی توجانا چاہئے کہ کیسی کچھ ہوگی نہایت جمیلہ و شکیلہ تھی راہ میں ہر بار وہ لڑکی تیز نظر سے بڑھ
محبت اُسکی طرف دیکھتی یہاں تک کہ ایک منزل میں جب اُس نے چند بار نظر گرم محبت سے مرید کو دیکھا
تو اُس نے اُسکی طرف حکمِ خوشی کو ہاتھ بڑھایا۔ ہنوز اُسکے ہاتھ تک ہاتھ نہ پھنچا تھا کہ صورتِ شیخ التیوخ کی
انگشت حیرت مومنین دلبے ہوئے مرید کے سامنے آئی۔ مرید نے یہ دیکھ کر جو ہاتھ بڑھایا تھا سمیٹ لیا۔
اور تہ منگی سے بے خود ہو گیا۔ اور تہوت بالکل جاتی رہی جب شیخ التیوخ کی خدمت میں آکر حاضر ہوا
تو شیخ نے پہلے یہ فرمایا کہ حق پیر کا مُرد پر تو وہ تھا جو تو جلتے وقت بجالا یا کہ نہ جوتی ہنسی نزن و فرزند کو
رضعت کرنے لگیا کہ اس قدر فرمانِ شیخ میں مانہ نہ ہو جائے برہنہ پابے ملے چلید یا سو ہی حق پیر کا مُرد
اور حق مُرد کا پیر پر وہ تھا جو تو نے راہ میں دیکھا مُرد یہ سن کر شرمندہ و سرنگوں ہو گیا پھر جناب خواجہ نے
یہ آیت پڑھی و لعلِ دھمت بہ وہم بھالولا از لائی رہان رہہ فرمایا وہ برہان بھی یہی تھا کہ صورتِ حضرت
عقوب علیہ السلام رو برو آئی تھی انگشت مومنین بوبائے ہوئے کہ مفسرین نے یہ بھی ایک قول کھا
ہے اور جو نبی کا معجزہ ہو جائز ہے کہ ولی کی ویسی ہی کراست ہو اُس پر میں نے عرض کی کیا ممکن ہے کہ
پیرِ حالتِ حیات میں صورتِ روحانی اپنی ظاہر کرے فرمایا ہاں ممکن ہے پھر فرمایا کتابِ تحفۃ البرہرہ میں
لکھا ہے کہ مُرد کو چاہئے اُس پریقین لاوے کہ پیر کی دو صورتیں ہیں ایک روحانی دوسری جسمانی۔
جہاں پیر صورتِ جسمانی سے حاضر نہیں ہو سکتا ہے کہ صورتِ روحانی سے وہاں حاضر ہو جاوے۔ اور
غرض اس حکایت سے رعایتِ آداب اور پانچ نمٹ کا ہے اور مناسب ان فوائد کے یہ دوسری حکایت
بیان فرمائی کہ ایک مُرد تھا جب تک وہ سامنے پیر کے ہونا دوزانو با آداب بیٹھا رہتا۔ اور الگ بھی دوزانو
بیٹھا کرتا کبھی زانو کھڑا کر کے نہ بیٹھا لوگوں نے اُس سے کہا تو کبھی زانو نہیں اٹھاتا۔ اور آرام سے نہیں بیٹھا
ہے اُس نے کہا کہ اب روئے کہیں پیر کے رو برو زانو کھڑا بیٹھوں وہ بولے شیخ اور شہر میں ہے اور تو
اور شہر میں بولا میرا پیر صورتِ جسمانی سے غائب ہے اور صورتِ روحانی سے میرے رو برو حاضر ہر وہ
ایک دن زانو اٹھا کر بیٹھا۔ لوگوں نے پوچھا آج کیا سبب جو خلافِ عادت زانو اٹھا ہے بیٹھے ہو رہا

بولامیر سے پہرے اس وقت جہان سے سفر کر کے عالم باقی کی راہ لی ہے چند روز بعد خبر ملی کہ فلاں قلعہ
 ولایت کو چلت کر گیا اور اس ہی کے مناسب ایاز کی حکایت فرمائی کہ آیا زجب سلطان محمود کی خدمت
 سے گھراتا۔ تو ایک حجرہ خاص اپنا بند رکھتا تھا اس میں جاتا پھر در بند کر لیتا اور کوئی وہاں نہ جاسکتا تھا
 ایک دن کسی دشمن نے سلطان محمود سے کہا کہ آیا زجب دولت سراسر ہے گھرجاتا ہے تو ایک حجرے میں
 کہ خزانہ جو ہر غنیمت کا وہاں جمع کیا ہے بیٹھ کر دیر تک تنہا آنکھ دیکھا کرتا ہے وہاں اور کوئی نہیں جاسکتا۔
 ایک بار دو پہر کو بادشاہ ایاز کے گھر آیا پوچھا ایاز کہاں ہے کہا اپنے حجرے میں ہے بادشاہ نے وہ
 بات سچ جانی اور اس حجرے کے پاس جا کر شکاف در سے دیکھا۔ دیکھتا کیا ہے کہ آیا زقب شہر شاہی کی طرف
 موافقہ کئے دست بستہ کھڑا ہوئے۔ بادشاہ دیر تک کھڑا دیکھتا رہا کہ وہ اسی طرح کھڑا ہے پھر بادشاہ نے
 اپنے ہاتھ سے دروازہ بجایا۔ آیا زباہر آیا بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا بادشاہ حجرے میں گیا وہاں کچھ نہ دیکھا
 مگر گوتہ حجرے میں ایک بوریا اور ٹوٹا مٹی کا رکھا پایا کہا اسے آیا زبھ لٹا اور پوریہ کیسا ہے بولا لوٹے
 میں وضو کا پانی اور چٹائی نماز پڑھنے کی ہے فرمایا میں دیر تک شکاف در سے دیکھتا تھا کہ تو دیر تک
 میرے محل کی طرف دست بستہ کھڑا ہوا ہے بولا میرا حکم دن بھر آپ کی خدمت گزار رہا ہوں اور جب آؤ اور دو
 دنلا سے فارغ ہوتا ہوں تو قصر سلطان کی طرف موافقہ کئے کھڑا رہتا ہوں۔ بادشاہ کو اس کے اس طریقہ
 اور عقیدت پر تعجب ہوا +

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس نوامیس۔ سلامت خدمت حاصل ہوئی جناب خواجہ مین نقر میں تھے اور یہ کہہ رہے تھے
 کہ ایجا آخرت علی اللہ علیہ السلام فاقہ سے تھے گھر میں تشریف لیا کر بیویوں سے پوچھا حل عندک
 حضرت ابوبکر وہ بولیں مالک غنا آپ ہیں جو کچھ کہیں دیا ہو یا دفرمایا آپ یہ سنکر ٹھیکہ گئے پھر حضرت ابوبکر
 صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور پاس ٹھیکہ گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور ٹھیکہ گئے اور یہ بھی ٹھیکہ گئے تھے آخرت
 نے فرمایا قوموا ہنالی رجل صالم یا فرمایا الی بیت رجل صالم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں رکاب سلامت
 میں چلے اور دلیں سوچتے جاتے تھے کہ آپ نے جو مرد صلح فرمایا ہے تو یہ کیسے ایسا خوش نصیب کہن

ہے اس میں جناب نبوت مآب ابوالشیم انصاری کے دروازے پر آئے یا صحابہ صفہ سے تھے ہمیشہ مسجد نبوی میں رہا کرتے آپ نے دروازہ کٹ کٹایا انہی بیوی نے پوچھا کون ہے فرمایا میں رسول اللہ اور دو مصحاب میرے ابو بکر و عمر ہیں انہی بیوی نے کہا یا رسول اللہ بانی نہ تھا ابوالشیم شک لیکر پانی لینے گئے ہیں اسی عرصہ میں ابوالشیم آئے اور جناب آنحضرت کو در پر کھڑا دیکھا تو شک آمدی اور پانی نکال کر لگے لائے تینوں نے حضورؐ اٹھوڑا پانی پیا پھر آنحضرت نے فرمایا اے ابوالشیم تم جانتے ہو ہم کسے آئے ہیں عرض کی مجھ کو یا رسول اللہ معلوم نہیں فرمایا تم نے وعدہ کیا تھا کہ خوشہ خرما آپ کے واسطے رکھا ہے سو پیش کر دو گھا اب وہ لاوا ابوالشیم نے کہا اگر میں شریف لے چلیں آپ اندر گئے انھوں نے خوشہ خرما لاکر روبرو رکھا آنحضرت نے سعد بن زید کے وہ خوشہ فرمایا بعلبک کے ارشاد کیا واللہ لعلی بیڈا اللہ تعالیٰ یشککما صما اکلتما و شربتہما ایک خادمہ میں حاضر تھا یہ لا بقدر ضرورت کھانے کا حساب نہیں خواہجے کہا صلال کا بھی حساب ہو گا مگر حساب آسان اور حضورؐ فاما من اوقی کتا بہیمینہ فسوف یشککما حساباً لیسیراً۔

عرض جب آنحضرت اور جناب ابو بکر و عمر اُسے کھا کر فارغ ہوئے تو آپ نے ابوالشیم سے کہا میں نے جہاد کو لشکر فلاں طرف بھیجا ہے جب تم سنو وہ لشکر لوٹ آیا تو تم میرے پاس آنا کہ تم کو مال قیمت میں سے کچھ دوں گا یہ تو اصحاب صفہ سے تھے مال کیا کرتے مگر ارشاد نبوی قبول کیا۔ عرض کی غایت و خاوندی ہے حاضر ہو گا جب لشکر خانم و سالم لوٹ آیا تو ابوالشیم سب ارشاد حاضر خدمت شریف ہوئے جناب نے ایک کنیزک عطا فرمائی اور بغیر شکر کردی کہ ابوالشیم یہ مانا بھی طرح چڑھتی ہو ابوالشیم سکواچہ گہرا لای اور اپنی بیوی کے پاس آنحضرت کے ملحق و مدد یہ ہو چکی تھی جو در فدا ہو کر یہ نذر عہد چڑھتی ہو اسکو بھی طرح کتا لیبی کے کتا تھے مجبور ہو کر اور پورے کتا کا ابوالشیم کو کچھ بھیجی کتا جس کو نندی کے حق میں جناب آنحضرت کو ایسی ناز بھی چڑھنے کی دیں تو ہماری مجال ہے کہ ہم اُس سے خدمت لیں ابوالشیم نے کہا اب کیا کروں بیوی نے کہا یا اُسکو پھر آنحضرت کے پاس لیجا یا آزا کر انھوں نے اُسے آزا کر دیا اور آنحضرت کی خدمت میں جا کر تقریر اپنی بیوی کی بیان کی جناب رسالت مآبؐ نے انہی بیوی کے حق میں فرمایا انھا اللو قنۃ ہا مود العنۃ مور آخرت پر وہ دنیا کو قبول نہیں کرتی پھر فرمایا دنیا ہی بصورت کنیزک ہے وَلَمَحَمَّدٌ لِلَّهِ رِبِّ الْعَالَمِينَ ؕ

مجلد دہم

سعادت خدمت حاصل ہوئی، مجلس علماء و حضرات کی تھی، لہذا ذکرِ حضرات سابقہ کا کیا اور جب ایسی مجلس ہو کر تھی علماء ایک طرف بیٹھا کرتے بعضے بحث کیا کرتے کید کا نام نہ لگولہ رکھتے اور کید کا صدر الشریعہ بعد کو کیتا مولانا فخر الدین رازی کی بیان کی کہ وہ موضع ہرہ سے ولایت یونان میں گئے کہ وہاں جا کر فضلار سے بحث کریں یہ ہنوز راہ میں تھے کہ خبر انکی یونان میں پہنچی کہ مولانا فخر الدین رازی بحث کو آتے ہیں اور مولانا اسکے اور کوئی غرض انکی نہیں اور علماء یونان علوم حکمیہ اور کلام وغیرہ میں مشہور ہیں جب وہاں کے بادشاہ نے یہ خبر سنی باوجودیکہ خود بھی فاضل تھا مگر اپنے علماء کو جمع کیا اور کہا کہ مولانا فخر الدین تم مجھے بحث کو آتے ہیں وہ بڑا فاضل ہے تم سب آمادہ ہو رہو وہ بولے ہم دیے سو کو جواب دے سکتے ہیں اس کو الزام دینے بادشاہ نے کہا دو حال سے خالی نہیں یا تم قائل ہو گے یا وہ اگر تم غالب ہوئے تو مولانا اگر وہ غالب آیا تو نام یہاں کا بد ہو گا کہ یونانیوں نے الزام پایا کسی تدبیر سے اس کو راہ میں قتل کرنا چاہتے کہ یہاں نہ آوے وزیر بولا ایک اور تدبیر بھی ہے کہ ایک خیمہ کھڑا کیا جاوے اور اس کے درمیان میں پردہ کھڑا کریں ایک طرف علماء ہوں دوسری طرف سازندی چنگ و باب لیکر خیمہ حنیوں کے ساتھ اور وہاں کے سازندی نوازندی اس قیامت کی ہوتی ہیں کہ ان کو اپنی خوش آہنگی سے چاہیں سلاویں چاہیں ہنسناویں خواہ رولاویں اور جب چاہیں و جد میں لاویں للعرض حکما بحث شروع کریں جب دیکھیں مولانا فخر الدین غالب آتا ہے اور ہمارے علماء قائل ہو جا رہے ہیں تو درمیان کا پردہ اٹھایا جاوے اور سازندی نوازندی مع سازوں کے شروع کریں حسنان ہوش ربار و برہوں مولانا انکو دیکھ کر بہت ہوجا پٹنگے خصوصاً باگ چنگ سنکر اور ایسے موہونگے کہ بے ہوش ہو جائیں گے بادشاہ نے یہ سہا پسند کی اور خیمہ کھڑا کر کے آرائش مفضل کا حکم دیا اور ہر خباب مولانا قریب شہر پہونچے تو بادشاہ نے استقبال کیا مہمہ محل میں آتا رہا بولا آپ یہاں کے علماء کے روبرو کچھ فوائد بیان فرمادیں مولانا نے روز فردا کا وعدہ کیا دوسرے دن مجلس منعقد ہوئی۔ علمائے یونان جمع ہوئے بادشاہ نے ان سے کہا کوئی مسئلہ

عقلی شروع کر دینا بحث میں مشغول ہوئے وہ سب ایک بارگی بولنے لگے مولانا نے بادشاہ سے کہا آپ دانشمند ہیں یہ علماء جو ایک بار بولتے ہیں تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی بادشاہ نے حکم دیا کہ فقط ایک عالم جو سب کا بڑا ہو گفتگو کرے الغرض جب ایک سے بحث شروع ہوئی تو مولانا ہر ایک کو بند کرتے گئے ایک باقی رہا تھا کہ بادشاہ نے پردہ اٹھائے کو فرمایا مولانا ان حسینان ہوش ربا کو دیکھ کر سزاؤں کی خوش آہنگی میں حواس باختہ ہو گئے جب دیکھا یہاں استقلال محال ہے تو چھری کمر سے نکال کر اپنے پانوں میں مار لی اُس درد کی تکلیف سے ہوش میں آئے اور اٹھ کر اُس شہر سے بھاگ گئے ہر خدیجہ جو شنش رو کا ذکر کرے مشہور ہے کہ مولانا نے ایک بار عمر بھر میں ایک عورت سے زک پائی ہے کہ وہ بڑی بزرگ عورت تھی اُسکو ماما کہتے تھے مولانا اُس سے ملنے گئے ماما نے کہا اسے فخر الدین خدا کو پہچانتا ہے مولانا نے کہا عجب عورت ہے میں نے کئی کتابیں معرفتِ خدا تعالیٰ میں تصنیف کی ہیں اور یہ مجھ سے یوں کہتی ہیں ماما اس خطرہ پر مطلع ہو کر بولی وہ کتابیں علم کلام کی جو معرفت ذات و صفاتِ خدا تعالیٰ میں تصنیف کی ہیں اور قبل معرفت کے ہیں یا بعد معرفت کے مولانا ماضی میں سوار تھے یہ سن کر غلاموں کی طرف دیکھ کر کہا کہ جنازہ فخر زاری کا لاؤ کہ ایک عورت سے قائل ہوا +

وَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

مجلس نو دود و دویم - ساداتِ پانبوس ماتہ آئی - خدمتِ خواجہ مشغول گفتگو تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ ایک بار جناب شیخ محمد سرہ الغزنی نے مجلس میں فرمایا تھا کہ جو توکل کرے اور اُس پر تین فاقے گزریں تو اللہ تعالیٰ چوتھے دن اُسکو ضرور کچھ پہنچاتا ہے یہ سن کر ایک درویش کہ حاضرِ محفل تھا بولا میں نے تین دن توکل میں فاقہ کئے اور روز چہارم بھی مجھ کو کچھ نہ ملا خواجہ نے فرمایا مولانا تم نے دل میں خیال کیا ہو گا - کہ اگر فلاں شخص میرے واسطے آج کچھ بھیجے تو بہتر ہو گا بلکہ یہ بات زبان سے بھی کہی ہوگی سو یہ چہ تھا فاقہ اس خیال کی شومی سے ہوا پھر ایک بزرگ سے روایت کی کہ وہ کہا کرتے دنیا کے فقیہ بہت شکم سیر کما جانتے ہیں کہ توکل کر کے علیحدہ ایک مکان میں بیٹھ جاتے ہیں اور نمینیں کثیر لکھ پڑھتی ہیں پھر فرمایا توکل سے بیٹھنے والے کو لازم ہے کہ اگر سفر کرے تو اس نیت سے کہ علم حاصل کر دوں یا کسی مقبول انجام

خدا سے بلوں کہ کوئی مرد خدا کو کچھ نعمت مجکو فرمات کہ جاوے پھر مناسب ان خواب کے یہ حکایت فرمائی کہ ایک درویش کو لنگان لوکان کہتے تھے وہ ہمیشہ ایک گھر کے کونہ میں مشغول رہا کرتا ایک دن گھر سے نکل کر کہیں گیا تھا کہ چند درویش اُسکے گھر آئے اور اُسکے لٹکے سے پوچھا تیخ کہاں ہے لٹکے نے کہا کہیں باہر گئے ہیں اُنکے گھر میں ایک درخت کھجور کا سالہا سال سے خشک ہو گیا تھا جب سُنا تیخ گھر میں نہیں تو اُنہیں سے جو صاحب حلقہ تھا اُس نے اپنا تھوک اُس درخت پر ڈالا وہ فی الفور تازہ ہار دار ہو گیا پھر وہ درویش چلے گئے بہ لنگان و لوکان گھر میں آیا درخت خرماکو ترو تازہ ہار دار ہو گیا پوچھا کوئی آیا تھا اُسکی دختر نے کہا چند فقہ آئے تھے مجھ سے پوچھا تیخ کہاں ہے میں نے کہا کہیں باہر گئے ہیں اُن میں جو نہنگ تھا اُس نے یہ سن کر اس درخت پر تھوک دیا یہ فی الفور ترو تازہ چلدار ہو گیا لنگان لوکان یہ سن کر روئے کہا افسوس میں نے سالما خون دل کما یا اور گھر بٹھا رہا اس نیت سے کہ کوئی مرد خدا آوے اور حاجت میری پُر کرے آج چند مرد آئے افسوس میں موجود نہ تھا ایسی سعادت مجھ سے فوت ہوئی یہ سب وہاں سلامتی قدم کا ہے اگر پانوں نہوتے تو باہر کیوں جاتا اپنی دختر سے کہا پڑوسی کے گھر سے تیرا ٹانگ لاوہ لے آئی اُنہوں اپنے پانوں کا ٹٹلے پھر دختر سے کہا یہ دونوں پانوں اٹھا کر طاق میں رکھ دے پھر کہی گھر سے نہ نکلے اور چند سال گزیرے اتفاقاً پھر وہ درویش آئے طے بیٹھے پوچھا تمہارا پانوں کیا ہوا لنگان لوکان نے کہا ایک ہار چند فقہ ار مردان خدا آئے تھے میں کہیں گھر سے باہر گیا ہوا تھا اُنکے سرگروہ نے اس درخت پر تھوک دیا یہ سالہا سال سے خشک تھا فی الحال ترو تازہ چلدار ہو گیا جب میں باہر سے گھر میں آیا اور یہ حال سُنا تو سوچا کہ میں مدتوں گھر میں اس نیت سے بیٹھا رہا کہ کوئی مرد خدا آوے جب آیا تو میں کہیں باہر گیا ہوا تھا یہ سعادت جو مجھ سے فوت ہوئی یہ سب شومی قدری کے ہوئی اگر پانوں نہ ہوتے کیوں باہر جاتا میں نے اُس وقت دونوں پانوں تیرا کر کاٹ ڈالے تھے درویش لے پوچھا وہ پانوں کیا کئے گھر میں ہیں یا باہر ہنیک دئے بولا اس طاق میں رکھو اُنکے تھے اُس درویش نے دیکھ کر وہ پانوں اتارے خشک ہو گئے تھے پھر اُس نے سیدھا قدم سیدھی پنڈلی کے قریب رکھا اور اٹا اٹھی ساقی کے پہر کا فاتحہ پڑھ کر دعا کروا تو فاتحہ ظاہر نہ ہوئی تھی کہ پانوں مگر ترو تازہ

ہو گئے خواجہ نے فرمایا یہ وہی درویش تھے جن کے سرگروہ نے متوک درخت خرما پر ڈالا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُسے سرسبز کر دیا یہ وجہ تسمیہ تھی لکنان لکان کی ہوئی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس نو دوسو و سو یکم - سعادتِ قدم بوس روزی ہوئی جناب شیخ الاسلام کے عرس

کے چہ دن رہے تھے سامان کی تیاری ہوتی تھی مناسب اسکے فرمایا جب بخارا میں عرس شیخ سیف الدین

باغزی آتا ہے تو تمام شہر کے لوگ کمانا پکاتے ہیں اور تیس گائوں اُٹھتے روضہ کی وقف ہیں آمدنی

ہر وہ کی چالیس ہزار دینار میں بخارا میں سال کی چار عیدیں ہوتی ہیں انہیں ایک عید عرس شیخ سیف الدین

کی ہے اور ایک ماہ شعبان میں کہ اجتماع خلق ہو کر تہنیت اور دو عیدیں بھی معمولی اسلام کی۔ پھر

عقیدہ مریدی میں گفتگو آئی کہ مرید کو پیر سے عقیدہ کیسا پائے فرمایا مولانا فخر الدین بنداوی نے کتاب

تحفۃ البرہ میں لکھا ہے کہ مرید کو پیر پر اس قدر عقیدہ پائے کہ جانے مجھ کو سوا میرے پیر کے اور کوئی خدا تک

نہ پہنچا وے گا اگرچہ اور بھی پیر بہت ہیں مگر مجھ کو قربت ہی ان سے نصیب نہوگا۔ بجز محبت اپنے پیر کے

پھر یہ بھی اُسی کتاب میں ہے کہ مرید اس بات پر بھی یقین رکھے کہ پیر کی ایک صورتِ جسمانی ہے۔

دوسری صورت روحانی۔ صورت روحانی تہیہ نہیں ہوتی۔ روا ہے کہ جب مرید صورتِ جسمانی پیر کا

تصور کرے تو وہ صورت روحانی سے حاضر ہو نہ صورتِ جسمانی سے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس نو دو چہارم - سعادتِ قدم بوس بیتِ آرائی گفتگو حفظ قرآن میں شروع ہوئی۔

جناب خواجہ نے فرمایا قرآن شریف اُس دلیس اُترتا ہے جو دل لوث مصیبت اور ہوا سے پاک وصف

ہو اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ ابو عمر نے کہا ہے کہ ایجاہ میں راہ میں جاتا تھا ایک نہایت میل

وٹیکل سامنے آیا ابو عمر کی نظر اُس پر پڑی اُس نظر پر کتنی نوا و دوبارہ با اختیار خود خواہش سے دیکھا تمام قرآن

الف الحمد سے سین والٹاں تک دل سے محو ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد جناب خواجہ بن بصری رحمہ اللہ

علیہ کے پاس گیا اور حال اپنا کما خواجہ نے کما تیرا علاج اسکے سوانہیں کہ کہہ کو جا اور وہاں محرابِ جاوینغہ

کی ہے اس میں دو رکعت اور اگر کے بیٹھ جاوےں ایک شخص ظاہر ہوگا۔ جب وہ بھی نماز پڑھ کر بیٹھے تو تم
 اُسکے روبرو جا کر کہا اپنا واقعہ کہنا ابو عمر مکہ گئے۔ اور محراب امام اعظم میں دو گنا نہ پڑھ کر بیٹھ گئے
 ایک سپر مرد آیا۔ اور دو گنا نہ پڑھ کر وہ بھی بیٹھ گیا ابو عمر اُسکے روبرو گئے کہا میں راہ میں جاتا تھا۔ ایک
 حسین روبرو آیا۔ اچانک اُسپر میری نظر پڑی پھر دوبارہ با اختیار خود میں نے اُسکو دیکھا تمام قرآن شریف
 جو یاد تھا فراموش ہو گیا وہ سپر مرد حضرت خواجہ خضر تھے لعاب اپنے دہن مبارک کا انگشت شہادت
 سے لیکر اُسکی زبان میں لگا دیا فی الحال تمام قرآن از سر نو یاد ہو گیا اسی اشار میں ایک اور سپر مرد آیا اور
 دو گنا نہ پڑھا اول بزرگ نے اس دوبارہ انیوال کی بہت تعظیم کی جب وہ چلا گیا۔ تو خواجہ خضر نے ابو عمر سے کہا
 تم انہیں پہچانتے ہو میں نے کہا نہیں کیا یہ خواجہ جن بصری رحمۃ اللہ علیہ تھے مگر انہوں نے مجھے رسوا
 کیا بعد اسکے ایک ملک زادہ کہ خدمت خواجہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس سے دریافت کیا کوئی کتاب پڑھتے ہو
 بولا نہیں فرمایا اس کتاب میں عجائب و غرائب بہت ہیں بنجائے اُنکے یہ دو قاعدے غریبہ جو اس آیت
 شریف میں مذکور ہیں بیان فرمائے قال اللہ تعالیٰ انما تذکر سنائع الذکر خشی الرحمن بالغیب فنبیوہ
 بمغفورۃ واجوکریہ۔ انما واسطے صحر کے ہے پس یہ قرآن منذر نہو گا مگر اُسکی وجہ اُسکا ہے نہ کافرون
 کا اور جن بر وزن فعلان صیغہ مبالغہ کا ہے یعنی کثیر الرحمتہ۔ سو جو کثیر الرحمتہ ہو اُسے خشیت کیونکر متصور ہو
 اگر لفظ قمار یا جبار ہوتا تو مناسب تھا جواب اول کا یہ ہے کہ مراد اتباع سے اتباع قرآن کا ہے اور
 جب یہ اتباع مومنوں سے حاصل ہوا تو گویا صحر بھی انہیں کے حق میں ہوا۔ جواب دوسرے کا یہ ہے
 کہ خشیت میں موج مومنوں کی ہے اس واسطے کہ قمار سے سب ڈرتے ہیں مگر گناہ کار مسلمان جب تک
 نہ جانیں کہ رحمت حق بے نیانہ ہے اُس سے نہ ڈرتے ۛ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

مجلس نو و نوچہم۔ دولت پابوس میسر ہوئی۔ جناب خواجہ قصہ شیخ ابو سعید ابو الخیر
 کافر مارے تھے کہ ایثار آپ نیشاپور میں تشریف لے گئے مخلوق وہاں کی آپ سے برکت حاصل کرنے
 آئی وہاں ایک شخص متبر امام محمد کرانی نام تھا صاحب انہوں نے نام ابو سعید کا سنا تو لغت کی اور

جب اُنکی خصل میں ذکر آپ کا ہو کر تا۔ تو سنت کیا کرتے ایجا رام محمد پیار ہوئے شیخ نے اُنکی عبادت کو جانا چاہا مریدوں نے عرض کی وہ آپ کا ادب نہیں کرتا کیوں جلتے ہو شیخ نے نہ مانا سواری کو صفہ سنگو لایا آپ کا حکم لوٹا نہ سکتے تھے۔ سواری حاضر کی آپ سوار ہوئے حسن متوہب خادم خانقاہ نے ایک درویش کو پہلے استخراج کیواسطے بھیجا جب اُس درویش نے جا کر امام محمد کرامی سے کہا کہ شیخ ابو سعید آپ کی عبادت کو لاتے ہیں تو بولے دروازہ میرے گھر کا بند کر دو ورنہ اندر نہ آویں اور اُن سے کہہ دو میرے پاس کیوں لاتے ہیں کلیسائی نصاریں ماریں اُس درویش نے اگر حسن متوہب سے یہ جواب کیا سب مریدان ہمارے ہی بدفرہ ہوئے شیخ نے اُنکے چہروں سے رخ خاطر دریافت کیسے پوچھا کیا حال ہے اُنھوں نے عرض کی آپ وہاں کیوں جاتے ہیں ہم نے پہلے اُس درویش کو بھیجا تھا کہ آپ کی تشریف آوری سے مطلع ہو اُسے سنکر کہا کیوں آوے اُسے کلیسائیں جانا چاہتے حضرت ابو سعید نے یہ سنکر حکم دیا کہ ہم اُس بزرگ کے ارشاد کی تعمیل کو نیچے محکم کلیسائی طرف لیجلیو یہ سنکر خدام و متعقدین اور زائد حیران ہوئے کہ یہ اور دوسری بلا کیا اٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر کسیکو مجال عرض نہ تھی شیخ نے فرمایا صفہ طرف بڑے کلیسائے پھیر و جنب چاری او صرطے توراہ میں ایک رافضی ملا اُس نے پوچھا اس صفہ میں کون ہے لوگوں نے کہا شیخ ابو سعید بولا اُس پر سنت ہو یا روں نے یہ سنکر اُس کو زد و کوب کرنا چاہا مگر شیخ نے باصر رخ کیا کہ خبردار کوئی ایسے کچھ نہ کہنا وہ اپنے قول میں حق ہے کہ ہمارے دین کو باطل جانتا ہے سو سنت باطل پر کرتا ہے جب اُس رافضی نے یہ خلق آپکا دیکھا اور یہ کلام سنا کہ وہ ہمارے دین کو باطل جان کر لبر باطل پر سنت کرتا ہے حیران ہوا اور شیخ کے قدموں پر آگرا تا تب ہو کر ساتھ ہونگیا۔ جب وہاں سے آگے بڑھ کر قریب کلیسائے پونچے تو گرہے میں شور مچا کہ شیخ ابو سعید رہنمائی خلق کلیسائیں آتا ہے اتفاقاً وہ دن بخشنہ کا تھا۔ جلد یہود و ترسا وہاں جمع تھے اور اُس کلیسے میں دو تصویریں تھیں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اور اُس دن دونوں تصویروں کی پرستش ہوتی تھی۔ سو شیخ کا آنا سنکر شور و مل کرنے لگے کہ شیخ اپنا دین چھوڑ کر ہمارے دین میں داخل ہوتا ہے غرض صفہ شیخ کا کلیسائے اندر لینگے قریب اُن دونوں تصویروں کے کتبے لگے

تصویر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر یہ آیت شریفہ پڑھی آنت قلت للناس اتخذوني وامى
الدين مزدون الله اور اگر تم نے یمنیں کہا اور تم پر بتان ہے تو واسطے اٹھا رہی گی کے اللہ تعالیٰ کو سجدہ
کر و حضرت ابوسعید کے یہ کہتے ہی وہ دونوں تصویریں پھر گئیں اور رو قبیلہ ہو کر خدائے تعالیٰ کو سجدہ
کیا جب ان یہود و ترسانے یہ دیکھا کہ دو صورتوں نے قبلہ کی طرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا تو سب کلچہ
کر مسلمان ہو گئے شہر میں ایک غوغا ہوا کہ شیخ ایک کلیسا میں گیا تھا ایسی کراست دکھا کر ہزاروں یہود
و ترسا کو مسلمان کیا۔ پھر شیخ نے مکان میں آکر باروں سے کہا کہ اُس پہر کی فرماں برداری سے جو
میں گرجے میں گیا۔ تو کیسے فائدے ہوئے راضی تائب ہو انہاروں یہود و ترسا مسلمان ہوئے رفتہ
رفتہ یہ بات آپ کی امام محمد کرافی نے منی کہ تمہارے حسب ارشاد شیخ کلیسہ میں گئے اور ہزاروں لوگ
اسلام لائے شیخ کی کراست دیکھ کر تو خود سوار ہو کر حضرت ابوسعید کے گھر تشریف لائے اور اتر کر رو برو آکر
قدموں میں گر پڑے جب خواجہ نے یہ حکایت تمام کی دونیں نہایت ذوق پیدا ہوا۔ پھر گفتگو دربارہ
محبت واقع ہوئی فرمایا جو کوئی کسی سے محبت کرے تو چاہئے کسی کام میں خلاف فرائض اپنے محبوب کے
نہ کرے پھر کہا صدق محبت متابعت ہے اگر کسی نے دعویٰ محبت کا کیا اور متابعت نہ کی اور خلاف
مرضی محبوب کام کیا تو وہ دُعا ہے محب نہیں بلکہ دشمن اُس کا ہے پھر اس باب میں یہ دو شعر عربی پڑھو

اشعار

مریہم فی اجتماعہم بذاک

المحت لا مریک جہر محل

وازعصوواک واعصمن عصاک

فانہم طاووعواک فطاووعیہم

پہر کاشاشی کے باب الامر میں لکھا ہے کہ ترکِ طاعتِ عصیان ہے پہر واسطے تصدیق اس مضمون
کے یہ ایک اور شعر عربی پڑھا

شعر

الھب لمن محب طبع +

لوکان حبک صادق الاطعتہ

فرمایا ایک درویش کسی شہر میں گیا دیکھا تمام شہر کہو دپوش ہے وہ بھوکا تھا ایک باغیں گیا۔ وہاں
درخت انجیر بہت تھے اور لڑکیاں درخت پر چڑھی انجیر کھا رہی تھیں فقیر کو دیکھ کر چند انجیر اُسکی طرف

چنیک دے اُسے وہ کھائے اور اُن لڑکیوں کو بھی کبود پوش پایا۔ پوچھا اس شہر میں کیا رسم ہے کہ سب کبود پوش ہیں یہ لباس تو ماتم کا ہے اُن لڑکیوں نے کہا ہم سب ہاتھی ہیں جب سے خبر طلت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنی تھی اس قوم کے سب لوگوں نے جامہ کبود پہنا تھا پھر یہی رسم درمیان ہمارے ہو گئی کہ کوئی سفید نہیں پہنتا۔ مگر کبود و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر حکایت خواجہ اویس قرنی کی بیان کی کہ جنگ اُحد میں جب ایک درواہہ دندان مبارک رسول علیہ السلام سے شکستہ ہوا تو خواجہ اویس موضع قرن میں تھے یہ سنکر براہِ محبت اپنا ایک دانت توڑ ڈالا پھر سوچا شاید وہ اور دانت ہو اپنا ایک اور دانت توڑا۔ غرض اس طرح اُتیس دانت اپنے توڑے اس بیان میں خواجہ پر گریہ غالب ہوا تھا مگر روکنے اور بیان کرتے جلتے تھے ۛ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس نو و ہشتم

دولتِ محالست حاصل ہوئی جناب خواجہ بیان فوائد میں تھے کہ بندہ پہنچاؤ ذکر اس آئیہ شریف کا تھا۔ اول حکم تقویٰ کا کیا ہے من بعد محبت صادقین کے پھر کہا صادق وہ لوگ ہیں کہ جن کی صحبت میں لوگ کامل ہو جاویں اور تقویٰ اختیار کریں اور یہ محبت و خلعت جو دنیا میں صادقین سے ہو آخرت میں بھی مفید و شمر بہ کات ہے بخلاف اُن لوگوں کے جن کی صحبت یہاں مورثِ فسق و فساد ہوتی ہے کہ وہ لوگ قیامت میں باحم ایک دوسرے کے دشمن ہونگے ارشاد خداوندی ہے الاخلاۃ یومئذ بعضهم لبعض عدواً الا للذین ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ قیامت میں ایک کو بہشت میں لیا جائیگا وہ اپنا مقام غلہ بریں میں دیکھ کر ملا کہ سے چوچے گا کہ یہ مرتبہ بلند مجھ کو پروردگار نے آج یہاں عنایت کیا ہے میرے مصاحب کو بھی جو دنیا میں تھا۔ دیا یا نہیں فرشتے کہیں گے تو نے اعمال صالحہ بہت کئے تھے لہذا اُنکے عوض میں یہ مراتب پائے ہیں تیرے پاس سے وہ عمل نہیں کئے لہذا اُس کو ایسا درجہ نہیں ملا پس وہ شخص مناجات و دعا کرے گا کہ بارِ آلتا توجاتا ہے میں نے جو عمل کیا ہے وہ اپنے اور اُسکے دونوں کے واسطے کیا ہے اس بعدہ رُوف و رحیم حکم دیکھا کہ اُسکے اُس یار کو بھی ایسا ہی مرتبہ دیں۔ غرض ثمرہ محبت صادقین و اولیاء

بسی ملیکا۔ انشا اللہ تعالیٰ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس نو و دوہم

سعادت ملاقات نصیب ہوئی۔ فرمایا فرولتے قیامت کو اللہ تعالیٰ مدعی بندے کا ہوگا۔ اور جناب رسول علیہ السلام مدعی اُمت پر اسی طرح پیران طریقت مریدوں پر دعویٰ کریں گے جس نے بجالانے فرمان الہی میں سستی کی ہے اُسے خدا نے تعالیٰ کو اپنا ختم کیا ہے اور جس نے سنن رسول علیہ السلام کو ترک کیا اور اُس پر مواظبت نہیں کی اُس نے رسول کو اپنا ختم کیا ہے۔ اور جس نے رضائے پیر کو ترک کیا اُس نے پیر کو اپنا ختم کیا پھر فرمایا لازم ہے کہ انسان ان تینوں کو اپنا مدعی اور ختم نہ بناوے پھر کہا ہر شخص کی ایک پونجی ہے کہ انتظام اُسکا اُس سرمایہ سے ہوتا ہے مثلاً مایہ بادشاہ کا خزانہ اور ختم ملج و تخت پیل و پا نگاہ ہے اگر یہ خیریں اُسکے پاس نہ ہوں تو مفلس ہو جاوے گا۔ اور سرمایہ کا شکار کا بیل ہل بیچ ہے اور سرمایہ عالم کا علم و کتاب اگر علم بھول جاوے تو گویا اُسکا سرمایہ جاتا رہا۔ اسی طرح درویش کا بھی سرمایہ ہے اور وہ حضور دل ہے پروردگار کے ساتھ اگر درویش کی حضوری جاتی رہی تو مفلس بن جائے گا۔ پھر فرمایا جو وقت فقیر کا بے حضور جاتا ہے اُس سے قیامت میں شرمندہ ہوگا اس پر یہ دو شعر حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کے ٹپے ہیں +

آشعار گویم اُس روز کہ در خدمت جانان بودم + پھر فرمایا یہی تینوں قیامت میں اُسکے مدعی ہونگے یعنی اللہ اور رسول اور پیر۔ اُس سے ناراض اور الگ ہو جاوینگے۔ اور اُسکے مناسب یہ حکایت فرمائی ایک بادشاہ تھا اُس نے قاعدہ مقرر کیا تھا کہ دربار عام کے وقت جو چاقا تھا اُسکے پاس اندر بلا اجازت چلا جاتا اور اپنی حاجت خود بلا واسطے کہہ سن لیتا چو بار و دربان کہڑے کسی کو مانع نہ ہوتے ایک دن کوئی فقیر گڈری پوش حسب قاعدہ بادشاہ کے پاس جلنے لگا دربانوں نے لٹکار کر روکا دیکھو پھر نے حیران ہو کر کہا اے خواجہ یہاں کی تو رسم ہے کہ ہر شخص بے اجازت اندر جاتا ہے تم بھکونگے کیوں خلاف حکم شاہی کرتے ہو شاید میرے کپڑے حقیر و مختصر دیکھتے ہو دربان نے کہا ہاں یہ سبب ایسے لباس تیرے کے روکتا ہوں کہ یہ لباس جو تو نے پہنا ہے اسی لئے خدا کا ہے اس لباس سے درویش

پہر نہیں لگتے لوٹ جا یہ لباس اُتار کر لباس دُنیا پہن آ۔ پہر تجھ کو نہ رو کوں گا۔ مگر غرت اس لباس کی فیکو اندر جانے سے منع کراتی ہے درویش نے یہ بات سکر اپنی حاجت چھوڑی اور کہا میں لباس درویشوں کا نہ اُتار دوں گا پہر آپ نے یہ بیت پڑھی بیت

ورگہ خلقِ ہمد رزق دُنیاست ہوں کار در گاہِ خداوند جانِ اردو بس

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس نو و ہشتم

دولتِ مہاست محل ہوئی۔ ایک شخص ملکِ ہما سے آیا تھا اور قاضی وہاں کا تھا جنابِ علیہ نے فرمایا تبار و کشتِ مقام ہے کہ وہاں حضوریِ شیخ کی حاصل ہوتی ہے پھر وہاں کے ایک خطیرہ کا ذکر کیا کہ عمدہ مقامِ باراست ہے ایک بادشاہ نے اپنے واسطے بنوایا تھا پھر اُس قاضی نو آمد سے پوچھا کہ وہ امیر وہاں دفن ہوا یا نہیں اُس نے عرض کی کہ اُس نعلی میں دفن ہوا ہے۔ خولجہ نے فرمایا اسکی بڑی عمر ہوئی اور بہت شہروں میں رہا مگر چونکہ نیتِ صادقہ تھی پروردگار نے وہیں بُنچایا۔ اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی اور اولِ آیاتِ شریف پڑھی اہم خیدلہر قوم تبع اسکی نبوت میں اختلاف ہے مگر ولایتِ متفق علیہ ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بادشاہ تبع نبی تھا۔ اور آنحضرتؐ سے بھی جب لوگوں نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا تبع نبی ہے پھر کہا اس میں بھی اختلاف ہے کہ عرب سے تھا یا حاکمِ عرب تھا ایک بار جماعتِ اہل کتاب پر جنگ میں غالب آیا۔ اور اُنکو قید کر لیا اور اُن سے اپنا دین چسپا کر پوچھا کہ تمہاری کتابوں میں کیسے آیا ہے کہ آخر کو کوئی پیغمبر اور احمد نام کا سبوت ہوگا پھر اُن سے پوچھا کہ اُس رسولِ آئندہ کی صفت اور صورت کیا ہوگی اہل کتاب نے آنحضرتؐ شریف کا ب حال مفصل کہا کہ وہ مکہ میں پیدا ہونگے اور مدینہ شریف میں اُن کی سکونت ہوگی۔ اور قہر شریف ہوگی تبع نے یہ شکر اراوہ زیارت مکہ کا کیا پہلے مدینہ میں آکر وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ میں کوئی شخص احمد نام اس صورت و صفت کا ہے سب نے کہا نہیں تبع نے کہا جب کتابِ توریت میں لکھی آمد بھی ہے

کہا کہ اگر پہرہ بولوں تمہارے کام میں تو مجھ کو رفاقت سے الگ کر دینا۔ پہرہ دونوں بھوکے پیاسے ایک گانوں میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا۔ گانوں والوں نے کھانا نہ دیا فکروں بیضیو ہما پہرہاں ایک دیوار دیکھی کہ گرا پاستی تھی حضرت خضر نے اُسکو ہاتھ سے چھو کر سیدھا کھڑا کر دیا۔ حضرت موئنے نے پیر تیسری بار کہا کہ اگر آپ چاہیں تو بطور فردوری اس دیوار سیدھا کرنے پر کچھ لیں حضرت خضر نے یہ تیسری بار کا سوال سنکر کہا ہذا فراق بینی و بینک بس اب مجھ میں تم میں جدائی ہے اور بحیدر ان تینوں باتوں کا مفصل بیان کیا کہ کشتی ملے غریب ہیں اور ظالم بادشاہ آنے والا ہے کہ کشتیں بیگار میں پکڑا ہے اب اسکو بیکار دیکھ کر چھوڑ دے گا۔ اور کلام شریف میں جو آیا ہے کہ کان لاوہما صلیحا تو صلیح کہنے میں یکمت ہے کہ صالح شخص جو کام کرتا ہے وہ موافق عقل و حکمت و شریعت کے کرتا ہے ورنہ بے اس لفظ کے خیال ہوتا کہ شاید اُس نے برا جو عمل خزانہ کھا کر اُس پر دیوار بنادی ہو پہر فرمایا ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ساتویں پشت میں وہ شخص صالح گذر اتھا اُسکی برکت صلاحیت نے یہاں تک اثر کیا اور اُس نے خزانہ کا ذکر اُس پر دیوار بنادی تھی۔ حق تعالیٰ نے اُسے محفوظ رکھا اور ساتویں پشت میں پہنچا یا بعد اسکے کلام امیں شروع ہوا۔ کہ وضع اعمال کے واسطے مشقت اور تعب کے ہے اُسپر جناب خواجہ نے یہ حدیث شریف پڑھی کہ فرمایا آنحضرت شریف نے کہ اجرک علی قدر تعبک و نصیبک پہر کہا تب و مشقت اعمال میں نفس کو ہوتا اور روحو کذبت حاصل ہوتی ہے اور آرام پاتی ہے کہ وہ دردماندگی تعب کی فراموش ہو جاتی ہے اور اسکی مثال فرمائی کہ قدم جناب آنحضرت کے طول قیام سے نماز شب میں دم کر جاتے تھے اور آپ کو اس محنت سے راحت و سرور ہو کر کرتا تھا اور نماز کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور لگرا اس عبادت میں ذوق و راحت نہ ہوتی تو قیام ممکن نہ ہوتا اور دوسری مثال یہ کہ ایک بار خازم مبارک جناب امیر علیہ السلام میں ایسا چٹھا تھا کہ اُسکا نکالنا دشوار تھا جب آپ نماز میں مشغول ہوئے تو یاد آئی میں ایسے مستغرق ہوئے کہ لوگوں نے وہ خازم مبارک سے کہن چلایا۔ اور آپ کو خبر نہ ہوئی۔ یہی گنگو میں محبت کا بیان شروع ہوا کہ جب تک دل میں محبت الہی نہ ہو تو محنت نہ ہو سکے گی پہر یہ آیت

شریفی پڑھی۔ انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فامينن فاحملنا واشفقن منها وحملها
الانسان انه كان ظلوما جهولا اسی آیت کا ترجمہ حافظ علیہ الرحمۃ نے اس شعر میں کہا ہے کہ عشق آسان
منو و اول وے اوقتا و مشکلہا و چونکہ آسمان وزمین وغیرہ محل محبت نہ تھے لہذا قبول نہ کی اور انسان نے
کہ محل محبت تھا قبول کیا اور عشق و محبت میں سند و مخالفت ہے اسی واسطے فرمایا اذ کان ظلوما جهولا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجلس نو و نہدہم

سعادتِ خدمتِ مائل ہوئی۔ ایک عالم عرب تھے تھے آپ نے پوچھا کیا کام کرتے
ہو کہا متعنعہ بانی کرتا ہوں اسپر جناب شیخ نے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ احمد نیر طالع رحمۃ اللہ علیہ کسب
نور بانی کیا کرتے تھے گاہ گاہ کار گاہ میں بیٹھے ہوئے ایسا مال طاری ہوتا تھا کہ غائب ہو جاتے۔ کچھ
دیر بعد جب موجود ہوتے تو کپڑاؤں پر بنا ہوا تیار پاتے ایک دن قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ العزیز
ان سے بیٹنے کو لئے کچھ مدت باہم بیٹھ کر جب قاضی صاحب جانے لگے تو کہا اے شیخ احمد کب تک
اس کام میں رہو گے۔ یہ کہہ کر چلے گئے شیخ احمد اٹھے کہ میں تمہارے کی مضبوط کریں کہ شست ہو گئی
تھی وہ سنگ ہاتھ پر اس زور سے پڑا کہ ہاتھ ٹوٹ گیا۔ شیخ احمد نے کہا یہ ہاتھ میرا شیخ قاضی علی بن
ناگوری نے توڑا ہے من بعد شیخ احمد وہ ریاض چھوڑ کر بالکل خدائے تعالیٰ سے مشغول ہوئے۔ پھر
اُسکے موافق یہ دوسری حکایت بیان کی کہ قاضی کا شانِ فقر ار کے معتقد نہ تھے۔ لوگوں نے جب
بے اعتقادی کا باعث پوچھا تو کہا وہ درویش اور اولیاءِ ربوئیں نے دیکھے اب کہاں ہیں لوگوں
نے کہا یہ کیسی بولی اولیاء کا کیا بیان کروں۔ ایک فرد در صاحب کسب کا قصہ کہتا ہوں میں
ایک بار کاشغریں تھا۔ وہاں میری چھوٹی چھری کہ نہایت محبوب تھی اتفاقاً چیمیں سے ٹوٹ
گئی میں نے نہایت غمناک ہو کر وہاں کے چھری سازوں کو دکھائی اور کہا نفل سابق کے بنادو کہ
شکستہ نہ معلوم ہوا اور جو فرد در وری چاہو۔ سب نے کہا یہ قابل جوڑنے کے نہیں۔ قاضی نے

کما مجکو مثل سابق بلاعیب درست چاہئے۔ بولے۔ یہ ہرگز نہ ہو سکے گا پہرُن کاریگروں نے قاضی سے کہا فلا نے محلے میں جاؤ وہاں اس نام کا ایک کاریگر صاحبِ ولایت ہے۔ شاید اُس سے تمہاری غرض برآوے۔ قاضی دریافت کرتے ہوئے اُسکے پاس پہنچے اور پھر قاضی اُسکے روبرو رکھ کر کہا میں اُسکو بصورتِ سابق بلا فرق بنوایا چاہتا ہوں بولا ویسی نہیں ہو سکتی۔ قاضی نے کہا مجھے تو لوگوں نے تمہارے پاس ہیجا ہے کہ یہ میرا مطلب تم سے برآویگا۔ اور میں اسے بہت غزیر رکھتا ہوں اللہ درست کر دے اس نے یہ سن کر پھر قاضی میرے ہاتھ سے لیلی۔ اور قریب اپنے منہ کے لیجا کر مجھ سے پوچھا تم کس شہر کے ہو۔ میں نے کہا کاشان کا اسی ایک بات کہ عرصہ میں وہ بھی تھی بلا فرق درست ہو گئی۔ پھر مجکو دی کہا کہ لیجا۔ میں لیکر نہایت خوش ہوا۔ پھر جناب خواجہ نے فرمایا نعمت کسب دہنر پاکیزہ ہے اور کما انبال اللہ جو کوہستان میں رہتے ہیں پہاڑ سے لٹری گمانس توڑ کر شہر میں بیچتے ہیں ایک شخص لاتا ہے باقی وہیں پہاڑ میں رہتے ہیں وہ لٹری وغیرہ بچکر کھانا مول لیجاتا ہے قوت اُنکا اس طرح ہو اکر تا ہے یاد دلائیں یا پہاڑی میوے لاکر فروخت کرتے ہیں جو چیز کسی کی نہو سو ایک ابدال لاکر بیچتا ہے اور سب کے واسطے خوراک خرید لیجاتا ہے۔ اس پر چٹکا بیان فرمائی کہ ایک بار مولانا حام الدین اندپتی حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا مولانا آج میں نے ایک ابدال کو دیکھا عرض کی کہاں پر جناب شخص نے کہا میں زیارت فرما کر حضرت بی بی فاطمہ سلم کو گیا تھا۔ وہاں ایک تالاب ہے اُسپر ایک شخص کو دیکھا کہ ٹوکرا لٹریوں کا سر سے اُتار کر کنارے پر رکھا ہے اور ایسا خوب وضو کیا کہ میں دیکھ کر متعجب ہوا بعد وضو دو رکعت نماز باراحت تمام پڑھی مجھ کو اُسکی طرز نماز سے اور زیادہ تعجب ہوا۔ پھر خالی ٹوکرا تین بار دھویا پھر ایک ایک لٹری دھو کر درود پڑھ کر اُس میں رکھ گیا۔ اسطرح سب دھو کر مع سب تین بار تالاب میں غوطہ دیکر کنارے پر رکھا کہ پانی ٹپک جاوے میں متعجب ہو کر اٹھا۔ اور روپیہ جو میری دستار میں تھا کھول کر ٹپکے رہ پڑا اور کہا کہ اے خواجہ اسے قبول کر دو اُس نے کہا کہ اے بیچ مجھ کو اس بات سے مغدور رکھ۔ میں نے کہا تم دو پیسے کے واسطے اتنا بوجھ

اور شفقت اٹھاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ایک روپیہ مفت دلوں میں نہیں لیتے۔ بولا معاف رکھنے میں نے کہا کیفیت نہ لینے کی بیان کرو۔ بولا بیٹھو تو بیان کروں جناب شیخ اور وہ شخص دونوں بیٹھے اُس نے کہنا شروع کیا کہ میرا باپ یہی کام کرتا تھا میری خورد سالی میں اُس کا انتقال ہو گیا۔ پھر مجھ کو مانے استدر احکام عبادت الہی سکھا دئے کہ بے خوف نماز پڑھتا ہوں بہر والدہ نے انتقال کے وقت مجھ سے بلا کر کہا کہ چپڑ میں ایک کپڑا گرہ لگا رکھا ہے اے۔ میں ڈھونڈ کر لے آیا اور والدہ کے رو برو رکھا اُس نے کہوں کر کچھ بد کیا اور کہا اتنے میں کفن لانا اور غسل کو دینا اور اتنا گور کن کو۔ پہر بیٹیں روپے یا کچھ کم بھکو دئے کہ یہ چرخ تیری تمام عمر کا ہے تیرا باپ باغوں میں جا کر لکڑی اور ترکاری بچکراتا تھا اُس سے گذر ہوتی تھی یہ تیرا سرمایہ ہے لکڑی اور ترکاری تو بھی لا کر بیچا کر اور سوائے اس کے کسی اور وجہ سے موت کمانا۔ جب اُس نے یہ قصہ تمام کیا۔ تو جناب شیخ نے جان لیا کہ یہ ابدال اللہ سے ہے اور ابدال کسی سے کچھ نہیں مل کرتے فقط فروری اور منٹ پر گذر کرتے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس سیم

سعادتِ پاتہوس حاصل ہوئی۔ فرمایا حکایت حکیم کی مثنیٰ ہے۔ کہ ایک حکیم صاحب چند روز متواتر اسکو فاقہ سے گذرے اور کھانا نہ ملا۔ تو دریا کے گھاٹ پر گیا۔ وہاں چند برگ زرد آلو کے پڑے تھے کسی باغبان کے چھینکے ہوئے حکیم جبک سے اُنکو اٹھا کر کھانے لگا۔ کوئی امیر دنیا دار بھی وہاں آنکلا حکیم کو اس حال میں دیکھ کر گھوڑے سے اُترا اور بعد تسلیم و تسلیم کے حکیم سے باتوں میں کہا کہ اگر آپ محبت بادشاہ کی اختیار کریں تو اس برگ کھانے سے بے پروا ہیں حکیم نے اُسی طور نصیحت و محبت کے کہا کہ اگر تم برگ زرد آلو پر قناعت کرو تو ہاں

دنیا کی تنگ صحبت سے خلاصی پاؤ نقطہ +

مؤلف خیر المجلد کہتے ہیں میں نے یہ حکایت مولانا برہان الدین غریب سے سنی تھی اور
اُن کی ملفوظات میں اس حکایت کو لکھ چکا ہوں۔ پھر میں نے عرض کی کہ مولانا برہان الدین
غریب کو خواب میں دیکھا ہے پوچھتے ہیں کیا کتاب تمام ہوئی۔ میں نے عرض کی ہاں پھر ایک
کتاب لا کر میرے روبرو کھولی پڑھی کتاب تھی کہ زراُس سے ظاہر ہوتا تھا پھر وہ کتاب مجھ کو محنت
فرمائی اور اہل مجلس سے کہا ایسی نعمت اسکو دینی چاہئے +

واللہ علیہ السلام والصلوة علی رسولہ والتحیۃ والسلام

۲۲۸

رشید نامہ شری - رشید نامہ کے نامی سے طلب پیر پر مشتمل
 کتاب جو پہلے پندرہ سو تیرہ ہی حضرت شیخ غلب العالم عبد القدوس گنگو
 نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کتابت میں ہو چکی ہو یا حضرت کی
 قابل خرید ہے قیمت ۴۰ روپے کھل کلمی اردو و فارسی چھاپا ہوا
 کے تمام نسخہ جو اس کتاب کی ضمت سے واقف ہیں تسلیم و کافی ہو
 و تمام اقدیم بن نایب مستند کتب ہے مصنف اسکے حضرت غفرانی
 باقی باللہ حضرت شیخ عالم جان کلمی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیمت ۴۰ روپے
 ارشاد و الطالبعین نبی اللہ و از حضرت شیخ جلال الدین تھانی صلی اللہ
 اعظم حضرت شیخ عبد القدوس گنگو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تذکرہ و ذکر مناقبہ
 و محاسن ہر مہمہ کتاب پر قیمت ۴۰ روپے تذکرہ اربعین اردو و فارسی
 غریب نواز سلطان السند حسین الدین بن نبوی ثم الامیری نوادر و مناقبہ
 کی مختصر تاریخ عمری پر قیمت ۴۰ روپے صرف مدرسہ عمری مولوی
 غلام محمد خان صاحب پٹی خطا آپ غلیظہ حضرت نور اللہ علیہ السلام و اولادہ
 پتی نوٹسی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف کی آئینہ پستہ میں ہے قیمت
 خود ہی تاریخ عمری نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اس میں ملاوہ ملاوہ غلطیاں
 حضرت غفر اللہ علیہ وسلم کے مضامین خصوصاً حالات مذکورہ و حوالہ
 اپنی ملازمت و خبر کے حالات کے میں قابلہ پر قیمت ۴۰ روپے
 گلہ شگشگش فقیری حاصل خاندان علیہ السلام و خلیفہ نقشبند
 سرور دیہ - اور دیگر خانوادہ کے متفرق کے ہزار اولیاد و اولاد و اولاد
 کے ساتھ تاریخ و حالات و جانشینان و غیرہ پر قیمت ۴۰ روپے شجرہ حقیقیہ
 صاحب یہ ملازمتی ہر مہمہ اللہ صاحب مولوی اسحاق صاحب
 مدرسہ ملی لکھنؤ کے فخر و کرم و مہمہ و فخر و کرم و فخر و کرم
 متحقیق التتبعین - مولانا مولوی حافظ مہدی صاحب الدین صاحب شری
 شاگرد رشید مولوی رشید صاحب صاحب کی تالیفات سے نامور
 ہے مولانا صاحب نے اس کتاب کو کلام کے باب آفات مل لکھتے

تشکیل ہے و دیگرہ میں ہر مہمہ صاحبان فقہی کی اس کتاب کا سلاطین
 مفید ہے بہت تشریحی جلد میں باقی ہیں قیمت ۴۰ روپے مولانا صاحب
 محبوب پند و سکھام عمدہ ہیں لکھنؤ قلیل خواندگی حاصل سلاطین و
 قیمت ۴۰ روپے دیوان مصطفیٰ نقیہ عاشقہ دو کوہن جرحہ کلام ہے اس
 میں ایک نئی نئی کی بات ہے کہ تہذیبی سے لیکر تہذیبی تک
 کے ہر تاریخ اسلامی نام پر ہر مہمہ کے متقدیرین یاد و ذکر قلموں میں دیوان
 کتبہ کہ گریبا دیخی اسلام گنجیمہ صاحبان اولاد گریبا دیخی نام نہا
 ہر مہمہ میں وہ ضرور اس کتاب سے موصول کریں قیمت فی جلد ۴۰ روپے
 دیوان محفوظ - نقیہ دیوان ہے طبیعت کی تہذیب و بلا و جو سوانح
 ظن اسکے ضرور خریدیں قیمت ۴۰ روپے دیوان شباب - نقیہ دیوان
 از شیخ طبع حافظ پیر خان صاحب نایب امرا آبادی قیمت ۴۰ روپے
 سعادت الکونین فی فضائل الحسنین آئینہ شریک تذکرہ سلاطین
 کے متعلق و فقہ و شریعت و فقہ و شریعت میں جی ہیں افراد و تقریر کے سبب سلی
 واقعات شریکی ہیں - نظریہ میں تذکرہ الامین کے متعلق یہ کتاب چھاپی
 گئی ہے کہ مکی ہر رویت کو مستند فقہین اور تاریخ کی شریک کتابوں سے
 تشکیل ہے زبان کی سلاطین و حالات کی تفصیل ہر گز بہت تہذیبی
 کہ اس کتاب کو ضرور کر کے لکھیں قیمت ۴۰ روپے شیخ الاحباب صاحب کتاب
 تالاف الاحباب غلام ارباب کے فضائل و مناقب و خیر و خیر کے
 ازواج و ملاقات کے فضائل و تعلیم و تربیت کے متعدد و حاصل خلاق ہیں
 برگزیدہ فضائل و جویہ ہر مہمہ کہ دیگرہ میں بند کیا ہے ایک کلام
 دو سر سلسلہ اردو میں عربی کا پہلا اور پہلا و پہلا و پہلا و پہلا
 کی مکی ہے شریعت و عقیدت کی تفصیل و شریعت کی ہر مہمہ تہذیبی
 کثیر بہت تالیف میں دو روپے ہر مہمہ و جامعہ اللہ القیام فی خطا و ایوان
 سہم جملہ غفلت و غفلت و غفلت و غفلت و غفلت و غفلت و غفلت
 مولانا صاحب نبوی کا ذکر و متفرق مسائل کے فیصلہ کرنے میں اس کتاب

۱۲۰
 رشید نامہ شری - رشید نامہ کے نامی سے طلب پیر پر مشتمل کتاب جو پہلے پندرہ سو تیرہ ہی حضرت شیخ غلب العالم عبد القدوس گنگو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کتابت میں ہو چکی ہو یا حضرت کی قابل خرید ہے قیمت ۴۰ روپے کھل کلمی اردو و فارسی چھاپا ہوا کے تمام نسخہ جو اس کتاب کی ضمت سے واقف ہیں تسلیم و کافی ہو و تمام اقدیم بن نایب مستند کتب ہے مصنف اسکے حضرت غفرانی باقی باللہ حضرت شیخ عالم جان کلمی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیمت ۴۰ روپے ارشاد و الطالبعین نبی اللہ و از حضرت شیخ جلال الدین تھانی صلی اللہ اعظم حضرت شیخ عبد القدوس گنگو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تذکرہ و ذکر مناقبہ و محاسن ہر مہمہ کتاب پر قیمت ۴۰ روپے تذکرہ اربعین اردو و فارسی غریب نواز سلطان السند حسین الدین بن نبوی ثم الامیری نوادر و مناقبہ کی مختصر تاریخ عمری پر قیمت ۴۰ روپے صرف مدرسہ عمری مولوی غلام محمد خان صاحب پٹی خطا آپ غلیظہ حضرت نور اللہ علیہ السلام و اولادہ پتی نوٹسی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف کی آئینہ پستہ میں ہے قیمت خود ہی تاریخ عمری نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اس میں ملاوہ ملاوہ غلطیاں حضرت غفر اللہ علیہ وسلم کے مضامین خصوصاً حالات مذکورہ و حوالہ اپنی ملازمت و خبر کے حالات کے میں قابلہ پر قیمت ۴۰ روپے گلہ شگشگش فقیری حاصل خاندان علیہ السلام و خلیفہ نقشبند سرور دیہ - اور دیگر خانوادہ کے متفرق کے ہزار اولیاد و اولاد و اولاد کے ساتھ تاریخ و حالات و جانشینان و غیرہ پر قیمت ۴۰ روپے شجرہ حقیقیہ صاحب یہ ملازمتی ہر مہمہ اللہ صاحب مولوی اسحاق صاحب مدرسہ ملی لکھنؤ کے فخر و کرم و مہمہ و فخر و کرم و فخر و کرم متحقیق التتبعین - مولانا مولوی حافظ مہدی صاحب الدین صاحب شری شاگرد رشید مولوی رشید صاحب صاحب کی تالیفات سے نامور ہے مولانا صاحب نے اس کتاب کو کلام کے باب آفات مل لکھتے

مرد دستخط نویل میں درج کئے جاتے ہیں ہر وقت خریداری دیکھنا چاہئے +

استنار و لطیف اخبار

یہ کتاب کاؤ جڑا حسب نسلے قانون تہم

صحیح رہبر سرکار ہو چکی ہے۔ لہذا کوئی صاحب ہاں

مطبع یا تاجر کتاب اجازت تحریری مالک مطبع طبع نہ

فرمانیں۔ ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھانگے

ان مجتہد جلدین مطلوب ہوں شہر سے طلب فرمیں

جس کتاب پر شہر کے دستخط قلمی و گھرنہ ہو وہ مل سرور

بھیجا جائے گا۔ بائع و خریدار کے ذمہ مواخذہ ہوگا۔ ایسی کتاب کی خریداری

سے اقرار فرمایا جاوے بلکہ خاک رکھ اطلاع دیں مبلغ و شش روپیہ

انعام دیا جائیگا +

المشہور

غلام احمد خان بریلان مترجم کتب تصوف مالک

مبین مسلم پریس دہلی +

SHULAMATA
علوم احمد خان دہلی
مرد و کتب تصوف
SHULAMATA
SHULAMATA

کتابیں خریدنے والے کو یہ کتاب ملے گی۔ یہ کتاب کاؤ جڑا حسب نسلے قانون تہم صحیح رہبر سرکار ہو چکی ہے۔ لہذا کوئی صاحب ہاں مطبع یا تاجر کتاب اجازت تحریری مالک مطبع طبع نہ فرمانیں۔ ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھانگے ان مجتہد جلدین مطلوب ہوں شہر سے طلب فرمیں جس کتاب پر شہر کے دستخط قلمی و گھرنہ ہو وہ مل سرور بھیجا جائے گا۔ بائع و خریدار کے ذمہ مواخذہ ہوگا۔ ایسی کتاب کی خریداری سے اقرار فرمایا جاوے بلکہ خاک رکھ اطلاع دیں مبلغ و شش روپیہ انعام دیا جائیگا +

